عشقِ مصطفیٰ

مصنف:

قاضی غلام محمود ہزاروی

ناشر: مکتبہ نوشیہ مصطفویہ
دربار حضرت داتا گنج بخشؒ، لاہور

صلی اللہ علیہ وسلم

سُنّتِ مُصطفیٰ

(حصّہ اوّل)

تصنیف علّامہ قاضی غلام محمود ہزاروی فاضلِ عربی؛

و فاضل فارسی، و فاضل درسِ نظامی دہلی، شیخ القرآن

والحدیث دارُالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

صوفی خادم حسین قادری

مکتبہ غوثیہ معصومیہ

تقسیم کار

نوری کتبخانہ: دربار مارکیٹ داتا گنج بخش، لاہور

بفیضانِ کرم مخدوم اہلسنّت شیخ طریقت الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ صاحب
قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین چک سادہ شریف گجرات بانی نوری کتب خانہ

نام کتاب .... سُنّتِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم (حصا
مصنّف .... قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی
بار دوئم ۱۹۸۱ء
تعداد ۱۰۰۰
ناشر .... مکتبہ اہلسُنّت لاہور
باہتمام .... صوفی خادم حسین نوری شیخوپوری
قیمت .... ۴۰ روپے

مکتبہ اہلسُنّت لاہور

دربار داتا گنج بخش صاحب لاہور

محمد یوسف قادری خوشنویس

فہرست مضامین

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
۱		۲
۲	تالیف میں جن کتب سے مدد لی گئی	
۳	سُنّت مؤکدہ وغیر مؤکدہ کی تعریف	
۴	مستحب کی تعریف	
۵	طہارت اور پاکی کے بیان میں	
۶	جسم کی صفائی	
۷	لباس کی صفائی	
۸	مکان کی صفائی	
۹	رہائشی مکان کی صفائی	
۱۰	کھانے پینے میں صحت وصفائی کا لحاظ	
۱۱	عام گذر گاہوں اور گلی کوچوں میں صفائی	
۱۲	استنجا کے احکام کے بیان میں	
۱۳	حضور علیہ السلام کا ہر نماز کیلئے وضو کرنا	
۱۴	وضو میں ترتیب فرض نہیں	
۱۵	مسواک کا بیان	
۱۶	وضو کا طریقہ	
۱۷	وضو کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا	
۱۸	ڈاڑھی کا خلال کرنا	
۱۹	انگلیوں کا خلال کرنا	
۲۰	بچے ہوئے پانی سے غسل یا وضو کرنا	
۲۱	حضور غسل کے بعد نیا وضو نہ کرتے تھے۔	
۲۲	وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا	
۲۳	اعضاء وضو کو رومال سے خشک کرنا	
۲۴	نبی علیہ السلام کس قدر پانی کے ساتھ وضو فرماتے تھے	
۲۵	غسل کا بیان	
۲۶	جنبی جب کھانے پینے، سونے یا دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ کرے تو اُسے کیا کرنا چاہیئے؟	
۲۷	بے ہوش کو جب ہوش آئے تو اس کو غسل کر لینا مستحب ہے	
۲۸	اسلام لانے کے لیے غسل مستحب ہے	
۲۹	جمعہ کے دن غسل مسنون ہے	

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
۳۰	عیدین کے لیے غسل کرنا	
۳۱	غسل کرتے وقت لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہونا	
۳۲	میّت کو غسل دینے کے بعد غسل نہ کرنا بھی جائز ہے	
۳۳	اُس شخص کا حکم جو غسل میں بدن کے کسی حصّے کا دھونا بھول جائے	
۳۴	غسل کرنے والے کا عمداً جسم کے کسی حصّے کو چھوڑ دینا	
۳۵	جس مکان میں جنبی ہو اُس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔	
۳۶	پانی کے احکام کا بیان تھوڑا پانی بوجہ نجاست گرنے کے پلید ہو جاتا ہے	
۳۷	زیادہ پانی کا بوجہ اثر نجاست، رنگ، بُو، مزہ بدل جانا	
۳۸	پانی میں ایسی چیز گر جانے سے جس میں بہتا خون نہ ہو پانی نجس نہیں ہوتا۔	
۳۹	پانی مستعمل پاک ہے مگر پلید	

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
	چیز کو پاک نہیں کر سکتا	
۴۰	جس پانی میں کوئی چیز مل جائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا	
۴۱	کنوئیں کے احکام کا بیان	
۴۲	تیمّم کا بیان	
۴۳	پانی نہ پانے والے کیلئے جماع کرنے کی اجازت ہونا	
۴۴	اذان کے بیان میں	
۴۵	نماز کے لیے نیّت کرنیکا بیان	
۴۶	زبان سے نیّت کرنا	
۴۷	تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اُٹھانا اور اللہ اکبر کہنا	
۴۸	داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا	
۴۹	ہاتھوں کا ناف کے نیچے باندھنا	
۵۰	ثنا پڑھنے کے بیان میں	
۵۱	امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کا اعوذ پڑھنا	
۵۲	بسم اللہ پڑھنے کے بیان میں	
۵۳	امام اور تنہا نماز پڑھنے والے	

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
	کا سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ کے پڑھنے کا بیان	
۵۴	نماز میں مسنون سورتیں	
۵۵	سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا	
۵۶	امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں	
۵۷	آمین آہستہ کہنے کا بیان	
۵۸	نماز میں ہر اٹھنے اور جھکنے کے وقت تکبیر سنت ہے	
۵۹	رکوع میں پیٹھ برابر رکھنا	
۶۰	رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو کشادہ رکھنا	
۶۱	تکبیرات کی تعداد مسنون	
۶۲	رکوع اور سجود میں اعتدال اور اطمینان	
۶۳	رکوع اور سجدہ میں تین بار تسبیح کہنا	
۶۴	قومہ جلسہ آرام سے کرنا	–
۶۵	قومہ میں ذکر مسنون	
۶۶	سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنوں کا پھر ہاتھوں کا رکھنا	

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
۶۷	سجدہ میں منہ کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور ہاتھوں کا کانوں کے برابر رکھنا	
۶۸	سجدہ کا پورا طریقہ	
۶۹	سجدہ میں دونوں ہاتھ پہلوؤں سے نہ ملائے۔	
۷۰	سجدہ کی حالت میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے	
۷۱	مرد سجدہ میں اپنا پیچھا اٹھائے	
۷۲	عورت سجدہ میں پیچھا نہ اٹھائے	
۷۳	دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ مسنونہ	
۷۴	سجدہ سے اٹھتے ہوئے گھٹنوں اور رانوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اٹھے	
۷۵	نماز میں سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لینا مستحب ہے	
۷۶	دوسرے سجدے سے اٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے۔	
۷۷	دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں دعا	
۷۸	دوسری رکعت میں ثنا و اعوذ	

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
	نہ پڑھے	
۷۹	دوسری رکعت میں امام اور منفرد الحمد وسورۃ بھی پڑھے	
۸۰	تکبیر افتتاح کے سوا رفع یدین کو ترک کرنا	
۸۱	تشہد میں کس طرح بیٹھے	
۸۲	تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے	
۸۳	قعدہ اولیٰ میں نہ درود پڑھے نہ دعا	
۸۴	عورت دونوں قعدوں میں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بیٹھے	
۸۵	قعدہ آخیرہ میں درود شریف کا پڑھنا	
۸۶	قعدہ آخیرہ میں دعا پڑھنا	
۸۷	سلام پھیرنا	
۸۸	سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا	
۸۹	سلام کے بعد کیا پڑھے	
۹۰	نماز کے بعد دعا مانگنا	
۹۱	مغرب کی دو سنتیں	
۹۲	نوافل اور سنتیں گھر میں پڑھنی افضل ہیں	
۹۳	امام کا نماز کی جگہ پر وظائف پڑھنا	
۹۴	مسنون دعائیں	
۹۵	سوتے وقت کیا پڑھے	
۹۶	جاگتے وقت کیا کلمات کہے	
۹۷	گھر سے نکلتے وقت کیا کلمات پڑھے	
۹۸	گھر میں داخل ہوتے وقت کیا کلمات پڑھے	
۹۹	وضو کرتے وقت کیا کلمات کہے	
۱۰۰	وضو سے فراغت پر کیا کلمات کہے	
۱۰۱	مسجد کی طرف رخ کرتے وقت کیا کلمات کہے	
۱۰۲	مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کیا کلمات کہے	
۱۰۳	اسم اعظم	
۱۰۴	بچوں کو جن کلمات سے دم کرے	
۱۰۵	سخت آندھی کے وقت کیا دعا پڑھے	

نمبر شمار	مطالب	صفحہ
۱۰۶	ستارہ ٹوٹتا دیکھے تو کیا کلمات کہے	
۱۰۷	رعد کی آواز سنے تو کیا کلمات کہے	
۱۰۸	بارش سے ضرر کا اندیشہ ہو تو کیا کلمات مسنونہ پڑھے	
۱۰۹	مُصیبت کے وقت جن کلمات کے ساتھ دعا کرے	
۱۱۰	کسی قوم سے خوف ہو تو کیا کلمات کہے	
۱۱۱	کسی ظالم کا خوف ہو تو کیا دعا پڑھے	
۱۱۲	معیشت کی تنگی کے لیے گھر سے نکلتے وقت کیا کلمات کہے	
۱۱۳	مقروض جن کلمات سے دعا مانگے	
۱۱۴	عیدین کا بیان	
۱۱۵	نماز جمعہ کا بیان	
۱۱۶	سنتوں کا بیان	
۱۱۷	جماعت و امامت	
۱۱۸	صلوٰۃ تراویح	
۱۱۹	نماز تہجّد	
۱۲۰	نماز گہن سورج و چاند	
۱۲۱	صلوٰۃ کسوف کا طریقہ	
۱۲۲	تحیۃ المسجد	
۱۲۳	تحیۃ الوضو	
۱۲۴	نماز سفر	
۱۲۵	واپسی سفر	
۱۲۶	صلوٰۃ التسبیح	
۱۲۷	نماز حاجت	
۱۲۸	نمازِ استسقاء	
۱۲۹	نماز استخارہ کا بیان	
۱۳۰	احکام مسجد	
۱۳۱	افعالِ مکروہ مسجد میں ناپسند	
۱۳۲	دخولِ مسجد کے آداب	
۱۳۳	مسجد میں دنیا کی باتوں کے لیے جمع ہونا مکروہ ہے	
۱۳۴	مسجد میں کوئی بدبودار چیز کھا کر آنا اور ہُوا خارج کرنا مکروہ ہے	
۱۳۵	مسجد میں بالتبع جو امور جائز ہیں	
۱۳۶	مسجد میں مقدمے کا فیصلہ کرنا	
۱۳۷	مسجد میں نکاح پڑھنا جائز ہے	
۱۳۸	مسجد کی خدمت کرنے میں بڑا ثواب ہے	
۱۳۹	مسجد کی طرف جاتے وقت دعا پڑھنا	
۱۴۰	مسجدیں پسندیدہ مقامات ہیں	
۱۴۱	مسجدیں جنّت کے باغ ہیں۔	
۱۴۲	عرضِ مؤلف	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"سنتِ مصطفیٰ" کی تالیف میں جن کتب سے مدد لی گئی ہے اُن کے نام

(۱) صحاح ستہ (۲) مؤطا امام مالک (۳) دارمی شریف (۴) دارقطنی
(۵) مسند امام اعظم (۶) مسند امام شافعی (۷) مسند امام احمد (۸) شرح معانی
الآثار معروف بہ طحاوی شریف (۹) کتاب الآثار (۱۰) مشکوٰۃ شریف (۱۱) عمدۃ القاری
معروف بہ عینی شرح صحیح بخاری (۱۲) فتح الباری شرح بخاری (۱۳) مجمع الزوائد
(۱۴) مرقات شرح مشکوٰۃ (۱۵) اشعۃ اللمعات (۱۶) غنیۃ الطالبین (۱۷) شرح
مسند امام اعظم ملا علی قاری (۱۸) درایہ حافظ ابن حجر (۱۹) توشیح شرح بخاری
للسیوطی (۲۰) العزیزی شرح جامع صغیر (۲۱) مقاصد حسنہ (۲۲) زرقانی شرح
مواہب (۲۳) نووی شرح مسلم (۲۴) نیل الاوطار (۲۵) بلوغ المرام (۲۶) شرح
سفر السعادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۲۷) مسوّیٰ مصفیٰ شرح مؤطا امام مالک
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) حجۃ اللہ البالغہ (۲۹) زرقانی
شرح مؤطا امام مالک (۳۰) نزل الابرار شرح کتاب الاذکار مصنفہ علامہ
صدیق حسن خان بھوپالی (۳۱) خیر الخبر فی اذان خیر البشر مولانا عبدالحی لکھنوی۔
(۳۲) مغنی ابنِ قدامہ (۳۳) کنز العمال (۳۴) بہار شریعت حضرت مولانا علامہ
امجد علی صاحب (۳۵) نماز مدلل مؤلفہ حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث
کوٹلوی (۳۶) اعلاء السنن و احیاء السنن (۳۷) منتقیٰ (۳۸) عون المعبود

شرح ابو داؤد (۳۹) غایۃ المقصود شرح ابو داؤد (۴۰) فتح الملہم شرح مسلم
(علامہ عثمانی) (۴۱) فتح القدیر (۴۲) ہدایہ (۴۳) نصب الرایہ تخریج ذیلعی
(۴۴) کفایہ (۴۵) رد المختار معروف بہ شامی (۴۶) عینی شرح ہدایہ۔
(۴۷) التلخیص الحبیر (۴۸) شرح مؤطا للعلامہ وحید الزمان صاحب حیدر آبادی
(۴۹) الترغیب والترہیب للعلامہ منذری (۵۰) مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
(۵۱) آثار السنن (۵۲) جواہر النقی (۵۳) شرح وقایہ (۵۴) السعایہ حاشیہ
شرح وقایہ (۵۵) عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ مولانا عبد الحی (۵۶) شرح مہذب
(۵۷) مستدرک حاکم (۵۸) مجموعۃ الفتاویٰ للعلامہ عبد الحی (۵۹) بعض
جرائد در مسائل (۶۰) بحر الرائق (۶۱) التعلیق الحسن (۶۲) اللآلی المصنوعہ
(۶۳) اوزان شرعیہ (۶۴) ملفوظات حضرت قبلہ عالم گولڑوی (۶۵) خصائص
کبریٰ (۶۶) الشمائل للترمذی (۶۷) آداب المساجد (۶۸) تحفۃ الاخیار
(۶۹) اصابہ فی معرفۃ الصحابہ (۷۰) فتاوےٰ عالمگیری (۷۱) طبقات ابن
سعد (۷۲) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی (۷۳) خلاصۃ الوفاء للعلّامہ
السمہودی وغیرہا۔

مُقدّمہ

سُنّتِ مؤکدہ کی تعریف

سنّتِ مؤکدہ وہ ہے جس کو حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیشہ کیا ہو۔ البتہ
بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ یا وہ کہ اُس کے کرنے کی تاکید فرمائی۔
مگر جانبِ ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو۔ اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادر
ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر استحقاق عذاب۔

سُنّتِ غیر مؤکدہ کی تعریف

سُنّتِ غیر مؤکدہ وہ ہے کہ نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک ک
ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اُس پر وعید عذاب فرمائے۔ عام ازیں کہ حضور سیّ
عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس پر مداومت فرمائی۔ یا نہیں۔ اس کا کرنا ثواب اور
کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجبِ عتاب نہیں۔

مستحب کی تعریف

مستحب وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو۔ مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود
حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی۔ یا علمائے کرام
نے اُسے پسند فرمایا۔ اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اس کا کرنا ثواب ا
نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

[illegible] ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزا

فعل پر استحقاقِ عذاب۔ یہ سُنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی:۔ جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے۔ یہ سُنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

خلافِ اولیٰ:۔ وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا۔ کیا تو کچھ مضائقہ نہیں (یہ مستحب کا مقابل ہے۔ خیال رہے کہ ان تعریفوں کے بیان میں کتب اصول فقہ کے اندر عبارتیں مختلف ملیں گی۔ مگر عطر تحقیق یہی ہے۔ اب اس سلسلہ میں کچھ عبارات کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

علامہ عبد الحی لکھنوی نے تحفۃ الاخیار ص۹ پر لکھا ہے کہ علامہ شمنی نے شرح نقایہ میں فرمایا ہے۔ کہ سُنّت وہ ہے۔ جو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ واجب اور مستحب نہ ہو۔ تحفۃ الاخیار ص۹) اور صاحب جامع الرموز نے لکھا ہے کہ سنّت کے معنی لغت میں عادت کے ہیں اور شریعت میں وہ جو کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے صادر ہوا ہو۔ خواہ قول ہو یا فعل ہو۔ یا تقریر اور وہ جس پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے مداومت فرمائی ہو۔ مگر وجوب کے لئے امر نہ ہو۔ اور طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ سُنّت وہ دینی راستہ ہے، جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قول یا فعل سے ثابت ہو۔ اور لازم نہ ہو اور نہ اس کے ترک پر انکار کی گنجائش ہو اور نہ ہی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خصوصیت ہو۔ (تحفۃ الاخیار ص۱۱)

اور علامہ ابن حجر نے لکھا ہے۔ کہ سنت علمائے اصول کی اصطلاح میں، وہ ہے جس کی مطلوبیّت کی دلیل ثابت ہو چکی ہو اور اس کا تارک آثم ہو (فتح الباری ص۲۰ جلد ۷) یعنی عام ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہو) و التعمیم اصح و احسن اور بحر الرائق میں ہے کہ

سُنت وہ جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مواظبت فرمائی ہو۔ لیکن اگر کبھی بھی ترک نہ فرمایا ہو۔ تو وہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور اگر گاہے ترک فرمایا ہو تو یہ سُنتِ غیر مؤکدہ ہونے کی دلیل ہے اور اگر مواظبت کے ساتھ ساتھ اس کے ترک کو بُرا بھی کہا گیا ہے تو یہ وجوب کی دلیل ہے۔ (تحفۃ الاخیار ص۱۱)

یہ تھا اس سلسلہ میں چند عبارات کا خلاصہ۔ تفصیل کے لیے کتب اصول اور تحفۃ الاخیار کا مطالعہ کیجیے۔

باب۔ طہارت اور پاکی کے بیان میں

تمہید :۔ مذاہب عالم میں صرف اسلام کو یہ خصوصیّت حاصل ہے۔ کہ وہ محض عبادات ہی میں رہنمائی نہیں کرتا۔ بلکہ حیاتِ انسانی کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل ہدایات پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اس وقت دینی نقطۂ نظر سے طہارت اور صفائی پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

جسم کی صفائی

صحت کی بقا صفائی میں مضمر ہے۔ اگر غذا صاف ستھری نہ ہو، لباس پاکیزہ نہ ہو، بازاروں، گلیوں اور کوچوں میں گندگی کے ڈھیر ہوں، تو صحت تباہ ہو جائیگی۔ اسی بنا پر اسلام نے ہر مسلمان کے لیے زندگی کے وہ اصول مقرر فرمائے جن پر عمل کرنے سے صاف ستھرا رہنا پڑتا ہے۔ اور اس صفائی کا اثر صحت پر ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ حوائج ضروریہ سے فراغت پاکر مٹی کے

ڈھیلوں کو استعمال کرے۔ اس لیے کہ مٹی رطوبت کو جذب کرتی ہے اور پھر پانی سے استنجا کیا جائے۔ تاکہ گندگی کا کوئی شائبہ باقی نہ رہے۔ صفائی کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر پسند فرمایا کہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہے: فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ "مسجد قبا میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو صفائی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی صفائی پسندوں کو دوست رکھتا ہے"۔

اسی بنا پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ پاکیزگی اور صفائی کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو طہارت کا اس قدر خیال تھا کہ چھینٹوں سے بچنے کے لیے شیشی میں پیشاب کرتے۔ اور فرمایا کرتے کہ بنی اسرائیل کے جسم پر اگر پیشاب کی چھینٹ پڑتی تھی تو وہ جسم کے اُس حصے کو قینچی سے کتر دیتے تھے۔ (مسلم شریف)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ عام طور پر وہ لوگ زیادہ عذاب قبر میں مبتلا ہوتے ہیں جو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے (الحدیث) خواہ یہ چھینٹیں جسم پر پڑیں یا کپڑوں پر لگیں۔ حضرت عثمان غنی اسلام لانے کے بعد ہر دن غسل فرماتے تھے (مسند امام احمد بن حنبل) حضرت حرمہ ابن انس اس گھر میں جانا پسند نہ کرتے جس میں کوئی جنبی یا حائضہ ہو (اصابہ فی معرفتہ الصحابہ) اسی طرح ہر مسلمان کے لیے ناخن ترشوانا۔ مونچھیں کم کرانا۔ بغلوں کے بال صاف کرانا۔ موئے زیر ناف کی صفائی اور ختنہ کو سنت قرار دیا گیا (صحیحین) ناخن بڑھنے کو تنگیٔ رزق کا سبب بتایا گیا۔ اور ناخن دانت سے کاٹنے میں برص ہونے کا اندیشہ بتایا گیا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

یونہی پانی دھوپ میں گرم ہو۔ اس سے وضو اور غسل کرنے کی ممانعت ہے۔ کہ اس سے برص پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے (کتب فقہ) جو لوگ سر پر بال رکھتے ہیں۔ ان بالوں کے صاف کرنے ان میں کنگھا کرنے اور تیل ڈالنے کی ہدایت کی گئی۔ چنانچہ حضرت قتادہ نے بال رکھ چھوڑے تھے۔ انہوں نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کنگھا کرنے کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں کنگھی کرو۔ اور ان کو گرد و غبار سے بچاؤ۔ اس کے بعد وہ بعض دفعہ دن میں دو مرتبہ بالوں میں تیل لگاتے تھے (مؤطا امام مالک)، بینائی کی حفاظت کے لیے رات کو سُرمہ لگانے کا حکم دیا گیا۔ (ترمذی شریف)

ان میں سے ہر چیز کا صحت سے گہرا تعلق ہے۔ پھر پنجگانہ نمازوں کے لیے وضو کرنا لازمی قرار دیا گیا۔ تاکہ جسم کے وہ اعضاء جو کھلے رہتے ہیں اور جن پر گرد و غبار اور مضر جراثیم کا اثر ہو سکتا ہے۔ شب و روز میں کم از کم پانچ مرتبہ دھوئے جائیں۔

لباس کی صفائی

جسم کی صفائی کے ساتھ ہی لباس کے متعلق فرمایا گیا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (قرآن کریم) یعنی اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھو۔ کپڑے نہ اتنے دراز ہوں کہ زمین پر گھسٹتے پھریں اور نجاست آلود ہو جائیں اور نہ اتنے میلے ہوں کہ ان سے بُو آ رہی ہو۔ پھر یہی نہیں بلکہ لباس کو خوشبو سے بسانا بھی سُنّت قرار دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ (ابو داؤد) حضرت عمر مشک ریزے بطور خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (مؤطا)

حضرت عثمان غنی صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ اور عطر ملتے تھے۔ (ابنِ سعد)

مکان کی صفائی

جس طرح صحت انسانی کے لیے جسم و لباس کی صفائی ضروری ہے اسی طرح رہائشی جگہ بھی صاف ستھری ہونی چاہیئے۔ شریعتِ مطہرہ نے اس سلسلہ میں جو ہدایات فرمائی ہیں۔ ان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ مسجد کی دیوار پر کسی نے تھوک دیا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو ملاحظہ فرمایا۔ تو چہرہ مبارک غصّے سے سُرخ ہوگیا۔ ایک صحابی نے اُسی وقت اُٹھ کر اُسے صاف کر دیا۔ اور اس جگہ خوشبو لگا دی۔ حضور کو اُن کا یہ فعل بہت پسند آیا۔ اور فرمایا کہ تم نے یہ اچھا کام کیا۔ ایک صحابیہ سے حضور اسی بنا پر بہت زیادہ خوش تھے۔ کہ وہ مسجد مبارک میں جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر کی خدمت میں عُود کا ایک بنڈل مالِ غنیمت میں لایا گیا۔ جس کو تھوڑا ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں میں تقسیم کرنا دشوار تھا۔ اس لیے حضرت عمر نے اس کو مسجد میں سلگانے کا حکم دیا۔ تاکہ تمام مسلمان نفع یاب ہو سکیں۔ اس کے بعد یہ انتظام تمام خلفاء کے عہد میں قائم رہا۔ (خلاصۃ الوفاء)

رہائشی مکان کی صفائی

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ طیّب ہے، خوشبو پسند فرماتا ہے۔ وہ ستھرا ہے۔ ستھرے پن (صفائی) کو پسند فرماتا ہے۔ کریم ہے۔ کرم پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ للہذا اپنے صحن کو ستھرا رکھو۔ یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ پیدا کرو۔ (ترمذی شریف) یہودیوں کے بارے

میں مشہور ہے کہ وہ کوڑا کرکٹ اپنے گھروں سے باہر نہیں پھینکتے تھے۔ اس
ان سے مشابہت کو منع فرمایا گیا۔

کھانے پینے میں صحت و صفائی کا لحاظ

شریعتِ مطہرہ نے حکم دیا کہ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے جا
لیکن پونچھیں نہ جائیں۔ غالباً اس میں یہ حکمت ہے کہ تولیہ میں اگر مضر جراثیم ہو
تو اس سے غذا محفوظ رہے اور کھانے کے بعد ہاتھ ایسی چیز سے دھوئیں جو چ
دور کر دے۔ مثلاً صابون اور اب ہاتھ تولیے سے صاف کر لئے جائیں۔ حضو
صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا (صحیحین) اور اس
میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر پینے سے فوراً تمام جسم میں سرایت کر
ہے۔ اور یہ بات صحت کے لئے مضر ہے۔ اسی طرح گرم کھانا کھانے کی مما
تو نہیں ہے لیکن ٹھنڈا کر کے کھانے میں برکت بتائی گئی ہے (ابو داؤد) اور
کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ گرم غذا کے ساتھ ٹھنڈا پانی دانتوں کے لیے مضر ہوتا

عام گزرگاہوں اور گلی کوچوں میں صفائی

اس کے متعلق علمائے دین کا ارشاد ہے لا ینبغی للعاقل ان یتمخ
او یبزق فی ممر الناس کیلا یصیب اقدامھم۔ "یعنی ارباب خ
اور عقل والے کے لیے عام گزرگاہوں میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا مناسب
نہیں ہے تاکہ لوگوں کے پاؤں خراب نہ ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ ویکرہ للرجل ان یقضی حاجتہ فی
الطریق او خافۃ النھر او تحت الشجرۃ المثمرۃ او تح

الشَّجَرَةِ الَّتِي يَسْتَظِلُّ النَّاسُ بِظِلِّهَا - یعنی برا ہے کہ کوئی شخص راستہ میں یا کنارہ نہر پر یا پھلدار یا سایہ دار درخت کے نیچے جہاں لوگ سایہ کے نیچے بیٹھتے ہوں قضائے حاجت کرے (ماخوذ) حاصل یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے طہارت اور صفائی کی ہر قسم کے متعلق مکمل ہدایات دی ہیں۔ اب یہ ہمارا اپنا فرض ہے کہ ہم ان کو معلوم کر کے ان پر عمل کریں۔ صفائی کے متعلق یہ تو ایک تمہیدی بیان تھا۔ تفصیل کے ساتھ جزوی مسائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی روشنی میں جو اس کتاب کا اصل موضوع ہے۔ اپنے اپنے مقام میں بیان ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب۔ استنجا کے احکام کے بیان میں

فصل جبکہ استنجا کی جگہ ڈھیلوں سے پاک ہو جائے اور نجاست اپنی جگہ سے متجاوز نہ ہو۔ تو پانی سے استنجا مسنون ہے

۱: حضرت انس ابن مالک فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے۔ تو میں اور ایک لڑکا ہم دونوں پانی کا چھاگل اور آہنی شام کی لکڑی لے کر جاتے (تاکہ اس کے ذریعے زمین سے ڈھیلے نکالیں) پھر آپ پانی سے استنجا فرماتے (بخاری ج ۱ صک۲)

۲: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو میں ایک پتھر کے برتن میں، یا ایک مشکیزہ میں آپ

کے پاس پانی لے آتا۔ تو آپ اس سے استنجا فرماتے۔ پھر اپنے اس ہا
کو جس سے استنجا کیا تھا زمین پر ملتے۔ پھر میں آپ کے پاس دوسرا برتن
پانی کا لاتا تو آپ وضو فرماتے۔ (ابوداؤد جلد ۱ صہ ۱۶)

۳:۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اے تابعین کے
گروہ تم سے پہلے جو حضرات تھے (یعنی صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہ مینگنیاں یعنی خشک پاخانہ پھرتے تھے اور تم پتلا پاخانہ پھرتے ہو سو تم
ڈھیلوں کے بعد پانی ضرور لیا کرو۔ (رواہ البیہقی باسناد تلخیص تخریج ہدایہ صہ

فصل اس بیان میں کہ جب پاخانہ جائے تو اپنے ساتھ وہ چیزیں نہ لے جائے جن میں کوئی تعظیم کے قابل نام نہ ہو

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء
میں تشریف لے جاتے تو اپنی انگشتری اُتار دیتے۔ (نیل الاوطار جلد ۱ صہ ۷۲)
عزیزی شرح جامع الصغیر جلد ۳ صہ ۱۲۵)

۲:۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی
کا نقش تین سطریں تھیں۔ ایک سطر میں محمد اور دوسری میں رسول اور تیسری میں
اللہ۔ (کما فی المشکوٰۃ)

فصل پیشاب پاخانہ کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کی ممانعت کے بیان میں

حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جب تم پاٹخانہ پھرنے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو نہ پیشاب کی حالت میں اور نہ پاٹخانہ کی حالت میں۔
(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳)

۲۔ حضرت معقب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب یا پاٹخانہ کی حالت میں ہم کو دونوں قبلوں یعنی کعبہ و بیت المقدس کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷)

(فصل) اس بیان میں کہ پانی سے استنجاء کرنا واجب نہیں اور ڈھیلے پر کفایت کرنا جبکہ نجاست اپنے محل سے نہ بڑھے

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پاٹخانہ جائے تو تین ڈھیلوں سے استنجاء کرے۔ کہ وہ اس کو کفایت کرتے ہیں۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور دار قطنی نے وقال اسنادہ صحیح ''حسن،، (نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۸۸)

(فصل) داہنے ہاتھ سے اور لید اور ہڈیوں سے استنجا کرنے کی ممانعت کے بیان میں

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ان سے مشرکوں نے استہزاء کے طور پر کہا۔ کہ تمہارے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تعلیم دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمہیں پاٹخانہ پھرنے کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں

بیشک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔ کہ ہم میں کا کوئی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے یا بول و براز کے وقت قبلہ رو بیٹھے اور لید اور ہڈیوں سے استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا (دارقطنی جلد ا ص۵۵) رقال صحیح، ورواہ مسلم نحوہ ج ا ص۱۳۰)

۲:۔ حضرت عبداللہ ابن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے اندام مخصوص کو داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور پانی پیتے وقت برتن میں سانس بھی نہ لے مطلب یہ کہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لے۔ (بخاری ج ا ص۲۰)

(فصل) استنجا میں طاق عدد کی رعایت کا مستحب ہونا اور عدد جفت کا مکروہ نہ ہونا

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص استنجا کرے وہ طاق عدد سے کرے اور جو ایسا کرے گا اس نے اچھا کیا اور جو ایسا نہ کرے گا یعنی جفت کا استعمال کرے تو کچھ حرج نہیں۔

(ابوداؤد ج ا ص۱۳ زیلعی ج ا ص۱۴)

(فصل) اس بیان میں کہ بیت الخلاء میں جانے والا جاتے وقت اور نکلتے وقت کیا پڑھے

ا۔ حضرت انس سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم بیت الخلاء میں داخل ہو تو اندر جانے سے پہلے یہ پڑھ لیا کرو۔ بسم اللہ اعوذ باللہ

من الخبث و الخبائث (کنز العمال ج ۵ ص۸۶ فتح الباری جلد ا ص۲۱۴ وفیہ ایضاً اسنادہٗ علی شرط مسلم)

۲۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو غُفْرَانَکَ پڑھتے۔ (رواہ الخمسۃ الا النسائی وصححہ الحاکم نیل الاوطار ج ا ص۷۱)

۳۔ حضرت علی سے مرفوعاً روایت ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے جب بسم اللہ پڑھ لی جائے تو اندر جاکر جنوں کی آنکھوں اور بنی آدم کے ستر کے درمیان پردہ قائم ہو جاتا ہے جس سے جنات انسان کے ستر کو نہیں دیکھ سکتے (رواہ الترمذی و ابن ماجہ باسناد صحیح العزیزی ج ۲ ص۳۱۲)

۴۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذیٰ وعافانی (جامع صغیر مصری ج ۲ ص۸۹)

قضاء حاجت کے لیے دُور جانا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کو (جنگل میں) جانے کا ارادہ فرماتے تو ایسی جگہ تشریف لے جاتے کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا (ابوداؤد، مشکوٰۃ مترجم ج ا ص۸۶)

۲۔ حضرت معاذ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین کاموں سے جو لعنت کا سبب ہیں (۱) دریا کے گھاٹوں پر پیشاب کرنا یا پاخانہ پھرنا۔ (۲) اور راستہ میں پاخانہ کرنا (۳) سایہ میں پیشاب و پاخانہ کرنا۔ (ابوداؤد ابن ماجہ، مشکوٰۃ ج ا ص۸۸)

پیشاب پاخانہ کے وقت باتیں نہ کرنا

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ نہ جائیں دو شخص پاخانہ پھرنے ایک ساتھ کہ کھولیں اپنی شرمگاہوں کو اور باتیں کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے غضبناک ہو جاتا ہے۔ (احمد، ابوداؤد ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ۸۸)

ضرورت کے وقت کسی برتن میں پیشاب کرنا

حضرت امیمہ بنت رقیقہ کہتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا رہتا تھا۔ رات کو آپ اس میں پیشاب کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد و نسائی، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ۸۸)

پیشاب کے لیے نرم زمین تلاش کرنا

حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھا۔ پس آپ نے پیشاب کا ارادہ کیا۔ جب نرم زمین پر آپ پہنچے تو دیوار کے نیچے (بیٹھ کر) پیشاب کیا۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی پیشاب کا ارادہ کرے تو پیشاب کے لیے نرم زمین کو تلاش کرے تاکہ چھینٹیں نہ اڑیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صـ۸۶)

پاخانہ پھرتے وقت ستر کرنا

حضرت انس کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پیشاب پاخانہ کا ارادہ فرماتے تو جب تک جھک کر زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے۔

(ترمذی ابوداؤد، دارمی، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ۸۶)

سوراخ میں پیشاب نہ کرنا

حضرت عبداللہ بن سرجس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے سوراخ کے اندر پیشاب نہ کرے (ابوداؤد، نسائی مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نماز کیلئے وضو کرنا

۱۔ حضور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر اوقات ہر فرض نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے۔ (شرح سفر السعادت صـ۳۷) اور جامع ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حضرت انس سے سوال کیا گیا کہ تمہارا کیا طریقہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم صرف ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے (جامع ترمذی جلد (۱) باب الوضو لکل صلوٰۃ صـ۱ ونیل الاوطار جلد اول صـ۱۹۹)

۲۔ کبھی کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی وضو سے چند نمازیں بھی ادا فرمائی ہیں۔ (جامع ترمذی جلد اول صـ۱)

(وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا)

۳۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تھے تو اس کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھا کرتے تھے (مسند بزار) اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوہریرہ جب تم وضو کیا کرو تو بسم اللہ، اور الحمد للہ کہا کرو۔ اس لیے کہ اس کے کہنے

سے تمہارے محافظین فرشتے اس وضو کے ٹوٹنے تک تمہارے لیے نیکیاں
لکھتے رہیں گے۔ اس کو طبرانی نے صغیر میں روایت کیا اور اسناد اسکی حسن ہے
مجمع الزوائد ج اول ص۸۹ اور ردالمختار ج اول کے ص۱۱۳ پر ہدایہ کی شرح عینی
کے حوالے سے اس کو نقل کیا ہے اور علامہ عینی نے بھی بحوالہ طبرانی اس کو نقل کیا
۴۔ وضو پر ثواب پانے کے لئے حکم الہٰی بجا لانے کی نیت سے وضو کرنا ضروری
ہے۔ ورنہ وضو ہو جائے گا ثواب نہ پائے گا۔ مطلب یہ کہ حکم الہٰی بجالانے
کی نیّت سے وضو کیا جائے اور یہی سُنّت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے
کہ ثواب اعمال کا نیتوں پر موقوف ہے۔ (صحاح ستہ) وضو کی ابتداء
۵۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وضو کرنا چاہو تو دائیں
جانب سے ابتدا کیا کرو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص۲۹)

وضو میں ترتیب فرض نہیں

۶۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب میں وضو کو پوری
طرح ادا کر لوں تو پھر مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ جس عضو کو چاہوں پہلے
دھو لوں۔ (دار قطنی ج اوّل ص۳۳)
خیال رہے کہ اس ترتیب کے ساتھ وضو کرنا کہ پہلے ہاتھ پھر منہ دھوئیں
پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں مسنون ہے، یونہی اعضاء کو اس طرح دھونا
کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے یہ بھی مسنون ہے۔

برتن میں ہاتھ دھوئے بغیر نہ ڈالے

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اُٹھے تو اپنے ہاتھ کو

پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک اس کو تین دفعہ دھو نہ لے۔ اس لیے کہ اس کو معلوم نہیں رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔ (مشکوٰۃ مترجم ج اول صـ۹۳ مسلم ج ۱ صـ۱۳۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی) مگر بغیر دھوئے کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کی کراہت تنزیہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مدار محض شبہ پر ہے۔ (از احیاء السنن)

مسواک کا بیان

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وضو سے پہلے مسواک فرماتے تھے (مشکوٰۃ ج ۱ صـ۴۲ مطبوعہ کانپور)

۲۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نماز جس کے لیے مسواک کی گئی ہو۔ اس نماز پر جس کے لیے مسواک نہیں کی گئی ستر درجہ فضیلت رکھتی ہے (مشکوٰۃ صـ۴۲ ج ۱ مطبوعہ کانپور) بحوالہ بیہقی۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی اُمت پر بھاری ومشکل ہونے کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (جامع ترمذی باب ماجاء فی المسواک ج اول صـ۵ التلخیص الخبیر ج اول صـ۲۳ وبلوغ المرام ج اول صـ۷ ونیل الاوطار ج ۱ صـ۱۰۱)

یہ ایک حقیقت ہے کہ خراب، متعفن گیس اور بیماریوں کے جراثیم ہوا کے ساتھ ناک، منہ، اور آنکھ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً پہنچتے رہتے ہیں لیکن وضو میں ناک کو اندر سے دھونا اور ایسا ہی غرغرہ کرنا سُنّت ہے جو ذرات ناک کے اندر رُک گئے ہوں وہ وضو کے وقت جب ناک اندر سے دھویا جاتا ہے

صاف ہو جاتے ہیں۔

آج طبّی دنیا میں تمام امراض کی جڑ دانتوں کی بے احتیاطی کو قرار دیا جاتا ہے، جو لوگ حفظِ صحت سے دلچسپی رکھتے ہیں اور انہیں جدید طبّی تحقیقات کے عام طور پر پڑھنے کا شوق ہے، وہ جانتے ہیں کہ اس وقت یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹروں کا عام رجحان اس طرف ہو رہا ہے کہ تمام بیماریاں دانتوں کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ منہ کے اندر دانتوں کی وجہ سے ایک قسم کی کثافت اور غلاظت جمع ہو جاتی ہے، اور جو ہوا سانس کے ذریعہ اندر جاتی ہے وہ اس کو بھی گندہ اور زہر آلود کر دیتے ہیں، اور غذا کو بھی زہر آلود کر دیتے ہیں جن سے ہر قسم کی امراض پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ نظریہ آج پیدا ہوا ہے اور اس اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ دانتوں کو صاف رکھا جائے اور اگر ان کے صاف رکھنے کا کوئی انتظام نہ ہو اور ان میں خرابی شروع ہو جائے تو نکال ہی دینا چاہیے۔

مگر اے دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو کہ حضور نے تقریباً چودہ سو برس پہلے یہ کلیہ دنیا کو سکھا دیا اور مسواک کی تعلیم دی۔ آپ کا خود یہ طرزِ عمل تھا کہ مسواک کو بڑا پسند فرماتے تھے اور جب باہر سے تشریف لاتے تو مسواک کرتے، تلخ لکڑی کی مسواک زیادہ پسند فرماتے تھے اس میں جو مصلحت ہے ظاہر ہے کہ ایک تو تلخی سے لعابِ دہن بکثرت خارج ہو کر تمام باریک نالیوں کو اندر سے دھو ڈالتا ہے۔ جو فائدہ محض مسواک یا غرغرہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ دوسرے تلخ لکڑی میں ایک خصوصیت ہے کہ وہ امراض کے کیڑوں اور فاسد ہواؤں کے زہروں کو ہلاک کر دیتی ہے۔

الغرض! مسواک سے حضور کو بڑا پیار تھا حتیٰ کہ مرضِ وصال شریف میں بھی

آپ نے مسواک کو ترک نہیں فرمایا۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس قدر مسواک کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں مسواک کی زیادتی سے میں اپنے منہ کو چھیل نہ ڈالوں۔ (مشکوٰۃ مترجم ص۹۲ ج ۱)

وضو کا طریقہ

۱۔ حضرت بلا خیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے حضرت علی کی طرف دیکھ رہے تھے جب کہ وہ وضو کر رہے تھے۔ پس آپ نے دائیں ہاتھ سے برتن میں سے پانی لیا اور منہ میں بھر کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اُلٹے ہاتھ سے ناک کو جھاڑا، تین مرتبہ اس طرح کیا پھر کہا جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کو دیکھے پس وہ دیکھے کہ اس طرح تھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وضو (مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص۹۱ بحوالہ دارمی شریف)

۲۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پانی منگوایا پھر تین، تین مرتبہ آپ نے اعضاء کو دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا پھر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضو کرتے تھے (جامع ترمذی ج اول ص۸ مطبوعہ علمی دہلی)

۳۔ حضرت علی اور حضرت عثمان سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا تو تین تین مرتبہ اعضاء وضو دھوئے اور کلی کو ناک میں پانی دینے سے علیحدہ کیا۔ (التلخیص الجیر ج اول ص۳۸ مطبوعہ انصاری دہلی)

۴۔ حضرت عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور مسح کے وقت عمامہ کو ہٹایا اور اپنے سر کے اگلے حصے کا مسح فرمایا۔

(مسند امام شافعی ص۶)

اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جب وہ سر کا مسح کرنا چاہتے تو ٹوپی
اُتار کر سر کے اگلے حصہ کا مسح کرتے تھے (دار قطنی ج اوّل ص۳۸) اور حضرت
انس سے مروی ہے کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وضو کرتے ہوئے
دیکھا کہ آپ کے سر مبارک پر قطری عمّامہ تھا اور آپ نے مسح کرتے وقت عمّامہ
کے نیچے ہاتھ داخل کر کے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا اور عمّامہ کو سر مبارک سے
الگ نہیں کیا۔ (ابو داؤد و غایۃ المقسود ج ۱ ص۱۴۲)

۵۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے
کوئی سو کر اُٹھے اور وضو کا ارادہ کرے تو تین بار ناک میں پانی ڈال کر ناک کو
جھاڑے اس لیے کہ شیطان اس کے ناک کے بانسے پر رات گذارتا ہے۔
(مشکوٰۃ مترجم ج اول ص۹۳ بحوالہ بخاری و مسلم) و مشکوٰۃ مطبوعہ کانپور ج اول ص۴۲

وضو کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا

۶۔ حضرت براء حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد نقل کرتے
ہیں کہ جو بندہ وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے پھر ہر عضو دھوتے وقت
اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان
محمّدًا عبدہٗ و رسولہٗ، کہے پھر وضو سے فارغ ہو کر اللّٰھم اجعلنی من
التوابین و اجعلنی من المتطہرین کہے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں
دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے داخل ہو اور اگر
اسی وقت یعنی وضو سے فارغ ہوتے ہی دو رکعتیں نفل اس طور پر پڑھے کہ جو کچھ
ان رکعتوں میں پڑھتا ہے اس کو جانتا ہے یعنی سمجھ کر پڑھے تو نماز پڑھ کر ایسی حالت
میں لوٹے گا کہ گویا اسی روز پیدا ہوا ہے (یعنی صغیرہ گناہوں سے پاک ہو جائے گا)
پھر اُسے کہا جائے گا کہ از سرِ نو عمل کرو) کنز العمال ج ۵ ص۷۲)

ڈاڑھی کا خلال کرنا

۷۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وضو فرماتے تو چلّو بھر پانی لے کر اپنی ڈاڑھی مبارک کا خلال کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے، مجھے میرے رب نے یونہی حکم دیا ہے۔ (ابو داؤد شریف صـ۹۴ و صـ۱۴۲ مع الشرح و شرح وقایہ صـ۶۳)

انگلیوں کا خلال کرنا

۸۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو اپنی انگلیوں کا خلال بھی کر۔ (جامع ترمذی ج ۱ صـ۱۲۱)

۹۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم جب وضو فرماتے تو اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھنگلیا سے کرتے (الترمذی صـ۷ ج ۱ مطبع علمی دہلی)

۱۰۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دونوں کان سر کا ایک حصہ ہیں۔

تشریح: یعنی سر کے مسح سے جو تری بچے اسی سے کانوں کا مسح کیا جائے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے (دار قطنی ج اول صـ۳۶ و تخریج ذیلعی صـ۱۱ ج اوّل و ابن ماجہ مجتبائی صـ۳۵) اور یونہی حضرت عائشہ نے حضور سے روایت کیا (مجمع الزوائد ج ۱ صـ۸۶ و التلخیص الحبیر ج ۱ صـ۳۱)

بچے ہوئے پانی سے غسل یا وضو کرنا

۱۱۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواجِ مطہّرہ نے ایک لگن سے پانی لے کر غسل کیا۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بچے ہوئے پانی سے غسل کیا اور فرمایا پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (جامع ترمذی) غسل کی طرح وضو بھی ایسے پانی کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حکم ایک ہی ہے۔

حضور غسل کے بعد نیا وضو نہ کرتے تھے

۱۲۔ حضرت عائشہ سے روایت

ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی ج اول ص۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ نماز وغیرہ کے لئے غسل والا وضو کافی ہوتا ہے۔

وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا

۱۳- حضرت امام حسین سے روایت ہے کہ حضرت علی نے وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے تمہارے نانا جان یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (کنز العمال ج ۵ ص۱۰۱)

اعضاء وضو کو رومال سے خشک کرنا

۱۴- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرما لینے کے بعد رومال سے اعضا کو سکھالیا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی مطبوعہ علمی دہلی ج اول ص۹) باب المندیل بعد الوضو

یونہی حضرت عثمان اور حضرت انس اور امام حسن وغیرہ سے مروی ہے کذا فی المرقات شرح مشکوٰۃ)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدر پانی کے ساتھ وضو فرماتے تھے

حضرت سفینہ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد پانی کے ساتھ وضو اور ایک صاع کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے (جامع ترمذی مطبوعہ علمی دہلی ج اول ص۹ تشریح مُد :۔ مُد کا وزن دو سو ساٹھ درہم ہے یعنی اڑسٹھ تولہ ۳ ماشہ اور صاع کا وزن بحساب درہم ۲۷۰ دو سو ستر تولہ اور بحساب مثقال دو سو تہتر تولہ ہے۔ یعنی کچھ کم تین پاؤ پانی کے ساتھ وضو اور تقریباً تین سیر سات چھٹانک کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔ لیکن خیال رہے یہ ضروری نہیں

کہ پانی کی اس مقدار معین کے ساتھ ہی وضو یا غسل کیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ پانی کے استعمال میں احتیاط سے کام لیں، اس قدر پانی استعمال کرے جس کے ساتھ بخوبی وضو اور غسل ہو سکے، اسراف سے بچنا چاہیئے۔ اُبی بن کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے، سو تم پانی کے استعمال میں وسوسہ سے بچا کرو۔

تشریح :- مطلب یہ کہ وہ شیطان جسے ولہان کہا جاتا ہے پانی کے استعمال میں بہت وسوسے ڈالتا ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو باب کراہتہ الاسراف فی الوضو میں نقل کیا۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۹)

غسل کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر کرتے پھر سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر تمام جسم پر پانی بہاتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹)

۲- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غسل کے لیے پانی رکھا پھر کپڑا ڈال کر پردہ کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر استنجاء کیا پھر دوسرا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر اس کو دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، چہرہ کو دھویا اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے پھر سر پہ اور اس کے بعد تمام جسم پہ پانی ڈالا۔ پھر جہاں

غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ اس کے بعد میں نے آپ کو کپڑا دیا (بدن صاف کرنے کے لیے) لیکن آپ نے کپڑا نہیں لیا اور پھر آپ ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہاں سے تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری ج اول صـ۳۹)

۳۔ حضرت اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے سر کے بالوں کو مضبوطی سے گوندھتی ہوں۔ پس کیا میں جنابت کے غسل میں ان کو بھی کھولوں تو آپ نے فرمایا نہیں تجھ کو یہ کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین لپ پانی کی ڈالے اور پھر اپنے جسم پر پانی بہائے تو پاک ہو جائے گی (مسلم شریف ج ا صـ۱۴۹ د۱۵۰)

مسئلہ :۔ اگر بال اس قدر سخت گوندھے ہوں کہ ان کی جڑیں بغیر کھولے تر نہ ہوں تو پھر کھولنا فرض ہے۔

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنابت کا غسل کرے تو بال نہ کھولے لیکن ان کی جڑوں میں پانی پہنچا دے (دارمی شریف مطبوعہ نظامی کانپور)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کپڑے میں تری کو پائے اور احتلام یاد نہ ہو آپ نے فرمایا اس کو غسل کرنا چاہیے پھر اسی طرح یہ پوچھا گیا کہ اگر احتلام یاد ہو اور تری نہ پائی جائے۔ آپ نے فرمایا اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ اُمّ سلیم نے یہ سُن کر یوں پوچھا کہ اگر عورت بھی تری کو پائے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں عورتیں بھی مردوں کے مانند ہیں۔

(مشکوٰۃ مترجم مطبع سعیدی کراچی ج اول صـ۱۰۲)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث وضو کی فصل میں گزر چکی ہے کہ

نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے (مشکوٰۃ مترجم ج ا صـ۱۵۲) (بحوالہ ابوداؤد و ترمذی)

جنبی جب کھانے پینے، سونے یا دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ کرے تو اُسے کیا کرنا چاہیئے؟

۷۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے حضور صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں رات میں غسل کی ضرورت پڑا کرتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اندام مخصوص کو دھولیا کرو پھر سو جایا کرو (بخاری و مسلم) اسی قسم کی روایت کنزالعمال میں بھی ہے (کنزالعمال ج ۵ صـ۱۳۲)

۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنابت کی حالت میں کھانے یا سونے کے وقت نماز کی طرح وضو فرمالیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم جلد ا صـ۱۴۴)

۹۔ حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جانا چاہے یعنی دوبارہ جماع کا ارادہ ہو تو بیچ میں وضو کرے (مسلم جلد اول صـ۱۴۴)

۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیا کرتے اور مثل نماز کے وضو فرمالیتے۔ (صحاح ستہ) منتقیٰ ج اول صـ۲۰۵ مع نیل الاوطار)

۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرمالیتے یا

تیمم کر لیتے فتح الباری ج ۱ ص۳۴۷) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بعض ازواج مطہرات سے ہم بستر ہوتے اور اٹھنے سے کسل ہوتا یعنی کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکتے تو وضو اور غسل نہ فرماتے بلکہ اپنے ہاتھ کو دیوار پر مار کر تیمم فرما لیتے (مجمع الزوائد ج ۱ ص۱۰۸) اگر جنبی کو عورت کے پاس دوبارہ، سہ بارہ جانا پڑے تو ہر بار جُدا غسل کر لینا بہتر ہے)

۱۲- حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن تمام ازواج سے ہم بستری فرمائی اور حالت یہ تھی کہ آپ ہر ایک سے فراغت پر غسل کرتے تھے۔ عرض کیا گیا کہ حضور آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ سب کے آخر میں ایک ہی غسل فرما لیں تو اس پر فرمایا کہ ہر جگہ جُدا جُدا غسل کرنا زیادہ پاکیزہ اور بہت عمدہ ہے (فتح الباری ج اول ص۳۲۳)

۱۳- حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی ازواج سے جماع فرما لیتے (مسلم شریف ج اول ص۱۴۴)

۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماع فرماتے تھے پھر دوبارہ جماع کرتے اور بیچ میں وضو نہیں کرتے تھے۔ (فتح الباری ج اول ص۳۲۳) اس حدیث سے دوبارہ جماع کرنا بغیر وضو کے معلوم ہوا اور حضرت ابو رافع کی روایت سے وضو کے ساتھ ہی تو حدیث سابق استحباب پر محمول ہوگی۔

بے ہوش کو جب ہوش آئے تو اس کو غسل کر لینا مستحب ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے اور نہایت ضعیف ہو گئے تو آپ نے فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کیا نہیں پڑھی اور وہ آپ کے منتظر ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا تو آپ نہا لینے کے بعد پھر بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو پھر پہلے کی طرح پوچھا اور پھر غسل فرمایا پھر تیسری بار بھی پوچھنے کے بعد غسل فرمایا (رواہ امام الدنیا ابو عبداللہ بخاری، صحیح بخاری جلد ا ص۱۳۹ و ص۱۴۰)

اسلام لانے کے لیے غسل مستحب ہے

ا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کا قصد کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے بیٹوں کے باغ میں لے جاؤ اور اسے غسل دو۔
(مجمع الزوائد جلد ا ص۱۱۷)

۲۔ حضرت قیس ابن عاصم رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ میں اسلام لانے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا۔ (عون المعبود جلد ا ص۱۳۹ و ص۱۴۰)

جمعہ کے دن غسل مسنون ہے

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن صرف وضو ہی کیا تو اس نے رخصت پر عمل کیا کیونکہ سنت اور عزیمت غسل ہے) اور وہ اچھی خصلت ہے اور غسل نہ کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔ (ترمذی ج ا ص۶۵) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ جنابت سے، اور جمعہ کے دن (نماز کی وجہ سے) سینگی لگوا کر اور میت کو نہلا کر اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اور محدث ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (بلوغ المرام ج ۱ صہ ۱۷)

عیدین کے لیے غسل کرنا

۱۔ حضرت عیاض عشری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حاضرین سے فرمایا کہ ہر وہ کام جس کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے میں تم کو بھی کرتے دیکھتا ہوں سوائے اس کے کہ تم عیدین میں غسل نہیں کرتے۔

(کنز العمال ج ۴ صہ ۳۲۸)

۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ وہ عید الفطر کے روز عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے مؤطا امام مالک مطبوعہ مجتبائی دہلی صہ ۶۳)

نتیجہ :۔ معلوم ہوا کہ عیدین میں غسل مسنون ہے۔ معلوم ہو کہ حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت کی سند کے متعلق محدثین نے لکھا ہے۔ وھذا اسنادٌ صحیحٌ قال البخاری واصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر کذا فی تہذیب التہذیب ج ۱ صہ ۱۳ کذ مقدمہ فتح الملہم اور حضرت امام باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عیدین کے روز اور جمعہ کے روز اور عرفہ کے دن اور جبکہ حج کے لیے احرام کا ارادہ کرتے تو ان مذکورہ مواقع پر غسل فرمایا کرتے تھے۔ (مسند امام شافعی صہ ۴۲)

غسل کی حالت میں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کا بیان اور خلوت میں غسل کرتے وقت برہنہ ہونے کا جواز اور پردہ میں ہونے کا استحباب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تم کو برہنہ ہونے سے منع فرماتے ہیں اور یہ نہ سمجھو کہ خلوت کے اندر برہنہ رہنے میں مضائقہ نہیں۔ کیونکہ کراماً کاتبین تو وہاں بھی ہمراہ ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ان فرشتوں سے حیا کرو جو تم سے صرف تین حالتوں میں جدا رہتے ہیں۔ پاخانہ و پیشاب کی حالت میں، اور جنابت کی حالت میں اور غسل کی حالت میں۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ میدان میں بلا پردہ کئے نہا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ لوگوں کی آمد و رفت وہاں بھی ہوتی ہے۔ سو جب تم میں سے کوئی میدان میں نہائے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے کپڑے کی آڑ میں ہو جائے یا اور کسی طرح پردہ کر لے یا کسی چیز کی آڑ لے لے، (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۱)

میّت کو غسل دینے کے بعد غسل نہ کرنا بھی جائز ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے میّت کے غسل دینے سے تم پر غسل واجب نہیں کیونکہ تمہارا مردہ طاہر مرتا ہے۔ اور موت کی وجہ سے نجس نہیں ہوتا۔ سو تم کو یہ کافی ہے کہ اپنے ہاتھ میت کو غسل دینے کے بعد دھو لیا کرو (رواہ البیہقی)

اور ترمذی کی فارسی شرح میں مولانا سراج احمد صاحب نے لکھا ہے کہ حاکم محدث نے اس روایت کو بخاری کی شرط پر کہا ہے اور ذہبی نے حاکم کے اس قول کو برقرار رکھا ہے اور تلخیص خبیر میں اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔ (التلخیص الجنیر ج ۱ ص ۵)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ میّت کو غسل دینے کے بعد غاسل خود غسل نہ کرے تو بھی جائز ہے۔ مگر غسل کر لینا مستحب ہے جیسا کہ روایت سابقہ سے معلوم ہو چکا ہے۔

اُس شخص کا حکم جو غسل میں بدن کے کسی حصّے کا دھونا بھول جائے

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے اس شخص کا حکم پوچھا جو جنابت کا غسل کرے اور اس کے بدن کا کوئی حصہ پانی بہنے سے رہ جائے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف وہی موقع دھو ڈالے۔ پھر نماز پڑھ لے (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۷۳)

غسل کرنے والے کا عمداً جسم کے کسی حصّے کو چھوڑ دینا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بغیر دھوئے چھوڑ دے تو اس کے ساتھ یعنی جس جگہ کو دھونے سے چھوڑا ہے۔ ایسا اور ایسا کیا جائے گا۔ عذاب دوزخ سے (یعنی اس کو سخت عذاب کیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی سبب سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہو

گیا۔ آپ نے یہ فقرہ دو مرتبہ دہرایا۔ (ابوداؤد (مع عون المعبود جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ والتلخیص الحبیر ج ۱ صفحہ ۵۲)

جس مکان میں جنبی ہو اُس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے!

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کُتّا، تصویر یا جنبی ہو۔ اس میں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔ (الترغیب والترہیب للعلامۃ المنذری ج ۱ صفحہ ۳۸)

۲۔ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرشتے تین آدمیوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ کافر۔ خلوق میں لتھڑا ہوا (جو ایک قسم کی بُو ہے) جنبی۔ ہاں مگر جبکہ جنبی وضو کر لے۔ (العزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۸۳)

پانی کے احکام کا بیان

تھوڑا پانی بوجہ نجاست گرنے کے پلید ہو جاتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے جو جاری نہیں ہوتا۔ پھر اسی میں غسل کرنے لگے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب پانی تھوڑا ہو اور جاری بھی نہ ہو تو کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ اس میں پیشاب کرنے کے بعد اس میں غسل کرنے

لگ جائے۔ کیونکہ پیشاب سے وہ پلید ہو جائے گا۔ روایت مذکورہ بالا کو بخاری نے روایت کیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷)

زیادہ پانی کا بوجہ اثرِ نجاست، رنگ، بُو، مزہ بدل جانا

راشد ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ مگر جو نجس چیز اس کے رنگ یا مزہ یا بُو پر غالب آ جائے (طحاوی شریف ج ۱ ص ۹ التلخیص الحبیر ج

پانی میں ایسی چیز گر جانے سے جس میں بہتا خون نہ ہو پانی نجس نہیں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم سے کسی برتن میں مکھی گر جائے تو اُسے چاہیئے کہ پوری طرح غوطہ دے کر نکالو کیونکہ اس کے ایک بازو میں شفا ہے اور دوسرے میں مرض اور وہ مرض والے بازو کو پہلے ڈالتی ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۶۰)

پانی مستعمل پاک ہے مگر پلید چیز کو پاک نہیں کر سکتا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ سو آپ نے وضو کیا۔ اور مجھ پر وضو کا پانی ڈال دیا۔ تو میں ہوش میں آ گیا (بخاری ج ۱ ص ۳۲) معلوم ہوا کہ مستعمل پانی پاک ہے جب ہی تو حضور نے اس کو حضرت جابر پر ڈالا تھا۔ اس میں خود صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص بھی ہو سکتی ہے۔

۲- حضرت صائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو کا پانی شفا کے ارادے سے پی لیا تھا (بخاری ج ۱ صـ۳۱)

تشریح:- معلوم ہو کہ حضرت امام ابو حنیفہ سراج الامت کا مشہور قول یہ ہے کہ الماءُ المستعمل نجسٌ عہ ——— اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے۔ کہ مشائخ عراق کا کہنا ہے کہ پانی مستعمل ہمارے اصحاب کے نزدیک پاک ہے اور محققین مشائخ ماوراء النہر نے اس کی پاکی کو اختیار کیا ہے (علیہ الفتویٰ) فتح القدیر ج ۱ صـ۷۵)

۳- اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی کے اندر غسل نہ کرے۔ پس راوی نے پوچھا حضرت ابو ہریرہ سے کہ کس طرح غسل کرے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاتھ وغیرہ سے لے لے۔
(مسلم جلد اول صـ۱۳۸ ابو داؤد صـ۱۲۶ فتح الباری ج ۱ صـ۲۹۹)

نتیجہ:- معلوم ہوا کہ پانی مستعمل مطہر (پاک کرنے والا) نہیں رہتا جبھی تو اس میں غسل کرنے سے منع فرمایا گیا۔

جس پانی میں کوئی چیز مل جائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک برتن سے ایک بڑے پیالہ کے ذریعہ سے پانی لے کر وضو کیا۔ حالانکہ اس پیالہ میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔

عہ یعنی مستعمل پانی نجس ہے۔

(رواه ابن خزیمہ فی صحیحہ (النسائی) التلخیص الخبیر ص۳ ج اول)

تشریح: باقی پاک چیزیں بھی اسی حکم میں ہیں۔ لیکن وضو اور غسل ایسے پانی سے اس وقت تک جائز ہے کہ اس کی رقت اور اس کا نام پانی باقی رہے۔ جیساکہ درمختار میں ہے۔

گرم پانی سے غسل اور وضو کا جائز ہونا

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ گرم پانی سے غسل کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ اور اس سے وضو بھی کرے۔ اس کو محدث عبدالرزاق نے بسند صحیح روایت کیا۔ (التلخیص الخبیر جلد ا ص۲)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے برتن میں پانی گرم کیا جاتا تھا۔ اور وہ اس سے غسل فرماتے تھے۔ (دار قطنی ج ا ص۱۴ وقال اسنادہٗ صحیح)

کنوئیں کے احکام کا بیان

حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مر گیا تو حضرت ابن زبیر نے اس کا تمام پانی نکالنے کا حکم دیا اور جب پانی نکالا جانے لگا تو اس کا پانی ختم ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب دیکھا گیا تو حجر اسود کی طرف سے چشمہ جاری تھا۔ تو ابن زبیر نے کہا۔ اب پانی نکالنا بند کر دو۔ کیونکہ اس چشمہ کی وجہ سے پانی ختم نہیں ہو سکتا اور جو پانی موجود تھا وہ سب نکل ہی گیا (طحاوی شریف ص۱۰ ج ۱) شیخ ابن دقیق العید نے کہا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ فتح القدیر ج ا ص۹۱)

اس موقع پر ایک دلچسپ سوال اور جواب کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا

جو کہ طحاوی شریف ج ا صـ۱ پر مسطور ہے۔

سوال: جب کہ تم نے کنوئیں کے پانی کو نجس قرار دیا۔ تو پھر چاہیئے تھا کہ کنوئیں کی دیواریں ہمیشہ تک کے لیے ناپاک رہتیں۔ اس لیے کہ وہ نجس پانی ان میں داخل ہو کر جگہ پکڑ جاتا ہے۔ تو جب تک وہ دیواریں اُکھاڑی نہ جائیں اس کنوئیں کے پانی کی پاکی سمجھ میں نہیں آتی۔

جواب:- ہمیشہ سے عادت یہی رہی ہے کہ کنوئیں کو پاک کرنے کے لیے اس کا پانی ہی نکالا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ نہیں بتاتی کہ کبھی کسی موقع پر کنوئیں کی دیواریں بھی اُکھاڑی گئی ہوں۔ دیکھیئے اس مذکورہ بالا واقعہ میں حضرت ابنِ زبیر نے صحابہ کرام کی موجودگی میں کنوئیں سے پانی نکل جانے پر اس کے پاک ہونے کا حکم دیا تھا اور پھر کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ چوہا جب کنوئیں میں گر گیا ہو اور پھر فوری طور پر نکال لیا گیا ہو۔ تو کنوئیں سے بیس ڈول نکالے جائیں۔ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مرغی جب کنوئیں میں مر جائے تو چالیس ڈول نکالے جائیں (ہدایہ) اور نصب الرایہ ج ا صـ۲۶ پر ہے کہ شیخ علاؤالدین مصنف کتاب الجواہر النقی نے کہا ہے کہ ان دونوں مذکورہ روایتوں کو طحاوی نے نقل کیا ہے۔ نصب الرایہ والے کہتے ہیں کہ میں نے ان روایتوں کو شرح معانی الآثار میں نہیں پایا۔

(مؤلف) مگر حقیقت یہ ہے کہ طحاوی نے مذکورہ روایات کسی صحابی سے نقل نہیں کیں۔ بلکہ ان کو ابراہیم النخعی اور حماد ابن ابی سلیمان سے نقل کیا۔

۳- طحاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی جاندار کنوئیں میں گر گیا ہو تو کنوئیں سے پانی نکالا جائے۔ یہاں تک کہ غالب

آجائے (طحاوی) ج ۱ صلا (آثار السنن ج ۱ ص۹)

۵- حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جنگلی چوہا جب کنوئیں میں مرجائے تو بیس ڈول نکالے جائیں (اخرجہ ابی شیبہ فی مصنفہ علی شرح ہدایہ نولکشوری ج ۱ ص۲۵۰)

۶- حضرت معمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے محدث زہری سے اس چوہے کے متعلق پوچھا تھا۔ جو کنوئیں میں گر گیا ہو، تو انہوں نے کہا تھا۔ کہ اگر اسی وقت زندہ نکال لیا گیا ہو۔ تو کچھ ہرج نہیں۔ اور اگر مر گیا ہو۔ تو پانی کنوئیں کا نکالا جائے (اخرجہ عبدالرزاق فی مصنفہ سعایہ ج ۱ ص۴۲۵)

تشریح:- روایت مذکورہ میں پانی کی مقدار نہیں بتائی گئی کہ کتنا پانی نکالا جائے مگر وہ دوسری روایات میں موجود ہے۔ تفصیل کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ

تیمم کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا ہے کہ تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے (بخاری ج ۱ ص۲۲) یونہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فتح الباری ج ۱ ص۲۷)

تشریح:- حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے تمام اجزا پر تیمم کیا جا سکتا ہے۔ (ولیشترط لہ التراب المنبت)

تیمم کرنے کا طریقہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ

تیمم دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لیے اور دوسری کلائیوں کے لیے (رواہ الحاکم، قال صحیح الاسناد اور دار قطنی نے کہا رجالہٗ کلھم ثقات (دار قطنی ج ۱ صـ۶۶ـ درایہ لحافظ ابن حجرؒ عمدۃ القاری ج ۲ صـ۲۷۳ـ اور ذہبی نے بھی کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ ہاں معلوم ہو کہ وہ روایتیں جن میں تیمم کے لیے صرف ایک ہی ضرب منقول ہے اس کے بارے میں علامہ نووی نے مسلم کی شرح ج ۱ صـ۱۶۱ـ پر لکھا ہے کہ مراد وہاں طریقہ (ضرب) کی تعلیم دینی تھی۔ یہ مقصد نہیں تھا کہ تیمم کے لیے صرف ایک ہی ضرب ہوتی ہے۔

۳۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیمم دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لیے اور دوسری کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لیے (بلوغ المرام ج ۱ صـ۱۲۰ـ)

۴۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا تم کو یہ صرف کافی تھا۔ یعنی تیمم کے لیے کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پھونک مارتے جس سے مٹی اُڑ جاتی۔ پھر اُن کو اپنے چہرے پر مل لیتے (مسلم شریف ج ۱ صـ۱۶۱ـ)

تشریح :۔ بعض روایات میں ہاتھ جھاڑنا بھی مروی ہے۔ اس سے غبار کا شرط نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

نماز جنازہ کے لیے تیمم کرنا

۵۔ حضرت عطا رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم کو یہ اندیشہ ہو کہ نماز جنازہ نہیں ملے گی۔ اور تم وضو نہیں کر سکتے۔ تو تیمم کر لو اور یونہی نماز جنازہ پڑھ لو۔ (ذیلعی ج ۱ صـ۸۱ـ) یونہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ وہ نماز جنازہ کے لیے تشریف لائے اور وہ وضو سے نہیں تھے

تو انہوں نے تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ (الجواہر النقی ج ۱ ص ۵۹)

جس شخص نے اوّل وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اس کو وقت ہی کے اندر پانی مل گیا تو نماز کا اعادہ ضروری نہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص سفر میں گئے اور نماز کا وقت آ گیا۔ دونوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ سو دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر لیا۔ اور نماز پڑھ لی۔ پھر وقت کے اندر دونوں کو پانی مل گیا۔ لیکن ایک نے تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کر لیا۔ اور دوسرے نے نہیں کیا۔ دونوں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے اس شخص سے جس نے اعادہ نہیں کیا تھا۔ یہ فرمایا کہ تم نے سُنّت کی موافقت کی۔ اور تمہاری نماز تم کو کافی ہو گئی اور جس نے وضو کر کے اعادہ کر لیا تھا۔ اس سے یہ فرمایا کہ تجھ کو دہرا ثواب ملا۔ (ابو داؤد جلد ۱ ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳)

سلام کے جواب کے لیے اور ایسی طاعت کے لیے جس کے لیے طہارت شرط نہیں ہے

باوجود پانی پر قدرت ہونے کے تیمم کا جائز ہونا:- حضرت ابو الجہیم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے (کہ نام ہے ایک مقام کا) تشریف لا رہے تھے۔ آپ سے ایک شخص ملا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور تیمم کیا۔ پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۸)

تشریح :- باقی طاعات وعبادات جن کے لیے طہارت شرط نہیں ہے بوجہ جہت جامعہ کے سلام کے جواب پر قیاس کی جائیں گی۔ اور وہ جہت سب میں طہارت کا شرط نہ ہونا ہے۔

تیمّم کا جائز ہونا اوّل وقت میں جسکو آخر وقت مستحب تک پانی ملنے کی اُمید ہو

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور وہ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ یعنی نافع اور حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جُرف سے (یہ ایک مقام ہے) آرہے تھے۔ یہاں تک کہ مربد میں جو ایک مقام ہے پہنچے تو حضرت عبداللہ نے نیچے اُتر کر پاک مٹی سے تیمم کیا اور پھر نماز پڑھ لی۔
(مؤطا امام مالک مع الزّرقانی ج ۱ صفحہ)

ایک تیمّم کا کئی فرضوں کیلئے کافی ہونا اور وقت نکل جانے سے اسکا نہ ٹوٹنا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے۔ اگرچہ دس برس تک اس کو پانی نہ ملے
(رواہ النسائی (ابن حبان لبسند حسن) العزیزی شرح جامع صغیر ج ۲ صفحہ ۳۷)

پانی نہ پانے والے کے لیے جماع کرنے کی اجازت ہونا

حکیم ابنِ معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایک مہینہ پانی سے غائب رہتا ہوں اور میرے ساتھ میری بیویاں ہوتی ہیں سو اُن

سے مجامعت کرتا ہوں۔ اس میں کوئی ہرج تو نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا ہے یعنی تمہارا یہ فعل جائز اور درست ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں ایک ایک مہینہ پانی سے غائب رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگرچہ تم تین برس غائب رہو۔ (جب بھی اس فعل کی اجازت ہے) کیونکہ بجائے پانی سے غسل کرنے کے مٹی سے تیمّم کر کے طہارت حاصل ہو سکتی ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۸)

تیمّم کا شدت سردی کے خوف سے اور زخم کی وجہ سے درست ہونا

حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے سردی کی ایک رات میں احتلام ہو گیا۔ اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو سردی کی شدت کی وجہ سے مر جاؤں گا سو میں نے تیمم کر لیا۔ پھر میں نے اپنے ہمراہیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی۔ پس انہوں نے اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کر دیا تو آپ نے فرمایا۔ اے عمرو کیا تم نے اصحاب کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ کو اس امر کی اطلاع کر دی۔ جو مجھے غسل کرنے سے مانع ہوا تھا۔ اور میں نے یہ بھی عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے قرآن میں اللہ کو یہ کہتے سُنا۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝

ترجمہ:۔ اور اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو۔ اللہ تمہارے ساتھ (تم پر مہربان) رحیم ہے" تو میری اس گذارش پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھ نہیں فرمایا (ابوداؤد اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے۔ حدیث کی سند قوی ہے (فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۵)

۲۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ (ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو) تفسیر

میں فرمایا کہ جب آدمی کو اللہ کے راستہ یعنی جہاد میں زخم ہو جائے اور یا کسی اور طرح اس کو زخم ہو جائے۔ پھر اس کو جنابت ہو اور غسل کرنے سے مرجانے کا خوف ہو تو تیمم کرے (بلوغ المرام ج ا صا۲)

اذان کے بیان میں

کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بنفس نفیس اذان پڑھی تھی؟

جامع ترمذی میں ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کی معیت میں ایک سفر میں تھے۔ کہ آپ ایک تنگ جگہ پر پہنچے جہاں نماز کا وقت ہو گیا اور بارش ہونے کی وجہ سے نیچے کیچڑ تھا۔ تو حضور نے خود بنفس نفیس سواری پر اذان دی اور اقامت پڑھی اور پھر اشارے ہی کے ساتھ لوگوں کو نماز پڑھائی (جامع ترمذی مطبوعہ علمی دہلی باب الصلوٰۃ علی الدابۃ ج ا ص۵۵)

علامہ نووی نے اسی روایت سے استدلال کرتے ہوئے شرح مہذب اور خلاصہ وغیرہ اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود بنفس نفیس اذان پڑھنا ثابت ہے۔ یونہی حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی کی شرح میں اور پھر تو شیخ شرح صحیح بخاری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خود بنفس نفیس اذان پڑھنے کو جزم کے ساتھ لکھا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے اس موضوع پر ایک خاص رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے خیر الخبر فی اذان خیر البشر اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث دار قطنی میں ہے۔ مگر وہاں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان پڑھنے کا حکم دیا تھا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خود بنفس نفیس اذان

پڑھنے کا ذکر نہیں اور امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ترمذی والی روایت مجمل ہے اور دار قطنی والی روایت مفصّل ہے۔ تو مجمل کو مفصل پر محمول کیا جائیگا اس پر آگے علامہ زرقانی شارح مواہب اور علامہ ابن حجر ہیتمی مکّی کے تبصرے ہیں جو دیکھنا چاہے۔ تو ان کی تصانیف کا مطالعہ کرے۔ اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ خیر الخبر میں جس کا تذکرہ ابھی ابھی کیا گیا ہے آخر میں فیصلہ یہ دیا ہے کہ اختلاف مطلق اذان میں نہیں ہے۔ یہ بالکل ثابت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان پڑھی تھی۔ کلام نماز والی اذان میں ہے۔ سو اس میں ہمیں توقف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جس روایت سے اس کو ثابت کیا جاتا ہے اس میں بھی کلام ہے۔ رہی یہ بات کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اذان صلوٰۃ خود کیوں نہیں پڑھی۔ حالانکہ حضور عبادات پر بہت حریص تھے۔ مولانا عبدالحی نے اس کے لیے بہت سی وجہیں لکھی ہیں۔ آخر میں جس وجہ کو انہوں نے احسن قرار دیا ہے وہ، وہ ہے کہ جس کو علامہ عبدالسلام نے ذکر کیا ہے۔

مولانا نے لکھا ہے کہ خلفائے راشدین کے اس عبادت کو ترک کرنے کی بھی یہی وجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی کام کو اختیار فرماتے تو اس پر مواظبت فرماتے تھے یعنی اسے ہمیشہ ادا کرتے تھے اور چونکہ آپ فریضۂ رسالت کی ادائیگی پر قائم تھے اور مصالح شریعت میں مثل جہاد اور لوگوں کے معاملات کے فیصلے جن کو انجام دینا اذان کی نسبت سے کہیں زیادہ ضروری تھا۔ سو اگر حضور اذان پر مواظبت کرتے تو ان اہم کاموں میں خلل واقع ہوتا۔ (خیر الخبر فی اذان خیر البشر صـ۱۶ واہم مولانا عبدالحی لکھنوی)

ایک مسجد میں دو مؤذنوں کا تقرر

مسلم نے باب باندھا ہے کہ ایک مسجد میں دو مؤذنوں

کا تقرر مستحب ہے۔ اس پر روایت پیش کی ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو مؤذن تھے۔ حضرت بلال اور حضرت ابنِ اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہما نابینا جن کا نام عمر بن حصین بتایا گیا ہے۔ (مسلم شریف مع فتح الملہم مطبوعہ بجنور صلے ج ۲)

نابینا کا اذان پڑھنے کیلئے تقرر جبکہ اسکے لیے آنکھیار امحافظِ اوقات ہو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابنِ اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ شیخ الاسلام اور علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ ابنِ اُمّ مکتوم کی معیت میں اوقاتِ صلوٰۃ کے محافظ موجود تھے (کذافی فتح الملہم ج ۲ صے)

کلمات اذان کا جواب

عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے روایت کرتے تھے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ جب مؤذن کو اذان کہتے سنو تو تم بھی اس کی طرح کلمات کہا کرو۔ پھر مجھ پر صلوٰۃ پڑھو۔ پھر میرے لیے وسیلہ کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرو۔ جو کہ جنّت میں ایک بلند مقام ہے۔ کہ جس نے میرے لیے مقام وسیلہ کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ اس کے لیے میری شفاعت لازم ہو گئی۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کلمات اذان کو سُن کر مؤذن کے ساتھ ساتھ دہراتا جائے تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ جبکہ اس نے حضورِ قلب اور اخلاص کے ساتھ پڑھے ہوں۔

فضیلت اذان

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے

روز مؤذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی۔

تشریح:۔ گردن کی طوالت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں فتح الملہم میں میرک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ گردن کے لمبا ہونے سے مراد اطمینان اور استقامت ہے۔ اور ان کی کرامت اور بزرگی کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کیا جائے گا۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ صورت میں گردن کی لمبائی موذن کی شان کی بڑائی پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح الملہم ج ۲ صنا)

بَابُ الصَّلٰوۃ

نماز کے لیے نیّت کرنے کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ نہیں معتبر ہوتے اعمال مگر ساتھ نیتوں کے اور نہیں واسطے مرد کے مگر وہ جو اس نے نیت کی۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا اور امام محمدؒ نے موطا صلا۱۰۴ میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃ "

تشریح :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر نیت کے کوئی عمل مقبول نہیں نماز کی نیّت جو کہ نماز کی شرط ہے، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز کو خلوص کے ساتھ ادا کرنے کی دل سے نیّت کرے۔

زبان سے نیّت کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقت نیّت کی قصد قلبی اور دل کا کام ہے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے علماء کا اختلاف ہے کہ زبان سے نیّت کرنا صحتِ نماز کی شرط ہے یا نہیں صحیح یہی ہے کہ نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت کے صلا۳۶ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ لیکن فقہا علیہم الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اگر زبان سے بھی نیّت کر لے تو بہتر بلکہ مستحب ہے تاکہ زبان دل کے ساتھ موافق ہو جائے اور اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ مطابق ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا دل زبان کے ساتھ اور زبان دل کے ساتھ برابر ہو۔ اور اس کا قول اس کے عمل کے خلاف نہ ہو۔ اور اس کے شر سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تشریح :- معلوم ہوا کہ دل کو زبان کے ساتھ اور زبان کو دل کے ساتھ برابر
چاہیئے۔ کہ جو دل میں ارادہ ہو۔ وہ زبان سے بھی کہے۔ ہاں خیال رہے کہ حدیث
مذکورہ بالا کو اصبہانی نے روایت کیا ہے اور امام منذری نے بھی ترغیب ص۲۵
میں اور علامہ علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ ج ا کے ص۳۶ پر فرمایا اکثر اس
طرف ہیں کہ زبان اور دل دونوں میں جمع کرنا یعنی دل سے نیّت کرنا اور زبان
بولنا مستحب ہے۔ حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ الل
علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اگر زبان سے نیّت کرے تو بہتر ہے۔
(غنیۃ الطالبین مترجم فارسی ص۸۶۴)

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور اللہ اکبر کہنا

امام
ابو حنی
رحمۃ اللہ علیہ اپنے مسند میں بروایت عاصم عن وائل ابن حجر روایت کرتے ہیں ک
حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بوقت تکبی
تحریمہ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے یہاں تک کہ کانوں کی لَو تک برابر ہو جاتے
(مسند امام اعظم ص۲۲۴ و شرح معانی الآثار ص۱۱۶)

۲- اور صحیح مسلم میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصّلو
والسلام نے نماز میں داخل ہوتے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی (صحیح مسلم ج ا ص۳
۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم جب نم
کو شروع کرتے، تکبیر کہتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ برابر کرتے
اپنے انگوٹھوں کو اپنے کانوں سے (شرح مسند امام اعظم) ملا علی قاری ص۲۲۴
وفیہ ایضاً قال ابو الفرج رجال اسنادہ کلھم ثقات۔)

دا ہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا :- حضرت سہیل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ لوگوں کو حکم کیا جاتا تھا کہ آدمی داہنا ہاتھ نماز میں بائیں ہاتھ پہ رکھے (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص۶۷)

۲۔ امام محمد کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی ٹیک پر رکھتے تھے (کتاب الآثار ص۲۸)

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں اپنا بایاں ہاتھ دائیں پر رکھتے تھے۔ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ دیا۔ (رواہ ابوداؤد وغیرہ) ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے۔ کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ (عون المعبود ص۲۷۴)

ہاتھوں کا ناف کے نیچے باندھنا

وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھا (مصنف ابن ابی شیبہ۔ (عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ) جلد ا ص۱۶۵)

۲۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا سُنت ہے۔ (ابوداؤد ج ا ص۲۷۴)

ثناء پڑھنے کے بیان میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو سُبحانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِكَ آخر تک پڑھتے۔ (نصب الرایہ ص۱۶۶) اسی قسم کی روایت ترمذی اور طحاوی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

مروی ہے (ترمذی ج ۱ ص۳۳ طحاوی ج ۱ ص۱۱۷)

تشریح:- علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ کے ص
پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں وقال التو
پشتی هذا حدیث حسن مشهور علامہ شیخ ابن تیمیہ نے منتقی ا
ص۵۷ پر فرمایا ہے کہ حضرت سعید ابن منصور رضی اللہ عنہ نے اپنے سنن میں حض
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز کے شروع میں سُبْحَانَ
اللّٰهُمَّ الخ پڑھا کرتے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ش
فارسی مشکوٰۃ ج ۱ ص۲۹۶ پر لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے
راشدین نماز کو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ سے شروع کرتے تھے۔

امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کا اعوذ پڑھنا

حضرت ابوسعید خد
رضی اللہ عنہ سے روا
ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو تکبیر کہتے
پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے پھر اعوذ باللّٰه السميع العليم من الشيطا
الرجیم پڑھتے (ترمذی ج ۱ ص۳۳ اسی قسم کی روایت ابن ماجہ کے ص۵۹ پر حضر
ابن مسعود سے مروی ہے اور ابوداؤد ج ۱ کے ص۱۷۶ پر جبیر ابن مطعم سے مرفوعاً مروی
۲- اُسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا
جب نماز شروع کرتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے پھر اعوذ الخ پڑھتے
(دار قطنی ص۱۱۳ آثار سنن ص۷۳)

بسم اللہ پڑھنے کے بیان میں

نعیم ابن مجمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے

نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ فاتحہ کو شروع کیا تھا اور اس کے اختتام پر آمین کہی تھی۔ اور پھر نماز کے اختتام پر انہوں نے فرمایا کہ میں تم میں نماز کے اندر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں (طحاوی ص۱۱۷)

۲۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نماز پڑھتے تھے۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ فاتحہ شروع کرتے تھے (طحاوی ص۱۱۷)

اعوذ اور بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی پس میں نے ان میں سے کسی کو نہیں سنا کہ وہ پکار کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہو (نسائی ج ا ص۹۲)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہم نماز کو الحمد للہ رب العلمین سے شروع کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ پکار کر قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے یعنی اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ نماز میں بسم اللہ، اعوذ، ربنا لک الحمد کو پوشیدہ پڑھتے تھے (عینی شرح ہدایہ ج ا ص۶۱۹ نصب الرایہ ج ا ص۱۷۹)

امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کا سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ کے پڑھنے کا بیان

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور دو سورتیں اور آخر کی دو رکعتوں میں الحمد شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں لمبا کرتے تھے اور اسی طرح نماز عصر میں اور یوں ہی نماز صبح میں (مشکوٰۃ ص۱۷۱، بخاری ج ۱ ص

۲- حضرت زہری تابعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ مقرر فرمایا ہے کہ فجر کی دونوں رکعتوں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کی جائے اور اس کے ماسوا میں پوشیدہ پڑھی جائے۔

(رواہ ابوداؤد، درایہ ص۹۱)

۳- حضرت ابو معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قرأت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ ہم نے سوال کیا آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے (بخاری ج ۱ ص۱۰۷)

یحیٰی ابن کثیر تابعی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دن کی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان کو مینگنیوں سے مارو۔ (مصنف امام ابی شیبہ ج ۱ ص۳۶۴)، خیال رہے کہ امام سخاوی نے اس کو مقاصد حسنہ میں اور ابن قدامہ نے مغنی میں (مغنی ج ۱ ص۶۱۱ اور مقاصد حسنہ ص۱۶۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند روایت کیا۔ ابو عبد اللہ صنابحی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ منوّرہ میں آیا تو میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور ایک سورۃ قصار مفصل میں سے پڑھی۔ (موطا امام مالک ص۲۷)

تشریح:۔ قصار مفصل سورتیں سورۃ لم یکن سے آخر قرآن تک ہیں اور لم یکن بھی قصار میں بعض کے نزدیک داخل ہے سورۃ لم یکن آخری پارے میں ہے۔

نماز میں مسنون سورتیں

سماک ابن حرب اہلِ مدینہ میں کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے صبح کی نماز میں سورۃ قٓ پڑھی (مجمع الزوائد ج ا ص۸۹)

۲۔ جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے سنا۔ (بخاری ج ا ص۱۰۵)

۳۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء سے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر کے اندر عشاء کی نماز میں ایک رکعت میں سورۃ والتین پڑھی۔ (بخاری ج ا ص۱۰۵)

۴۔ عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر کے اندر فجر کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی۔ (ابوداؤد مع عون المعبود ص۵۴۶ و ص۵۴۷)

۵۔ قبیلہ جہینہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے صبح کی نماز میں اذا زلزلت الارض دونوں رکعتوں میں پڑھی۔
(نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۲۳)

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ ہر رکعت میں ایک ہی سورۃ پڑھی اور ایس
کرنا جائز ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں جدا سورۃ پڑھے۔

۶۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سفر میں
صبح کی نماز میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ہر رکعت میں مفصل کی دس سورتوں
میں سے ایک پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۲۸)

تشریح :۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں اگر عجلت اور پریشانی نہ ہو تو
صبح کی قرأت میں تطویل کرنا بہتر ہے۔ یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ایک موقع پر جمعہ کی نماز
پڑھائی تو انہوں نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں اذا جاءک
المنافقون پڑھی۔ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ بعد میں جب میری ملاقات
حضرت ابوہریرہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ نے نماز جمعہ
میں وہ سورتیں تلاوت کی ہیں کہ جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں پڑھا
کرتے تھے جبکہ آپ کوفہ میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ تو اس پر حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو جمعہ کی نماز میں یہی سورتیں پڑھتے سنا ہے (مسلم ج ۱ ص ۲۸۷ ابوداؤد)

۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
فجر کی نماز میں سورۃ ق اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ خیال رہے
کہ سورہ ق کی ۴۲ آیتیں ہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۸۷)
ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر کی نماز میں واللیل

اِذا یغشیٰ اور عصر کی نماز میں بھی اسی قسم کی سورتیں پڑھا کرتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے زیادہ لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (نیل الاوطار ص۲۴۴)

۹۔ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ۶۰ سے ۱۰۰ آیتوں تک پڑھا کرتے تھے (مسلم ج ۱ ص۱۸۷)

۱۰۔ سلیمان ابن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فلاں امام ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو طویل کرتے تھے اور عصر کو خفیف پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل اور صبح میں طوال مفصل پڑھتے تھے۔ تو اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔ (بلوغ المرام ج ۱ ص۴۸ و فتح الباری ج ۲ ص۲۰۶ صححہ ابن خزیمہ وغیرہ کذافی فتح الباری)

تشریح:۔ سورہ ق سے بروج تک طوال مفصل سورتیں ہیں اور بروج سے لم یکن تک سورتیں اوساط مفصل کہلاتی ہیں۔ اور باقی لم یکن سے آخر قرآن تک قصار مفصل ہیں جیسا کہ کفایہ میں ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

۱۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کی نماز میں سورۂ یٰسین بھی پڑھا کرتے تھے (مجمع الزوائد ج ۱ ص۱۸۹)

۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر اور عصر کی نماز میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق اور ان جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی ج ۱ ص۴۲ وقال حسنٌ صحیحٌ)

۱۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں کے اندر ہر رکعت میں تیس آیتوں کی مقدار پڑھتے تھے۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ۱۵ آیتوں کی مقدار

پڑھا کرتے تھے (نیل الاوطار ج ۲ صفحہ ۱۲۰ ابوداؤد)

۱۴- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی نماز سورہ تنزیل السجدہ سے پڑھی۔ (ابوداؤد ج ا صـ ۱۲۴)

۱۵- زید ابنِ ثابت رضی اللہ عنہ یا ابوایوب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کے اندر سورہ اعراف کو دو رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھا (مجمع الزوائد ج ا صـ ۱۸۸ ورجالہٗ رجال الصحیح)

۱۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز میں الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ پڑھا کرتے تھے۔ سورہ محمد پ ۲۶

۱۷- اُمِّ فضل سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھی۔ (نیل الاوطار ج ۲ صـ ۱۲۶)

۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ بھی پڑھا کرتے تھے۔ (رجالہ ثقات، رواہ ابنِ ماجہ)

۱۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب اور عشاء کی نماز میں واللیل اذا یغشیٰ اور والضحیٰ اور ظہر و عصر کی نماز میں کبھی کبھی سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتٰک پڑھا کرتے تھے (عمدۃ القاری ج ۳ صـ

۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز میں اذا جاء نصر اللہ والفتح پڑھی۔ (عمدۃ القاری جلد ۳ صـ ۸۲)

۲۱- ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز میں لایلٰف قریش پڑھی۔ (عمدۃ القاری ج ۳ صـ ۸۲)

۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ھل اتیٰ علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔ (بلوغ المرام)

۲۳۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ھل اتیٰ علی الانسان عموماً پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ صـ ۲۰۹) فتح الباری ج ۲ صـ ۳۱۴)

۲۴۔ ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ مستحب ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کوئی ایسی سورۃ پڑھی جائے جس میں سجدہ ہو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ایک موقع پر سورہ مریم پڑھی۔ (فتح الباری ج ۲ صـ ۳۱۶)

تشریح :۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن سورہ الم تنزیل السجدہ اور سورہ دھر کا پڑھنا خصوصیت سے لازم نہیں ورنہ صحابہ وتابعین اسی پر مداومت کرتے اور دوسری سورۃ سجدہ کی اسی کی جگہ نہ پڑھتے۔ اسی لیے حنفیہ کے نزدیک ان دو سورتوں کا پڑھنا سُنّت مؤکدہ نہیں۔ صرف مستحب ہے اور گاہے ترک بھی کر دیا جائے تاکہ لزوم کا شبہ نہ ہو۔

۲۵۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور ھل اتاك حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اور جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے یعنی عید جمعہ کے دن ہوتی تو دونوں نمازوں میں یعنی عید اور جمعہ دونوں میں انہی سورتوں کو پڑھا کرتے تھے) (مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۵۴)

۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعض مواقع پر فجر کی نماز میں قل یا ایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد بھی پڑھی ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۵۴)

۲۷- ابیّ ابن کعب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وتر میں سبح اسم ربک الاعلےٰ اور قل یا ایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ پھر جب وتر سے فارغ ہوتے تو سبحان الملک القدوس تین بار کہتے (نسائی ج ۱ ص ۲۵۰)

سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ تم میں سے کوئی آمین کہے تو آسمان میں فرشتے بھی آمین کہہ رہے ہوتے ہیں پھر اس نمازی کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جاتی ہے۔ تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۶)

تشریح:- امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اُمت کا اجماع ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا بھی آمین کہے (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۶)

امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔ نسائی شریف ص ۸۱ آثار السنن ج ۱ ص ۹۱)

آمین آہستہ کہنے کا بیان

سمرہ بن جندب اور عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ کا آپس میں مذاکرہ ہوا سمرہ بن جندب نے حدیث بیان کی کہ اس نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتوں کو یاد رکھا ہے۔ ایک سکتہ جبکہ آپ تکبیر تحریمہ کہتے اور دوسرا جبکہ آپ ولا الضالین سے فارغ ہوتے اور عمران نے اس پر انکار کیا پھر ابی

ابن کعب نے سمرہ کی تصدیق کی (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۲)

تشریح :- اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثنا اور آمین آہستہ کہتے تھے۔

نماز میں ہر اُٹھنے اور جُھکنے کے وقت تکبیر سنت ہے

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم ہر اُٹھنے اور جُھکنے اور کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے وقت تکبیر کہتے تھے (جامع ترمذی ج ۱ ص۳۵ وقال حدیث "حسن صحیح")

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ (مشکوٰۃ ص۷۶)

رکوع میں پیٹھ برابر رکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو سر کو پیٹھ سے نہ تو بلند کرتے اور نہ نیچا کرتے بلکہ اس کے درمیان رکھتے۔ (مشکوٰۃ ص۷۶)

رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو کشادہ رکھنا

عقبہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز میں رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو الگ کیا یعنی پہلو سے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو کشادہ کیا۔ پھر نماز کے اختتام پر انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد آثار السنن ص۱۱۱ نیل الاوطار ج ۲ ص۳۶)

تکبیرات کی تعداد مسنون

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے، تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع سے اُٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ پھر آپ اسی حالت میں کھڑے کھڑے ربنا لک الحمد کہتے۔ پھر نیچے جاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت تکبیر کہتے، پھر دوسرے سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہتے پھر اس سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے پھر اسی طرح اپنی نماز میں کرتے اور جب دو رکعت کے تشہد سے اُٹھتے تو پھر بھی تکبیر کہتے (بلوغ المرام ص۴۹) بخاری ومسلم، آثار السنن ص۱۲

۲- عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو انہوں نے نماز میں بائیس ۲۲ تکبیریں کہیں یعنی چار رکعتوں میں تو پھر میں نے اس کے متعلق حضرت ابن عباس سے استفسار کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ تو حضرت ابوالقاسم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے (بخاری ج ۱ ص

رکوع اور سجود میں اعتدال اور اطمینان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رکوع اور سجود میں اعتدال کرو۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۹۴)

۲- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجدہ میں سیدھا نہ رکھے (دارقطنی ج ۱ ص ۱۳۲ و ترمذی ج ۱ ص ۳۶ زیلعی ص ۲۰۲ ج ۱)

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو پیٹھ کو اس قدر برابر کرتے کہ اگر آپ کی کمر پر پانی بھی ڈالا جائے تو ٹھہر جاتا۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۰)

۴۔ حضرت عبد اللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ چور وہ ہے جو اپنی نماز چرائے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آدمی نماز کس طرح چرا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا یوں کہ رکوع پورا نہ کرے۔ اسی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۹)

رکوع اور سجدہ میں تین بار تسبیح کہنا

حضرت ابوبکرہ صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں تین بار تسبیح سبحان ربی العظیم پڑھا کرتے تھے اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا کرتے تھے (آثار السنن ص ۱۱۴)

قومہ جلسہ آرام سے کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بعض نے اس کو حضرت رفاعہ سے روایت کیا ہے کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جو اس طرح معلوم ہوتا تھا جیسے دیہاتی ہے۔ اس نے جلدی جلدی نماز پڑھی پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا جاؤ نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے دوبارہ اپنی عادت کے مطابق جلدی جلدی پڑھ کر پھر حضور پر سلام کیا۔ تو آپ نے پہلے کی طرح پھر اس سے فرمایا، جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ غرض دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا۔ کہ جب تو نماز کی طرف اٹھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو تکبیر کہہ اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ پہلے اس طرح وضو کر جس طرح تجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر اذان دے پھر اقامت کہہ اس کے بعد تکبیر کہہ کر نماز شروع

کر پھر جس قدر قرآن مجید سے تیرے لیے آسان ہو پڑھ، پھر رکوع کر یہاں تک کہ تو رکوع کی حالت میں اطمینان پائے۔ پھر سیدھا کھڑا ہو جا۔ پھر سجدہ کر یہاں تک کہ سجدہ کی حالت میں اطمینان پکڑے، پھر اطمینان سے بیٹھ جا۔ پھر دوسرا سجدہ کر کے کھڑا ہو جا پھر آخر تک نماز میں یونہی کر اور حضرت رفاعہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس مبینہ طریقہ سے نماز کو ادا نہ کیا بلکہ اس میں کمی کی تو اس کی نماز ناقص ہو گی (بخاری، ترمذی صہ۴۰ ج ۱)

قومہ میں ذکر مسنون

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم (اے مقتدیو!) ربنا لک الحمد کہو) پس جس شخص کا قول ملائکہ کے قول سے مل جائے گا تو اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے (بخاری ج ۱ ص ۱۰۹)

سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنوں کا پھر ہاتھوں کا رکھنا

وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو ہاتھوں کو پہلے اٹھاتے۔ ابوداؤد وغیرہ مرقات ص ۵۵۱ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ کے ص ۸۳ میں اس روایت کی سند کو قوی لکھا ہے۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا اور حاکم محدث نے علیٰ شرط مسلم کہا ہے۔

سجدہ میں منہ کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور ہاتھوں کا کانوں کے برابر رکھنا

وائل کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اپنا منہ مبارک اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا۔ (نصب الرایہ ص۲۰۱)

حضرت وائل ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب سجدہ کرتے آپ کے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر ہوتے (شرح معانی الآثار طحاوی شریف ص۱۵۱)

سجدہ کا پورا طریقہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھوں کو یوں نہ پھیلا جیسے درندہ پھیلاتا ہے اور اپنی ہتھیلیوں پر سہارا کر اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ کر (مجمع الزوائد ج ۱ ص۱۹۲) مستدرک ص۲۲۷ اور ذہبی نے اس کو برقرار رکھا ہے۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی اور آپ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پاؤں اور دونوں گھٹنے (مسلم ج ۲ مع فتح الملہم ص۹۷ و ص۹۸ ردالمحتار ج ۲ ص۵۲۰ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر رکھا کرتے تھے۔ (فتح القدیر ص۱۲۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وقت سجدہ اپنی ناک کو پیشانی کے ساتھ زمین

سے نہ ملائے تو اس کی نماز نہ ہو گی (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۲ مستدرک ج ا ص

تشریح:۔ معلوم ہوا کہ بلا عذر سجدہ میں صرف پیشانی رکھنا یا ناک پر اکتفا کر
مکروہ ہے۔ (ردالمختار ج ۱ ص ۵۲۱)

۴۔ عامر ابن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بحالت سجدہ ہاتھوں کو رکھنے اور پیروں کو کھڑا کرنے
کا حکم فرمایا ہے۔ (مستدرک ص ۲۷۰ ج ۱)

۵۔ وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھتے اور جب سجدہ کرتے
تو اپنی انگلیوں کو ملا لیتے (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۹۶ و عزیزی شرح جامع صغیر ج ۳ ص ۷۹

۶۔ صالح تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک شخص کو اپنے پہلو میں اس حالت میں سجدہ کرتے دیکھا کہ اس کی
پیشانی پر عمامہ تھا تو آپ نے اس کی پیشانی پر سے عمامہ کو ہٹا دیا (ابوداؤد نصب الرا
ج ۱ ص ۱۰۳)

۷۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا چھوٹا بچہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان
سے نکلنا چاہتا تو نکل سکتا تھا۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۹۴)

تشریح:۔ اس سے کلائیوں کا زمین سے بلند رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

سجدہ میں دونوں ہاتھ پہلوؤں سے نہ ملائے

عبد ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں
تک کشادہ رکھتے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آجاتی (متفق علیہ، بلوغ المرام
ص ۵۰ ج ۱)

سجدہ کی حالت میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھے

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کے لیے زمین پر پہنچے تو آپ نے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کیا (بخاری ج ا صـ۱۱۴ نسائی ج ا صـ۱۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے حبیب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی اور تین باتوں سے منع فرمایا۔ آپ نے مجھ کو نماز میں مرغ کی طرح ٹھونگ مارنے سے اور کتّے کی طرح بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح ادھر اُدھر دیکھنے سے منع فرمایا (مجمع الزوائد ج ا صـ۱۷۳)

مرد سجدہ میں اپنا پیچھا اُٹھائے

ابو اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ برّاء ابن عاذب رضی اللہ عنہ نے ہمیں سجدہ کی ترکیب بتائی۔ آپ نے سجدہ کیا اور ہاتھوں پر ٹیک لگائی اور پیچھے کو اُٹھایا۔ پھر بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے (ابوداؤد ج ۵ صـ۳۲۸ زیلعی ہدایہ صـ۲۰)

عورت سجدہ میں پیچھا نہ اُٹھائے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو عورتوں پر گذر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم سجدہ کرو تو اپنا کچھ گوشت زمین سے ملا دیا کرو کیونکہ عورت اس معاملہ میں مرد کی مثل نہیں ہے (تلخیص الخبیر ج ا صـ۹۱ مجموعۃ الفتاویٰ للعلامہ عبدالحی ج ا صـ۲۱۶)

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ مسنونہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ داہنے قدم کو کھڑا کرنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی جا
متوجہ کرنا اور بائیں قدم پر بیٹھنا نماز کی سنتوں میں سے ہے (نسائی ج ا ص
۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ایک مرتبہ نماز میں دونوں سجدوں
درمیان اپنے پنجوں پر بیٹھ کر دوسرا سجدہ کر رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے
ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس طرح بیٹھنا سُنت
نہیں ہے اور میں ایسا اس لیے کرتا ہوں۔ کہ میں بیمار ہوں (موطا امام
مالک و آثار السنن ج ص ۱۱۹)

سجدہ سے اُٹھتے ہوئے گھٹنوں اور رانوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اُٹھے

حضرت وائل رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب
سجدہ کرتے تو اپنی پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے اور بازوؤں
کو بغلوں سے الگ رکھتے۔ جب آپ اُٹھتے تو گھٹنوں اور رانوں پر ٹیک لگا
ہوئے اُٹھتے۔ (ابو داؤد، منتقی ا ص ۶۴)

نماز میں سجدہ سے اُٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا نہ لینا مستحب ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ نماز میں سجدہ سے اُٹھتے وقت
آدمی دونوں ہاتھوں پر سہارا کرے (ابو داؤد ج ا ص ۲۷۳) اور وہ جو بعض
روایتوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھوں پر ٹیک لگا کر اُٹھنا وارد
ہے سو وہ حالت عذر یا بیانِ جواز پر محمول ہے اور ہاتھوں پر ٹیک نہ لگانا
ہی مستحب ہے۔ (بحر الرائق ج ا ص ۳۴۰)

دوسرے سجدے سے اُٹھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا تم سے زیادہ واقف ہوں پھر انہوں نے تکبیر کہی اور نماز کا دوسرا سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور اٹھ کھڑے ہوئے، دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے نہیں (ابوداؤد) شرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص۱۵۳ یونہی ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ آثار السنن ص۱۲۱

دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں دُعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان فرماتے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ

(ابوداؤد ج ۱ ص۲۱۶ بلوغ المرام ج ۱ ص۵۱ کتاب الاذکار للنووی ص۲۸)

تشریح:۔ درمختار ج ۱ ص۵۲۷ میں ہے کہ دو سجدوں کے درمیان کوئی ذکر مسنون نہیں رد المحتار ج ۱ ص۵۲۸ میں ہے کہ درمختار کی عبارت میں مسنونیت کی نفی ہے اور یہ جواز کے منافی نہیں۔ جیسے فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا۔ بلکہ مستحب ہے کہ دو سجدوں کے درمیان دعاء مغفرت کی جائے۔ تاکہ امام احمد کے خلاف سے بچ سکے۔ کیونکہ ان کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان عمداً دعا کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ احناف میں سے کسی فقیہ کو اس کی تصریح کرتے دیکھا نہیں ہے۔ مگر انہوں نے یہ تصریح ضرور کی ہے۔ کہ خلاف کی رعایت مستحب ہے۔ (رد المختار ج ۱ ص۵۲۸)

اس سلسلہ میں مجموعہ احادیث کے مطالعہ سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ دو

سجدوں کے درمیان دعا فرضوں میں نہیں۔ بلکہ تہجد میں ہے۔ جیسے کہ ت
نے کہا ہے صـــ۱۶۵ اعلاء السنن حصہ سوم صـــ۴۱ دو سجدوں کے درمیان
والی حدیث نسائی ج ۱ صـــ۱۶۲ اور ابن ماجہ میں بھی مسطور ہے۔

دوسری رکعت میں ثناء و اعوذ نہ پڑھے

حضرت ابوہریرہ
عنہ فرماتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو آپ
کو الحمد سے شروع فرماتے اور نہ چپ رہتے (آثار السنن صـــ۱۲۱) علامہ
عبدالحی نے عمدۃ الرعایہ کے صـــ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ پہلی رکعت کے سوا دو
رکعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعوذ منقول نہیں ہے۔

دوسری رکعت میں امام اور منفرد الحمد و سورۃ بھی پڑھے

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دو سورتیں پڑھا کرتے تھے اور پچھلی دو
رکعتوں میں صرف الحمد (آثار السنن صـــ۹۹)

تکبیر افتتاح کے سوا۔ رفع یدین کو ترک کرنا

حضرت عبداللہ
ابن مسعود رضی اللہ
عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کیا میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھاؤں
اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھائی۔ اور سوائے پہلی مرتبہ کے کہیں ہاتھ نہ
اٹھائے۔ (ترمذی ج ۱ صـــ۳۵ وقال حسن ورجالہ رجال مسلم کذافی الجواہر النقی
ج ۱ صـــ۱۳۵ وصححہ العلامۃ ابن حزم کذافی التلخیص الحبیر صـــ۸۳ ج ۱)
۲۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضرت عمر ابن

خطاب کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو پہلی تکبیر میں اٹھاتے تھے۔ پھر نہیں اٹھاتے تھے (طحاوی ج ا ص۱۳۳) وفی الدر ص۸۵ رجالہ ثقات۔ یونہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے طحاوی ص۱۳۳ ذیلعی ج ا ص۲۱۱ التعلیق الحسن ج ا ص۱۰۷ وفی الدرایہ ص۸۵ رجالہ ثقات۔

تشہد میں کس طرح بیٹھے

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ بیٹھے اور تشہد پڑھنے لگے تو بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ گئے۔ طحاوی ترمذی ج ا ص۳۸ آثار السنن ج ا ص۱۲۳)

تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے

وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنے آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ جب آپ تشہد کے لیے بیٹھے تو آپ نے بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دایاں پاؤں کھڑا کیا۔ (ترمذی ص۲۹)

۲۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں تمہاری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو خوب جانتا ہوں۔ تو انہوں نے بتایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشہد کے لیے بیٹھے تو آپ نے بایاں پاؤں بچھایا اور دایاں کھڑا کیا۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھا اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا۔ اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔ ترمذی ج ا ص۳۸ صحیح وبہ یقول بعض اھل العلم۔

تشریح:۔ تشہد میں عموماً اشارہ پر اتفاق ہے کہ مسنون ہے۔ موطا امام محمد ج ا ص۲۹ میں اس کی تصریح ہے۔ امام محمد نے اشارہ والی حدیث کو نقل کرنے

کے بعد لکھا ہے۔ وہذا قول ابی حنیفہ[عہ] اور کتاب الامالی میں امام ابو یوسف
علیہ نے اسی پر فتویٰ دیا۔ البتہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شر
میں فرمایا ہے کہ اشارے کے بارے میں چونکہ روایات مضطرب ہیں اس
ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست اس
میں کچھ منقول نہیں ہے اور بہار شریعت حصہ سوم کے ص ۶۵ پر ہے کہ تشہد
جب کلمہ لا کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا
اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگ
اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ الا پر گرا دے اور سب انگلیاں فورا
کر لے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۶۵) اشارہ والی حدیث نسائی ج ۱ ص ۱۸
(ابو داؤد ج ۱ ص ۳۷۵ اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ج ۱ ص
(عون المعبود ج ۱ ص ۳۷۵ محلی شرح موطا (تبیین العبارت لعلامہ علی قاری
(التعلیق المجد شرح موطا امام محمد ص ۱۰۶ مسوی شرح موطا امام مالک شیخ ول
محدث دہلوی (درمختار معہ رد المختار ج ۱ ص ۵۳۰ درر البحار وشرحہ غرر الافکار شرنبلا
(برہان حلبی عینی) مجمع الزوائد وغیرہا میں ہے۔

واضح رہے کہ موطا میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ والی حدیث کو
نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہی ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اعلحضرت سیدنا خواجہ
مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ملفوظات شریفہ مطبوعہ صابر الیکٹرک پریس
لاہور کے ص ۱۳۱ پر ہے کہ رفع سبابہ سنت ہے اس کا کرنا موجب ثواب
ہے (ترجمہ عبارت فارسی ص ۹۷ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۶۶ ج ۱) پر بھی اشارہ والی

عہ یعنی اشارہ کرنا ہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

حدیث مروی ہے۔

قعدہ اولیٰ میں نہ درود ہے نہ دعا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد تشہد پر کچھ نہ پڑھتے تھے۔ مجمع الزوائد

تشریح:۔ تشہد کہتے ہیں عبدہٗ ورسولہٗ تک التحیات کو۔

عورت دونوں قعدوں میں دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بیٹھے

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کس طرح نماز پڑھتی تھیں۔ انھوں نے فرمایا کہ قعود کی حالت میں متربع بیٹھتی تھیں۔ پھر ان کو حکم دیا گیا کہ سمٹ کر بیٹھیں۔ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ سمٹنے کے یہ معنی ہیں کہ اعضاء کو ملائے اور متورک بیٹھے یعنی دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر رانوں پر بیٹھے۔ اصل روایت مسند امام اعظم کی ہے (مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۹ مع شرح علی قاری)

قعدہ اخیرہ میں درود شریف کا پڑھنا: کعب ابن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر نماز میں درود کس طرح پڑھیں اس کے جواب میں حضور نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ سکھایا جس سے معلوم ہوا کہ نماز میں یہی درود شریف پڑھنا افضل ہے۔ (منتقی الاخبار ص ۶۵، ۶۶)

قعدہ اخیرہ میں دعا پڑھنا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ

أَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ
وفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ (متفق عليه)

۲- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایسے الفاظ سکھاؤ جن کے ساتھ میں نماز میں دعا مانگا کروں تو آپ نے فرمایا یہ کہا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (بخاری ومسلم)

۳- حضرت عبداللہ ابن مسعود سے تشہد کی حدیث میں مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد جو دعا زیادہ اچھی معلوم ہو وہ اختیار کرے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۱۵)

تشریح :- حنفی مسلک یہ ہے کہ نماز میں درود کے بعد ایسے الفاظ سے دعا کرے کہ جو قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ملتے جلتے ہوں۔ یا ایسی دعائیں جو مسنون اور ماثور ہوں۔ اب عموماً ربنا آتنا الخ کو اختیار کیا جاتا ہے سو اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اس میں دنیا اور دین کی بھلائی کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور پھر یہ قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔ ابھی ابھی بخاری والی روایت میں گزرا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی پسندیدہ دعا کے انتخاب کی اجازت فرمائی ہے۔

سلام پھیرنا

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں اور بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے سلام پھیرا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے رخسارہ کی سفیدی دیکھی جاتی۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا (آثار السنن ص ۱۲۵)

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے تو ہماری طرف منہ مبارک کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۱۸)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اکثر دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داہنی جانب کو نماز کے بعد پھر کر بیٹھتے۔ (مسلم آثار السنن ص ۱۲۵)

۳۔ قبیصہ ابن حلب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے تھے۔ تو نماز کے بعد دونوں جانب دائیں اور بائیں پھرتے تھے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۴۰ ونیل الاوطار ج ۲ ص ۲۵ وصححہ ابن عبدالبرؒ فی الاستیعاب)

سلام کے بعد کیا پڑھے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز سے پھرتے تو تین بار استغفار کہتے اور فرماتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ اور کعب ابن عاجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر بھی آیا ہے۔ اور بھی دعائیں احادیث میں آئی ہیں۔

نماز کے بعد دعا مانگنا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا پچھلی رات میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی وقال حسنٌ فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۱۳)

۲۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تمہارا رب بڑے شرم اور کرم والا ہے جب اس کا بندہ ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو وہ خالی پھیرنے سے شرماتا ہے۔ (بلوغ المرام)

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو ان کلمات سے دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ (ابوداؤد و ترمذی دنیل الاوطار ج ۲ صـ۲۰۵)

۴۔ امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگرانی میں رہتا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ صـ۲۰۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیر لیتے تو صرف اتنی دیر بیٹھتے کہ جتنی دیر میں یہ کلمات اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ الخ پڑھ لیتے (مسلم ج ۱ صـ۲۱۸)

تشریح :۔ علامہ مناوی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس فرض نماز کے بعد سنت پڑھتے ہوتے تھے تو وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھتے تھے۔ عزیزی شرح جامع صغیر ج ۳ صـ۱۳۰ بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر فرض نماز کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ کہتے تھے۔ مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ بلند آواز سے ذکر کرتے تھے لہٰذا دو مذکورہ روایتوں کے درمیان تطبیق ضروری ہے۔ طحاوی نے لکھا ہے کہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ نہیں کہ ہر روز صرف یہی معین کلمات پڑھتے تھے جن کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی

روایت میں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اور سنتوں کے درمیان صرف اتنی مقدار بیٹھتے تھے کہ جس میں وہ دعا جس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں ہے یا اس قسم کی کوئی دوسری دعا یا کلمات پڑھ سکتے تھے مگر فقیر غفرلہ القدیر کے نزدیک پسندیدہ توجیہہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر نماز کے بعد کوئی نہ کوئی ذکر ان اذکار میں سے جو نماز کے بعد احادیث میں وارد ہیں۔ کیا کرتے تھے۔ اور پھر جس راوی نے جس ذکر کو سنا اسے نقل کر دیا۔ یہ احتمال بعید ہے کہ تمام اذکار و اوراد کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اعلاء السنن صـ۱۹۲ حصہ سوم) میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنّت یہ ہے۔ کہ امام جب تک اپنی جگہ سے جہاں فرض پڑھے تھے ہٹ نہ جائے۔ اس وقت تک سنتیں اور نوافل نہ پڑھے۔ (فتح الباری)

تشریح:۔ جگہ کے بدلنے میں حکمت یہ ہے تاکہ قیامت کے دن وہ تمام مقامات نمازی کے حق میں شہادت دیں۔ جن پر وہ نماز پڑھ چکا ہے۔ جیساکہ ترمذی کی حدیث میں ہے صـ۱۷۱ جلد ۲ (مراقی الفلاح میں ہے۔ کہ سلام کے بعد امام کا کچھ داہنی طرف پھر جانا مستحب ہے۔

مغرب کی دو سنّتیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں جلدی پڑھا کرو کیونکہ وہ فرض ہی کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں۔ جامع صغیر ج ۲ صـ۵۰)

نوافل اور سنّتیں گھر میں پڑھنی افضل ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نفل نماز گھر میں افضل ہے یا مسجد میں۔ تو حضور نے فرمایا کہ تم میرے گھر کو دیکھتے ہو کہ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے پھر بھی مجھ کو اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے مگر یہ کہ فرض نماز تو وہ مسجد ہی میں افضل ہے۔ (الترغیب للامام المنذری ج ۱ صـ۲۱۷)

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد کی رکعتیں اور مغرب کے بعد کی سنتیں گھر ہی میں پڑھا کرتے تھے۔ (طیالسی و عزیزی ج ۲ صـ۴۸ وقال باسنادٍ حسن)

امام کا نماز کی جگہ پر وظائف پڑھنا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب امام فارغ ہو جائے اور جائے نماز سے کھڑا نہ ہو اور نہ ہی ادھر اُدھر پھرے اور وہ کوئی ورد وظیفہ پڑھنا چاہتا ہو سو تم چلے جاؤ۔ اور اس کو چھوڑ دو (مجمع الزوائد ج ۱ صـ۱۷۳)

مسنون دُعائیں

سوتے وقت یہ دعا پڑھے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ (بخاری و مسلم و نزل الابرار صـ۷۹)

جاگتے وقت یہ کلمات کہے: - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِي وَعَافَانِي فِي جَسَدِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح مرفوعاً مروی ہے (کتاب ابن السُّنّی) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص یہ مذکورہ کلمات جاگتے وقت پڑھے تو اس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (نزل الابرار)

گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَذِلَّ اَوْ اُذَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلُ عَلَیَّ۔

تشریح:۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے ابوداؤد وغیرہ (نزل الابرار ص ۶۷)

گھر میں داخل ہوتے وقت یہ کلمات پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمُخْرَجِ بِاللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِاسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔ (ابوداؤد ونزل الابرار ص ۶۸)

وضو کرتے وقت یہ کلمات کہے:۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

تشریح:۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وضو کرتے وقت یہ کلمات پڑھتے سنا ہے۔ (نسائی ونزل الابرار ص ۶۷)

وضو سے فراغت پر یہ کلمات کہے:۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

تشریح:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کے بعد یہ کلمات پڑھ لے گا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مسلم و

ابوداؤد (وغیرہ) (نزل الابرار صفحہ) نوٹ: وضو کرتے وقت یا وضو کے بعد اور بھی بہت سی دعائیں مسنون ہیں بخوفِ طوالت ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

مسجد کی طرف رُخ کرتے وقت یہ کلمات کہے:۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَفِیْ دَمِیْ وَفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا (بخاری ومسلم)

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت یہ کلمات کہے:۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

دوسری دعا جو نکلتے وقت پڑھے:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

اسم اعظم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم کہ جس کے ساتھ دعا کی جائے تو قبول ہو۔ قرآنِ کریم کی تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ بقرہ، آل عمران اور طٰہٰ، ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو سورۂ بقرہ کے اندر آیۃ الکرسی میں پایا ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الخ آل عمران میں بھی یہی الفاظ ہیں اور سورہ طٰہٰ میں وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ہے نوٹ:۔ اسم اعظم کے متعلق اور بھی بہت سی روایات ہیں۔

بچوں کو ان کلمات سے دم کرے:۔ اُعِیْذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَیْنٍ لَّامَّةٍ خیال رہے کہ ایک بچہ ہو تو اُعِیْذُكَ کہے اور دو ہوں تو اُعِیْذُكُمَا صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو ان کلمات سے دم کیا کرتے تھے۔

سخت آندھی کے وقت یہ دعا پڑھے :- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ (ترمذی)
ستارہ ٹوٹتا دیکھے تو یہ کلمات کہے :- مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

رعد کی آواز سنے تو یہ کلمات کہے :- اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ترمذی و مستدرک)
بارش سے ضرر کا اندیشہ ہو تو یہ کلمات مسنونہ پڑھے :- اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ (بخاری و مسلم و نزل الابرار ص۳۰)
مصیبت کے وقت ان کلمات کے ساتھ دعا کرے :- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (بخاری و مسلم)
کسی قوم سے خوف ہو تو یہ کلمات کہے :- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔
کسی ظالم کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھے :- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ - نزل الابرار ص۲۰۷)
دشمن کو دیکھ کر یہ کلمات کہے :- يَا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ٥ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (کتاب ابن السنی)
معیشت کی تنگی کے لیے گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات کہے :- بِسْمِ اللّٰهِ

عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ وَبَارِکْ فِیْ
مَا قَدَّرْتَ لِیْ حَتّٰی لَا اُحِبُّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتُ وَلَا تَاخِیْرَ
عَجَّلْتُ۔ (ابن السنی عن ابن عمر)

مقروض ان کلمات سے دعا مانگے :۔ اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ
الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَ
اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ
سِوَاکَ۔ (نزل الابرار ص۲۶۳)

عیدین کا بیان

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پانچ راتوں میں شب بیدا
کرے اس کے لیے جنّت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں
راتیں۔ عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات (الاصبہانی)

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ
کو کچھ نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھتے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
کو ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس
ہوتے۔ (ترمذی ج ۱ ص۷۱)

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مسنون یہ ہے کہ نماز عید
کے لیے پیدل چل کر جائے۔ (ترمذی ص۶۹ جلد اوّل)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عید الفطر کے دن نبی کریم

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ان دو رکعتوں سے نہ پہلے اور نہ بعد میں کوئی نماز ادا کی۔ (بخاری و مسلم)

۶۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عید کے دن ایک کمان دی گئی۔ آپ نے عصا کی طرح اس پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا۔ (ابوداؤد)

۷۔ حضرت عطاءؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تو اپنے نیزے کو ٹیک کر کھڑے ہوتے (رواہ الشافعی مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۳۲۷)

۸۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن حزم کو نجران میں لکھا کہ عید قربان کی نماز جلد پڑھا کر و اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھو اور لوگوں کو نصیحت کرو۔ (مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۳۲۸)

نماز جمعہ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا۔ خطبہ سُنا اور چپ رہا۔ اس کے اُن گناہوں کی جو اُس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور کی مغفرت ہو جائے گی اور خطبہ سننے کی حالت میں جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کام کیا۔ یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہو اُسے ہٹا دے (مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ)

۱۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جو شخص پانچ کام ایک دن میں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنتی لکھے گا۔ (۱) جو مریض کو پوچھنے جائے (۲) اور جنازے میں حاضر ہو (۳) اور روزہ رکھے (۴) اور نماز جمعہ کو جائے (۵) اور غلام

آزاد کرے (صحیح ابن حبان)

۳- ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آئیں گے یا اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں کو مہر کر دے گا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۶۶) پھر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم و نسائی و ابن ماجہ)

۴- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو تین جمعہ سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔ (ابو داؤد ترمذی وغیرہ) اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ منافق لکھ دیا گیا (رواہ الامام الشافعی الطرانی) اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے چھوڑ دیا۔ (مسند ابو یعلیٰ)

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے پھر پہلی ساعت میں جائے۔ تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو نماز جمعہ کے لیے دوسری ساعت میں گیا۔ اُس نے گائے کی قربانی کی۔ مطلب یہ کہ اس کو اتنا ثواب ہوگا جتنا گائے کی قربانی کا اور جو اس کے بعد گیا اس کو اتنا ثواب ملا جتنا مینڈھے کی قربانی کا اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس کو اتنا ثواب ملا گویا اس نے نیک کام میں مرغی خرچ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا۔ اُس نے گویا انڈہ خرچ کیا پھر جب امام خطبہ کو نکلا تو فرشتے ذکر سننے کو حاضر ہو جاتے ہیں (بخاری و مسلم مع فتح الملہم مطبوعہ بجنور ص ۳۸۹ ج ۲ (ترمذی ج ۱ ص ۶۶)

تشریح :- احناف کا مسلک ہے کہ جمعہ کے لیے غسل مسنون ہے سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جمعہ کے دن جس نے وضو کیا سو وہ اچھا ہے اور جس نے غسل
کیا اس نے افضل کام کیا (ترمذی ج ۱ صفحہ ۶۵ و فتح الملہم صفحہ ۳۸۴ ج ۳)
اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ابو حاتم نے صحیح کہا ہے (کما فی المرقات
وحاشیہ الدرایہ و نووی و فتح الملہم صفحہ ۳۸۴ ج ۲)

مسئلہ :- نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا اور مسواک کرنا اچھے اور سفید کپڑے
پہننا تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے (فتاوی عالمگیری)

۶- صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور تیل لگائے اور
گھر میں جو خوشبو ہو ملے، اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے پھر نماز پڑھے اور
امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو چپ رہے اس کے لیے اس ہفتہ کے گناہوں کی مغفرت
ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صفحہ ۳۱۹)

۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسجد میں
آنے والوں کی حاضری لکھتے ہیں۔ جو لوگ پہلے آتے ہیں اُن کو پہلے اور جو لوگ
بعد میں آتے ہیں اُن کو بعد میں (مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۴)

۸- حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو
گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس وقت جب کہ جمعہ کے
کے دن امام خطبہ پڑھتا ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دو زانو ہو کر بیٹھے جیسے کہ آداب مجلس میں سے
ہے۔ (ابوداؤد) مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صفحہ ۲۱۶)

۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جمعہ کے دن حاضر ہو جاؤ اور امام کے قریب بیٹھو۔ اس لیے کہ آدمی ج
قدر نیکیوں سے دور رہتا ہے اُسی قدر جنت میں پیچھے رہتا ہے۔ (ابود
مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ ۳۱۶)

۱۰۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی بیوی کو بھی
نہلا دے۔ یعنی اس سے صحبت کے بعد اور نماز کو سویرے جاوے او
پیدل چلے اور مسجد میں پہلے پہنچے اور امام کے قریب بیٹھے اور خطبہ سُنے
اور کوئی بے ہودہ بات نہ کہے تو اس ہر قدم کے بدلے اس کو جو مسجد کی
جانب چلے ایک سال کے روزوں کا اور رات کو عبادت کرنے کا ثواب
ملے گا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ ۳۱۵ و ۳۱۶)

۱۱۔ حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے دادا
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
جمعہ کے دن آدمیوں کی گردنوں کو پھاندے گا تو اس شخص کو جہنم کی طرف
پل بنایا جائے گا۔ (ترمذی) مشکوٰۃ صـ ۳۱۶ ج ۱)

تشریح:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے جس کو پہلی صفوں
میں بیٹھنا مطلوب ہو تو اس کو پہلے آنا چاہیئے اور جو بعد میں آئے جہاں
جگہ پائے وہیں بیٹھ جائے۔ نمازیوں کے اوپر سے گزر کر آگے بڑھنا حدیث
مذکورہ میں اس کی وعید فرمائی گئی ہے۔ اس سے آج کل کے نمازیوں کو
خصوصاً سبق لینا چاہیے۔ جو دوسرے نمازیوں کے لیے اس قسم کی حرکات
کا ارتکاب کر کے تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں اور گردنوں کو پھلانگنا تو ایک
طرف بعض لوگ نماز جمعہ کے بعد جلدی سے سنتیں ادا کر کے دوسرے نماز

پڑھنے والے اپنے بھائیوں کے آگے سے گزرنے کی حرکت بھی کر بیٹھتے ہیں ان کو اس سے باز آنا چاہیئے۔

۱۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خطبہ کے وقت بات کرے وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدھی ہوتی ہیں اور جو شخص خطبہ کے دوران کسی باتیں کرنے والے سے کہے کہ خاموش رہ۔ اس کا جمعہ بھی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اشارے سے منع کردے یا اپنا کام کئے جائے خطبہ کے سوا دوسری طرف توجہ ہی نہ دے۔

۱۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت سردی کے ایام میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور سخت گرمی کے ایام میں دیر سے پڑھتے۔ (بخاری، مشکوٰۃ ج ا ص۲۱۸)

۱۴- حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے نہ تو ہم قیلولہ کرتے اور نہ کھانا کھاتے (بخاری و مسلم)

تشریح :- قیلولہ دوپہر کے وقت سونے کو کہتے ہیں۔

۱۵- حضرت عمرو ابن حُریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے اور آپ اپنے سر مُبارک پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہوتے تھے اور عمامہ کے دونوں کنارے آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان پڑے ہوتے تھے۔ (مسلم، مشکوٰۃ مترجم ج ا ص۳۱۹)

۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اُسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے کسی نیک کام کے لیے دعا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال ضرور قبول فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ رہا یہ کہ وہ کونسا وقت ہے۔ اس بارے میں پینتالیس اقوال ہیں جن کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا میں شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ طبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں اصح روایت ابوموسیٰ کی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے اور دوسری یہ کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے ترمذی وحاشیہ ترمذی ص ۶۵ مطبوعہ مطبع علیمی ج ۱)

سنتوں کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ اللہ کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں (سنت) پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مقام بنائے گا (مسلم مع فتح الملہم ج ۲ ص ۲۸۲ و ۲۸۳) اور ان کی تشریح وتفصیل جامع ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں نقل کی گئی ہے کہ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کی فرض نماز کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے (ترمذی مطبوعہ مطبع علیمی ج ۱ ص ۵۵ و فتح الملہم ص ۲۸۲ ج ۲)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتوں کی پہلی رکعت میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا سورہ بقرہ کی آیت اور دوسری میں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اور يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الآیۃ سورہ آل عمران پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۸۲ مع فتح الملہم) اور صبح کی سنتوں میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کے مسنون ہونے کی روایت پہلے گزر چکی ہے۔

۳۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صبح کے فرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پڑھے۔ اور چونکہ میں صبح کی سنّتیں جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھ سکا تھا۔ فرضوں کے بعد میں ان کو پڑھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ لیا تو حضور نے مجھ سے اس کے متعلق استفسار فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا کہ صبح کی سُنّتیں چھوٹ گئیں تھیں اب انہیں پڑھ رہا ہوں تو حضور نے فرمایا کہ یہ ان کے ادا کرنے کا وقت نہیں ہے۔

(جامع ترمذی ص۵)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کی سنتیں نہ پڑھ سکا ہو تو پھر ان کو طلوع آفتاب کے بعد ادا کرے یہ دونوں حدیثیں جامع ترمذی مطبوعہ مطبع دہلی ج ا ص۵ میں منقول ہیں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، یہ دونوں روائتیں مسلم مع فتح الملہم جلد ثانی ص۴۲۱ و ص۴۲۲ سے نقل کی گئی ہیں۔ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جمعہ کے بعد چار سُنّتیں مسجد میں پڑھنی مسنون ہیں اور دو رکعتیں گھر میں پڑھی جائیں اور اس کی وجہ یہ ہے تاکہ نماز جمعہ کے بعد اس جیسی نماز یعنی تعداد میں اس جیسی ادا کرکے حدیث کی مخالفت لازم نہ آئے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ کسی نماز کے بعد اس جیسی نماز نہ پڑھی جائے (فتح الملہم ج ۲ ص۴۲۱) اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ نماز جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں تاکہ چار والی اور دو والی دونوں حدیثوں کے درمیان جمع ہو سکے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ

بھی کہا کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد متصل چار سنتیں پڑھی جائیں۔ اور پھر اس کے بعد دو۔ تاکہ حدیث کی مخالفت لازم نہ آئے کہ حدیث میں ہے کسی نماز کے بعد اس جیسی نماز نہ پڑھی جائے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جائیں۔ امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نماز جمعہ کے بعد ہمیں چار رکعتیں پڑھنے کا حکم دیتے تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں چھ رکعتیں پڑھنے کو کہا۔ تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو لے لیا اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ دیا۔ سنن ابو داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں نماز جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اُن سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یونہی پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد اور علامہ منذری نے اس روایت پر جرح قدح نہیں کی۔ العراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۲۱)

جماعت و امامت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے پر کچھ اوپر بیس درجہ فضیلت رکھتی ہے (فتح الملہم ج ۲ ص ۲۲۷)

۲۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے پر پچیس درجہ فضیلت رکھتی ہے۔ (مسلم معہ فتح الملہم ج ۲ ص ۲۱۷)

۳۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا شخص کی نماز پر ستائیس درجہ

فضیلت رکھتی ہے (صحیح بخاری ص۸۹ ج ۱)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے اس شخص کی بابت دریافت کیا گیا جو دن کو روزے رکھتا اور رات کو تہجد پڑھتا ہے۔ مگر جماعت اور جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا۔ فرمایا وہ دوزخی ہے (الترغیب الملاء المنذری ص۱۷ ج ۱)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کو جائے اور لوگوں کو نماز سے فارغ ہونے والا پائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جماعت سے نماز پڑھنے والے کے برابر ثواب دیں گے اور اس کی وجہ سے دوسرے نمازیوں کا ثواب کم نہ کیا جائے گا۔ (الترغیب ص۶۸ ج ۱)

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاڑے اور ہوا اور بارش کی شب میں کہا اپنی اپنی جگہوں میں نماز پڑھ لو۔ دو مرتبہ فرمایا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم دیتے تھے جبکہ سرد رات یا بارش کی رات سفر میں ہوتی کہ وہ یہ اعلان کر دے کہ اپنے اپنے مقاموں میں نماز پڑھ لی جائے۔ (مسلم والتلخیص الحبیر ج ۱ ص۱۲۳)

۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے سوا کسی جگہ قبول نہیں یعنی کامل ادا نہیں ہوتی۔ (اللآلی المصنوعہ ج ۲ ص۹)

۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے آذان سنی اور اس کو اس کے اتباع سے کوئی عذر مانع نہ ہو تو اس شخص سے اس کی وہ نماز جو اس نے تنہا پڑھی مقبول نہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ عذر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی قسم کا خوف یا بیماری

(الترغیب ج ۱ صـــ، الجواہر النقی ج ۱ صـــ۱۵)

۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے اور تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو اُسے چاہیئے کہ شام کے کھانے سے ابتدا کرے، مغرب کی نماز سے پہلے اور اپنے شام کے کھانے سے جلدی نہ اُٹھے (مجمع الزوائد ج ۱ صـ

۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا رکھا جاتا تھا۔ اور اگر اُسی وقت کہیں اتفاق سے نماز کی تکبیر کہی جاتی تھی تو وہ جماعت میں حاضر نہ ہوتے تھے، یہاں تک کہ فارغ ہو جاتے (رواہ البخاری، فتح الباری ج ۲ صـــ۱۳۵)

۱۱- ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لیے عقل و فہم کی بات یہ ہے کہ پہلے ضروریات سے فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے تاکہ نماز پر فارغ القلب ہو کر متوجہ ہو سکے۔ (بخاری و فتح الباری ج ۲ صـــ۱۳۴)

۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ کھانا سامنے ہوتے ہوئے نماز زیبا نہیں اور نہ ہی اس حال میں کہ اس کو پیشاب و پاخانہ دباتا ہو (مسلم ج ۱ صـــ۲۰۸)

۱۳- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسجد کو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے عوض ایک نیکی لکھیں گے اور اس کا ایک درجہ بلند کریں گے اور اس کا ایک گناہ بخش دیں گے اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے تو تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو چھوڑ بیٹھے تو گمراہ ہو گئے۔ (مسلم ج ۱ صـــ۱۶۷)

۱۴- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم کو

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا کہ فلاں حاضر ہے۔ لوگوں نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا اور فلاں آدمی حاضر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نمازیں یعنی فجر اور عشاء منافقوں پر سب نمازوں سے زیادہ بھاری ہیں۔ اور اگر تم جانتے اس ثواب کو جو ان دونوں میں ہے تو ان میں ضرور حاضر ہوتے اگرچہ کسی وقت گھٹنوں کے بل گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔ (الترغیب ج ۱ ص ۶۹)

۱۵۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کی امامت وہ شخص کرے جو قرآن مجید کو اُن میں سب سے اچھا پڑھتا ہو۔ پھر وہ جو احکام دین کو زیادہ جاننے والا ہو۔ اور بعض روایتوں میں اس کو پہلا درجہ دیا گیا ہے۔ پھر وہ جس نے ہجرت پہلے کی۔ پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو۔ اور کوئی شخص امام کے بغیر اجازت اس کے مصلّے پر نہ بیٹھے اور بلا اجازت امام کے اس کی جگہ پر نماز نہ پڑھائے یعنی جبکہ وہ موجود ہو۔ مسلم مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۴۷ جامع ترمذی میں ہے کہ اہلِ علم کا کہنا ہے صاحبِ منزل امامت کے زیادہ قابل ہے۔ خیال رہے کہ مسجد کا مقررہ امام اسی میں داخل ہے۔ (جامع ترمذی ص ۳۲ ج ۱)

۱۶۔ عابس غفاری رضی اللہ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ کہ میں اپنی اُمت پر چھ باتوں سے ڈرتا ہوں۔ ایک بات یہ ہے کہ مجھے اُن لوگوں سے اندیشہ ہے جو قرآن کو گانے کے طور پہ پڑھیں گے اور ایسے شخص کو آگے بڑھائیں گے جو علم اور فقہ اور فضیلت میں زیادہ نہیں ہوگا۔ صرف آواز بنا کر گانے کی طرح ان کو قرآن سُنا دے گا۔

(جمع الفوائد ج ص ۳۲۶ مسند امام احمد ج ۳ ص ۴۹۴)

۱۷- مرثد غنوی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
نے فرمایا اگر تم کو اس سے خوشی ہے کہ تمہاری نماز قبول کی جائے تو چاہیئے کہ
تمہارے امام بنا کریں۔ کیونکہ وہ تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں
(رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال شیخ حدیث "حسن" لغیرہ والعزیزی ج ۱ ص ۵۳
۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے ایسی نم
نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہلکی اور کامل ہو۔ رسول اللہ صلی ا
علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو
اس اندیشہ سے کہ کہیں اس کی ماں پریشان نہ ہو۔ نماز کو ہلکا کر دیتے۔
(بخاری۔ مشکوٰۃ، مترجم ص ۲۵۱ ج ۱)
۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ برابر کرو صفوں کو۔ اور صفوں میں کھڑا ہوتے وقت ایک دوسرے سے مونڈھوں
کو ملاؤ اور بیچ کے شگافوں کو بھرو۔ صفوں میں شیطان کے لیے شگاف نہ چھوڑو
جس شخص نے صف کو ملایا اللہ اس کو اپنی رحمت اور فضل سے ملائے گا۔
۲۰- نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری
صفوں کو برابر کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور
قریب تھا کہ تکبیر کہی جائے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس کا سینہ صف
سے باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا خدا کے بندو صفوں کو برابر کرو ورنہ خدا
تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔
۲۱- عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ
عنہ تکبیر میں جب قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر
کہہ دیتے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۲)

۲۲۔ امام ابو حنیفہؒ طلحہ ابنِ مصرف رضی اللہ عنہ سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو نمازیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام تکبیر کہہ دے۔ اور اگر امام تکبیر کی فراغت تک رُکا رہے کہ جب وہ اقامت سے فارغ ہو جائے اس وقت تکبیر کہے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ سب طریقے اچھے ہیں۔

(جامع المسانید ج ۱ صـ ۴۳۴)

واضح رہے کہ بعض روایات میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا بھی آیا ہے اور اعلاء السنن حصہ چہارم صـ ۲۲۱ میں ہے کہ ابراہیم نخعی کا قول ہمارے یہاں حُجّت ہے کیونکہ وہ عبداللہ ابنِ مسعود اور ان کے اصحاب کی زبان ہیں اور اس روایت کی سند صحیح ہے۔

صلوٰۃ تراویح

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو رمضان میں قیام کرے ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لیے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اندیشہ سے کہ اُمت پر فرض نہ ہو جائے پھر ترک فرمائی۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو متفرق طور پر تنہا نماز پڑھتے دیکھ کر سب کو ایک امام کے پیچھے اکٹھا ہو کر پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ سو اُن کو ایک امام ابی ابنِ کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا (رواہ اصحاب السنن)
تراویح بالاجماع مرد و عورت سب کے لیے سُنّت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس ۲۰ رکعتیں ہیں۔ بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے

زمانے میں اور پھر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس۲۰
رکعتیں پڑھا کرتے تھے بیہقی نے کہا کہ پھر اس پر بات ٹھہر گئی اور یہی متوارث
ہے (فتح الملہم ج ۲ ص۳۲۰) علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نقایہ میں
کہا ہے کہ بیس۲۰ رکعتوں پر اجماع ہو گیا خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں بیس۲۰ رکعت
کی روایت کو علامہ عینی نے بھی نقل کیا ہے (عمدۃ القاری ج ۵ ص۲۰۵)

۲ - یزید ابن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ کے زمانے میں
بیس۲۰ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھے جاتے تھے (مؤطا امام مالک ص۴۰)

فائدہ :- اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ہیں۔ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو۔
ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ اور فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفائے
راشدین کی سنت لازم ہے۔ ابوداؤد نے اس کو روایت کیا اور امام ابوداؤد
نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ ترمذی جلد ثانی باب الاخذ بالسنۃ ص۹۲ جامع
ترمذی میں ہے۔ کہ اکثر اہل علم کا مسلک یہی ہے کہ تراویح بیس۲۰ رکعت ہیں۔
حضرت سفیان ثوری و عبد اللہ بن مبارک و امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔
ترمذی شریف مطبع مجتبائی ص۹۹ ابواب الصوم باب ما جاء فی قیام شہر رمضان
عینی شرح بخاری میں ہے کہ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں بیس۲۰ رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ عمدۃ القاری
جلد ۵ ص۳۵۷ ابن قدامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بیس۲۰ رکعت تراویح پر تو گویا
اجماع ہے۔ (فتح الملہم شرح مسلم ج ۲ ص۱۹۶) مولانا عبد الحی صاحب نے
اپنے فتاویٰ جلد اول کے ص۱۸۲ پر علامہ ابن حجر ہیتمی مکی کا قول نقل کیا ہے کہ بیس۲۰
رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا اجماع ہے۔ علامہ صدیق حسن :

خان بھوپالی نے نزل الابرار شرح کتاب الاذکار للنووی مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۵۱ھ
اور صـ۲۵۲ پر لکھا ہے کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ قیام رمضان
کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عدد معین مروی نہیں ہے بلکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان دونوں میں تیرہ رکعت سے زیادہ
نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع
کر کے بیس رکعت تراویح پڑھوائی ہے۔ اس وقت ابی ابن کعب بیس ۲۰
رکعت تراویح پڑھاتے تھے اور رکعتوں کی زیادتی کی وجہ سے قرأت تھوڑی
کرتے تھے۔ کیونکہ رکعت کے لمبا کرنے سے قرآن مجید تھوڑا پڑھنا اور رکعتیں
بڑھا دینا مقتدیوں کے لیے اس میں آسانی تھی پھر سلف کی ایک جماعت
چالیس ۴۰ رکعتیں پڑھنے لگی۔ کچھ اور حضرات چھتیس ۳۶ رکعت تراویح اور تین وتر
پڑھتے تھے اور یہ سارے طریقے اچھے ہیں کہ اس میں نمازیوں کے حالات کا
لحاظ ہے۔ سو اگر نمازی زیادہ دیر کھڑا رہنے کی کلفت کو برداشت کر سکتے ہوں
تو پھر دس رکعت پڑھائی جائیں ورنہ بیس ۲۰ رکعت پڑھائی جائیں۔ بیس پر ہی
اکثر مسلمانوں کا عمل ہے اور یہی افضل ہے کیونکہ یہ دس اور چالیس کے درمیان
ہے لہذا یہ متوسط ہے اور ان مذکورہ اعداد میں سے کوئی عدد بھی مکروہ نہیں
ہے۔ اس کی امام احمد وغیرہ بہت سے آئمہ نے تصریح فرمائی ہے۔ سو جس
شخص کا یہ خیال ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی خاص تعداد کو مقرر فرما
دیا ہے جس سے کم یا زیادہ کرنا جائز ہی نہیں ہے سو وہ غلطی پہ ہے۔ فتاویٰ
امام ابن تیمیہ منقول از نزل الابرار صـ۳۰۳ مطبوعہ قسطنطنیہ۔ واضح رہے کہ علامہ
بھوپالی نے مسک الختام شرح بلوغ المرام میں بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔
مسئلہ: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو

فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے (در

نماز تہجّد

مسلم شریف میں مرفوعاً ہے کہ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوھ لیتے ہیں طبرانی اور فرض عشاء کے بعد جو نماز پڑھی وہ عہ صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجّد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں۔ سونے سے پہلے جو کچھ پڑھیں وہ تہجّد نہیں۔ (ردالمختار)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور اُن سے راضی رہتا ہے۔ ایک تو وہ جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھے (تہجّد کی نماز) دوسرے وہ لوگ جو نماز کے لیے صفوں کو برابر درست کریں اور تیسرے وہ لوگ جو دشمن کے مقابلے پر لڑنے کے لیے صفوں کو ترتیب دیں (شرح السنہ) مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ ۲۷۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اس شخص پر رحمت کرے جو رات کو اُٹھا۔ اور نماز پڑھی۔ پھر اپنی بیوی کو جگایا اور اُس نے بھی نماز پڑھی۔ پھر اگر عورت نہ اُٹھی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دئے اور خدا رحمت کرے اس عورت پر جو رات کو اُٹھے اور نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو جگائے۔ اور وہ بھی نماز پڑھے اور اگر وہ انکار کرے اور نہ جاگے تو اس کے چہرے پر پانی کا چھینٹا مارے (ابوداؤد و نسائی ومشکوٰۃ مترجم ج ۱ صـ ۲۷۹)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عہ وہ صلوٰۃ اللیل میں داخل ہے اور

نے فرمایا کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کے اندر سے باہر کی چیزیں اور باہر سے اندر کی چیزیں نظر آتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے لوگوں کے لیے بنایا ہے جو نرمی سے بات کرتے ہیں۔ غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور پے درپے روزے رکھتے ہیں اور رات کو اس وقت نماز پڑھتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ تو فلاں شخص کی مانند نہ ہو جو رات کو نماز پڑھتا تھا اور پھر اس نے اس کو چھوڑ دیا (بخاری مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۷۹)

تشریح:۔ جو شخص تہجد کا عادی ہو۔ تو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے ترمذی مسلم وغیرہ میں فرمایا کہ اعمال میں زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

حضرت ربیعہ ابن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے قریب ہی رات بسر کرتا تھا۔ جب آپ رات کو اٹھتے تو میں آپ کی آواز کو سنتا تھا۔ آپ دیر تک سبحان رب العالمین کہتے رہتے تھے پھر دیر تک سبحان اللہ وبحمدہٖ پڑھتے (ترمذی، نسائی مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۷۶) واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو بیدار ہو کر پڑھنے کے بارے میں مختلف قسم کی روایات ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی کوئی وظیفہ اور کبھی کوئی تسبیح اختیار فرماتے تھے۔ لہٰذا جو بھی احادیث میں وارد ہے وہ سب الفاظ مسنون ہیں۔ مشکوٰۃ باب مایقول اذا قام من اللیل میں ان احادیث کو جن میں رات کے وظائف مذکور ہیں نقل کیا گیا ہے زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھتا رہوں گا۔ چنانچہ

پہلے تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر دو لمبی رکعتیں پڑھیں جو لمبی سے لمبی

پھر دو رکعتیں درمیانی پہلی دو رکعتوں سے کم پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں ان رکعتوں سے

کم پڑھیں پھر وتر پڑھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۶۹)

تشریح :۔ کم سے کم تہجّد کی دو رکعتیں ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۵ تک ثابت ہیں اور حدیث مذکورہ بالا میں جن دو ہلکی رکعتوں کا ذکر ہے وہ

تحیۃ الوضو ہوں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تہجّد کی رکعات میں روایات

مختلف ہیں۔ ۵ سے لے کر ۱۵ تک روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اکثر حضرات

کہتے ہیں کہ اختلاف کی وجہ رات کی کمی اور زیادتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ

قرأت جب طویل فرمائی اور وقت ختم ہوگیا تو رکعات کم پڑھی گئیں اور جب قرأت

خفیف فرمائی۔ اُس وقت زیادہ رکعتیں پڑھیں۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ضعف کے

زمانے میں کم پڑھیں اور قوت کے زمانے میں زیادہ۔ بعض نے کہا ہے کہ دو رکعت

تحیۃ الوضو والی اور دو وتر سے بعد والی اور تین وتر تھے اور آٹھ رکعت تہجّد کل

۱۵ ہوئیں فتح الملہم میں ہے کہ پہلی ہلکی دو رکعتیں تہجّد کے مبادی میں سے تھیں

اور تہجّد آٹھ ہی رکعت پڑھتے تھے۔ فتح الملہم و مشکوٰۃ باب مایقول اذا قام من

اللیل میں ان احادیث کو نقل کیا ہے۔

نماز گہن سورج و چاند

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے مبارک میں ایک

مرتبہ آفتاب میں گہن لگا اور آپ مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام

اور رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھی۔ کہ میں نے آپ کو کبھی ایسا کرتے نہیں

دیکھا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ سَمُرَہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضور نے گہن کی نماز پڑھائی ہم سب حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سُنتے تھے یعنی قرات آہستہ کی (سنن اربعہ)

تشریح: سورج گہن کی نماز کو صلوٰۃ کسوف کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز کس طرح پڑھی تھی۔ اس بارہ میں مختلف قسم کی روایات ملتی ہیں یہی وجہ ہے کہ پھر اس میں ائمہ کا بھی اختلاف نظر آتا ہے۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ سورج گہن کی نماز سُنّت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب ہے۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا بھی ہو سکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے خطبہ کے سوا جمعہ کے تمام شرائط اسکے لیے شرط ہیں۔ وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے۔ وہ نہ ہو تو تنہا پڑھیے۔ گھر میں یا مسجد میں (درمختار ردالمختار) گہن کی نماز اسی وقت پڑھے جب آفتاب گہن ہو۔ گہن چھوٹنے کے بعد نہیں۔ اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے اس وقت بھی شروع کر سکتے ہیں۔ اور گہن کی حالت میں اس پر بادل چھا جائے جب بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (جوہرہ نیرّہ)

صلوٰۃ کسوف کا طریقہ

یہ دو رکعت نماز ہے جس کو بغیر اذان اور اقامت کے پڑھا جائے۔ اور اس میں قرأت آہستہ کی جائے نماز میں طویل سورتیں پڑھی جائیں اور نماز کے بعد دعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آفتاب نکل جائے۔ صلوٰۃ کسوف کی مزید تحقیق اور اس سلسلہ میں اختلاف روایات اور اس پر نقد و تبصرہ فتح الملہم شرح مسلم جلد ثانی ص ۴۵۰، ۴۴۹ مطبوعہ بجنور میں دیکھیے۔

مسئلہ:۔ تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے بارش برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا

زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا کوئی دہشت ناک امر پایا جائے۔ ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے جس کا طریقہ عام نفلوں جیسا ہوگا (عالمگیری وغیرہ)

مزید سُنّتوں اور نفلوں کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اس شخص پر رحمت کرے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے (ابوداؤد)

۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۶۳)

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو اس کو بارہ برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے (ترمذی مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۶۳) نماز مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔ خواہ سب ایک سلام سے پڑھے یا دو تین سے لیکن دو، دو رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار ردالمحتار)

۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد بیس ۲۰ رکعت نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (ابوداؤد و مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۶۳)

۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عشاء کی نماز پڑھ کر میرے ہاں آتے اور چار یا چھ رکعت نماز پڑھتے (ابوداؤد و مشکوٰۃ مترجم ص ۲۶۳ ج ۱)

۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑھ لیتے تو میری طرف متوجہ ہوتے۔ اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے

باتیں کرتے۔ اور اگر میں سوئی ہوتی تو آپ بھی لیٹ جاتے (مسلم شریف، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ صفحہ ۲۶۷)

۷۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اسی جگہ میں چار زانو بیٹھے رہتے۔ یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا (رواہ مسلم الترغیب ج ۱ صفحہ ۷۶)

۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قدر نماز اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے گھروں میں برکت کریں گے۔ (مسلم شریف مع فتح الملہم ج ۲ صفحہ ۳۴۸)

تشریح :۔ یہ نوافل کے متعلق ہے کیونکہ اس صورت میں ریا کم ہو گی اور برکت کا ذریعہ بھی ہو گا (کذا قال النووی)

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ بخاری و مسلم مع فتح الملہم ج ۲ صفحہ ۳۴۲)

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین ایک آسان چیز ہے اور دین میں جو سختی کرتا ہے دین اس پر غالب آجاتا ہے۔ سو میانہ روی اختیار کرو۔ طاقت کے مطابق عمل کرو۔ خوش رہو۔ صبح شام اور رات کے حصہ میں خدا سے مدد مانگو۔ (بخاری)

تشریح :۔ یہ اشارہ نماز تہجد کی طرف ہے۔

۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا وظیفہ پورا کئے بغیر سو رہا یا کچھ وظیفہ پڑھنے سے رہ گیا۔ اور اس کو نیند آگئی اور اس کو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو وہ اسی حساب

میں تمار کیا جاتا ہے، گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے۔ (مسلم شریف مشکوٰۃ
مترجم ج ۱ ص ۲۸۱، ۱۸۲)

تحیۃ المسجد جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سُنّت ہے
بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں داخل ہو تو
بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے (بخاری و مسلم)

تحیۃ الوضو وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز
پڑھنا مستحب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت
پڑھے۔ تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (صحیح مسلم شریف)
مسئلہ:۔ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب اور اگر وضو کے بعد فرض
وغیرہ پڑھے تو تحیۃ الوضو کے قائم مقام ہو جائیں گے (ردالمختار)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح
کی نماز کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے (بلال رضی اللہ عنہ) تو
اپنے اس عمل کو بیان کر جو سب سے زیادہ امید افزا ہو، اور تو نے اسلام کی
حالت میں اس پر عمل کیا ہو کیونکہ میں نے اپنے آگے آگے تیری جوتیوں کی
آواز سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور عالی صلی اللہ علیہ
وسلم میں نے جب کبھی بھی وضو کیا تو میں نے اُس طہارت سے نماز پڑھی جس قدر
کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ بخاری و مسلم، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۲۹۹) اور ایک روایت
میں ہے کہ حضرت بلال نے عرض کی کہ میں نے ہر وضو کے بعد رکعتیں ضرور پڑھی ہیں۔
(مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۳۰۱ بحوالہ ترمذی۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ عن انس)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ پر ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸۷)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیں وہ شخص غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے وہ عابدین میں لکھا جائیگا اور جو چھ پڑھے تو اس دن اللہ اسکے لیے کافی ہوگا اور جو آٹھ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اُسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ (طبرانی)

نماز سفر سفر میں جاتے وقت دو رکعت اپنے گھر میں پڑھ کر جائے طبرانی کی حدیث میں ہے کہ کسی نے اپنے اہل کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا جو بوقت ارادہ سفر پڑھیں۔ (بہار شریعت حصہ ۴ ص ۲۲)

واپسی سفر سفر سے واپس ہو کر دو رکعت مسجد میں ادا کرے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے (صحیح مسلم)

مسئلہ: مسافر کو چاہئیے کہ منزل میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

صلوٰۃ التسبیح اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس نماز کی بندگی اور اس کے ثواب کو سُن کر پھر وہی

اس کو چھوڑے گا جو دین میں سستی کرنے والا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کر
ہر جمعہ میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو
میں ایک بار ورنہ تمام عمر میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ
کہ کر ثناء پڑھے پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ
اَکْبَرُ ۱۵ بار پھر اعوذ اور بسم اللہ اور الحمد اور سورۃ پڑھ کر یہی تسبیح ۱۰ مرتبہ پڑھے
پھر رکوع میں دس بار یہی تسبیح۔ سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد پڑھے پھر قومہ میں
سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر سجدہ میں
دس بار پھر جلسہ میں دس بار پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ پڑھے اور سجدہ میں سبحان
ربی الاعلیٰ پڑھ لینے کے بعد تسبیح مذکور پڑھے یونہی چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت
میں ۷۵ بار تسبیح مذکور بطریق مذکورہ پڑھنی ہے پوری چار رکعتوں میں کل تین سو بار
ہو جائے گی۔ جامع ترمذی ج ۱ ص ۶۳ جس کو جامع ترمذی میں امام ترمذی نے
ابو رافع کے طریق سے نقل کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس نماز میں کونسی سورت پڑھی
جائے تو انہوں نے فرمایا سورۃ تکاثر، والعصر اور قل یا ایہا الکفرون اور سورۂ اخلاص
اور بعض نے لکھا ہے سورہ حدید اور سورہ حشر اور صف اور سورۂ تغابن پڑھی
جائیں (ردالمختار)

مسئلہ:۔ تسبیح کا شمار انگلیوں پر نہ کرے بلکہ دل میں کرے یا انگلیاں دبا کر۔

نمازِ حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم بات پیش آتی تو نماز پڑھتے۔
اس کے لیے دو رکعت یا چار رکعت پڑھے۔ حدیث میں ہے، پہلی رکعت میں

سورہ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ چار رکعتیں ایسی ہیں جیسی شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں (ابو داؤد وغیرہ) مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری حاجتیں پوری ہو گئیں۔

دوسرا طریقہ عبد اللہ ابن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف یا کسی بندے کی طرف کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے جس میں ثنا کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعا پڑھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ - سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اس مقام پر دنیاوی یا دینی اپنی کسی حاجت کا سوال کرے اللہ کے حکم و فضل سے اس کی وہ حاجت پوری ہو گی۔ اس نماز کا باقی حصہ عام نمازوں و نفلوں کی طرح ادا کرے۔ (کتاب الاذکار للنووی)

تیسرا طریقہ مسنون طریقہ سے وضو کر لینے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَتَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ (اس موقع پر اپنی حاجت کا نام لے) لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ اللہ کے فضل و کرم سے

اس کی حاجت پوری ہوگی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ دعا سکھائی تھی۔ حدیث کے راوی حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اور باتیں کر رہے تھے کہ وہ نابینا صاحب اس حالت میں ہمارے پاس آئے کہ کبھی اندھے ہی نہ ہوئے تھے یعنی اس نماز اور دعا کی برکت سے ان کی کھوئی ہوئی نظر واپس لوٹ آئی (ابن ماجہ، طبرانی، جامع ترمذی)

نمازِ استسقاء

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں وہ قحط اور شدتِ موت میں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو ایسے لوگوں پر بارش نہ ہوتی (ابن ماجہ)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں اس قدر ہاتھ نہ اُٹھاتے جتنا استسقاء میں اٹھاتے۔ یہاں تک بلند فرماتے کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ مترجم ج ا صفحہ ۳۲۱)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارش کے لیے دعا کی اور پشتِ دست سے آسمان کی طرف اشارہ کیا (مسلم شریف)

یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے پہن کر استسقاء کے لیے تواضع وخشوع اور تضرع وعاجزی کے ساتھ تشریف لے گئے۔

۵۔ امام مالک اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

استسقا کی دعا میں یہ کہتے اَللّٰهُمَّ اَسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بارش کے لیے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ حضور نے یہ دعا پڑھی ہی تھی کہ آسمان بادلوں سے گھر آیا۔ (سنن ابوداؤد، مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۳۴۳)

خیال رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت جس کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک اور دعا منقول ہے۔

نماز استسقا کا طریقہ

استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلل و خشوع و خضوع تواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں اور برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پہلے خیرات کریں تین دن پیشتر روزے رکھیں اور توبہ استغفار کریں۔ پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق جس کے ذمہ ہوں وہ سب ادا کرے یا معاف کرائے۔ کمزوروں، بوڑھوں، بوڑھیوں بچوں کے توسل سے دعا کریں اور سب آمین کہیں کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے اور ایک روایت میں ہے۔ اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی اور اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں اور دعا کریں۔ امام دو رکعت نماز صلوٰۃ استسقا لوگوں کو پڑھائے جس

میں قرأت بلند آواز سے کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبح اسم
اور دوسری میں ھل اتٰلک پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھے
اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے
اور خطبہ میں دعا و تسبیح و استغفار کرے اور خطبہ کے اثنا میں چادر لوٹ دے
یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو۔ خطبہ سے
فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو منہ کر کے دعا کریں بہتر وہ دعائیں ہیں جو
احادیث میں وارد ہیں اور دعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست
آسمان کی جانب رکھے۔ کتبِ احادیث و عالمگیری و غنیہ و در مختار و جوہرہ وغیرہا
حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
میں تشریف لے گئے اور بارش کی دعا مانگی اور پھر چادر کو قبلہ رخ ہو کر گھمایا
یعنی چادر کا داہنا گوشہ بائیں مونڈھے پر لے گئے اور بایاں گوشہ داہنے مونڈھے
پر اور پھر خدا سے دعا کی۔ (ابو داؤد، مشکوٰۃ مترجم ص ۳۴۲)

۲۔ انہی حضرت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش
کی دعا مانگی۔ اس وقت آپ سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے
ارادہ کیا کہ چادر کے کونے کو نیچے سے اُلٹ کر اوپر کر لیں۔ لیکن اس میں آپ
کو دقت پیش آئی تو آپ نے مونڈھوں ہی پر چادر کو اُلٹ دیا۔ مشکوٰۃ مترجم
ج ۱ ص ۳۴۲ بحوالہ مسند امام احمد و ابو داؤد)

نماز استخارہ کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو
تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے تھے۔ جیسے کہ قرآن کی تعلیم فرماتے تھے
کہ جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد کہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ (یا کہ فرمایا) عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ (یا کہ فرمایا) عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ اس دعا میں جہاں هٰذَا الْاَمْرَ آیا ہے اس کی بجائے حاجت کا نام لے۔ یا اس کے بعد اور عَاجِلِ اَمْرِیْ میں راوی کا شک ہے فقہا فرماتے ہیں (رد المختار) کہ دونوں لفظ پڑھ دے یعنی یوں کہے وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت مذکورہ کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل فرمایا ہے (جامع ترمذی ج ۱ ص ۶۳ مطبوعہ مطبع علیمی)

مسئلہ :۔ مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول و آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ سے یُعْلِنُوْنَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔ (رد المختار)

مسئلہ : بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے اے انس رضی اللہ عنہ جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اپنے رب سے اس

میں سات بار استخارہ کرکے پھر دیکھ کہ تیرے دل میں کس طرف میلان ہے کہ خیر
میں ہے اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مذکورہ پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو
سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سرخی دیکھے
تو بُرا ہے اس سے بچے۔ (ردالمختار)

احکام مسجد

حضرت انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس
اثنا میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے
کہ ایک اعرابی آیا اور کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا اس پر جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے کہا رُک جا، رُک جا اس پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا پیشاب بند نہ کرو۔ مبادا کوئی بیماری پیدا ہو جائے
اسے پیشاب کر لینے دو تو پھر صحابہ نے اس سے کوئی تعارض نہ کیا اور اس
نے پیشاب کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بُلایا اور
فرمایا کہ یہ مسجد ہے۔ پیشاب یا کسی دوسری پلیدی کے لیے موزوں نہیں ہے
یہ تو خدا کی یاد نماز اور قرائت قرآن کے لیے موزوں ہے یا اسی مضمون کے
کچھ الفاظ ارشاد فرمائے، پھر آپ نے حاضرین سے ایک شخص کو حکم دیا کہ
اس پر پانی کا ایک ڈول بہادے چنانچہ اس نے ڈول پانی سے بھرا اور
اس پر ڈال دیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳۸)

تشریح :۔ اس سے مسجد میں کسی قسم کی نجاست ڈالنے کی ممانعت ظاہر ہے

۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی۔ اور
اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور اس کے ستون کھجوروں کے تنوں کے تھے۔
سو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو اس میں کوئی چیز زیادہ نہیں کی۔ ہاں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وسعت میں زیادتی کی (لیکن طرزِ تعمیر میں کوئی زیادتی نہیں کی) اور اسے اسی ساخت پر جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنایا۔ اور کھجوروں کے تنوں کے ستون لگائے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بدلا اور اسکی وسعت میں زیادتی کی اور منقش پتھروں اور چونے سے اس کی دیواریں بنائیں اور منقش پتھروں کے اس میں ستون لگائے اور سال کی لکڑی کی چھت ڈالی۔ (بخاری ص ۶۴)

تشریح :۔ معلوم ہوا کہ مساجد میں استحکام اور نقش و نگار جبکہ خلوص نیت سے ہوں جائز ہیں۔

۳۔ ایک انصاری صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے اپنے کپڑوں میں جوں پائے اس کو چاہیئے کہ اس کو بند رکھے اور مسجد میں نہ ڈالے۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵) ورجالہ ثقات۔

۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جس کا گھر مسجد ہو، آسائش اور رحمت اور پل صراط سے گذار کر حق تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵۱ اسنادہ حسن)

تشریح :۔ معلوم ہوا کہ اکثر اوقات مسجد میں رہنا شرعاً پسندیدہ ہے مگر سونے یا کھانے پینے کے لیے اعتکاف کی نیت کر لی جائے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا اور ان سات شخصوں

کی تفصیل فرمائی اور ان میں اس شخص کو بھی شمار کیا جس کا دل مسجد میں لگا ہو (پس جبکہ مسجد میں دل لگنے کی یہ فضیلت ہے تو خود مسجد میں رہنے کی جبکہ بالارادہ عبادت ہو کس قدر فضیلت ہو گی۔ (الترغیب ص۵۷)

۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص مسجد میں رہنا اختیار کر لیتا ہے حق تعالیٰ اس سے یوں خوش ہوتے ہیں جیسے ایک باہر گئے ہوئے شخص کے گھر والے اس وقت خوش ہوتے ہیں جبکہ وہ سفر سے ان کے پاس واپس آتا ہے۔ (ابن ماجہ وابن خزیمہ والحاکم وقال صحیح علی شرطہما الترغیب ص۵۷)

۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسجدوں کو راہ گذر نہ بناؤ۔ ہاں ان میں خدا کی یاد یا نماز کے لیے کذ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات۔ مجمع الزوائد ج ا ص۱۵۲)

۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم کسی کو مسجد میں آنے کا عادی دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو، کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (رواہ الترمذی وقال حسنٌ غریبٌ والحاکم وصححہ (الترغیب ص۵۷)

۹- ابوعمرو شیبانی سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رات کو مسجد میں گشت لگاتے اور جس کو مسجد میں پاتے اسے نکال دیتے۔ سوائے اس کے جو نماز پڑھ رہا ہو یا اور کوئی ایسا کام کر رہا ہو جو مسجد کے شایان ہو اور جس کے لیے مسجد بنائی گئی ہو۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون۔ مجمع الزوائد ص۱۵۱ ج اول)

۱۰- ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منجملہ علامات قیامت کے ایک علامت یہ ہے کہ آدمی تمام مسجد

میں چکر لگائے گا۔ مگر دو رکعتیں بھی اس میں نہ پڑھے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵)

افعالِ مکروہ

مسجد میں بچوں اور دیوانوں کا لانا اور اس میں بلا ضرورت شرعی آواز وغیرہ بلند کرنا۔

۱۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مساجد کو اپنے بچوں اور اپنے جھگڑوں، قصوں اور اپنی حدود (سزاؤں) اور اپنی خرید و فروخت سے علیحدہ رکھو۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۲)

۲۔ سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا۔ ایک شخص نے میرے کنکری ماری، میں نے جو اس کی طرف دیکھا تو دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ تم کون ہو یا فرمایا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے باشندے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۷)

۳۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے گوشہ میں ایک حصہ بطور صحن کے چھوڑ رکھا تھا جس کا نام بطحا تھا اور فرمایا تھا کہ جس کو باتیں کرنا ہوں، یا آواز بلند کرنی ہو تو وہ اس صحن میں آجائے۔ خیال رہے کہ اس روایت کے بعض اسناد موصول بھی ہیں۔ (زرقانی شرح مؤطا ج ۱ ص ۳۱۷)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر کھڑے ہو کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے اور آپ کی نعتیں پڑھتے اور آپ کی طرف سے کفار کے حملوں کی مدافعت کرتے (ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷)

تشریح :- اس روایت سے مسجد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نعت مدحیہ اشعار، اور ایسے اشعار جن کے مضامین شرعاً پسندیدہ ہوں کے پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۵ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مسجد میں اپنی گم شدہ چیز (جو مسجد سے باہر گم ہوئی ہو، تلاش کرتے دیکھے (مسجد میں تلاش اس لیے کہ وہاں ہر جگہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ شاید کسی کو علم ہو) تو سننے والے کو یہ کہہ دینا چاہیئے۔ کہ خدا تجھے وہ شئے واپس نہ دے۔ کیونکہ مسجدیں اس غرض سے نہیں بنائی گئیں (مسلم ج ا صـ۲۱۰)

مسجد میں فضول ہنسنا اور اس میں کوئی پیشہ کرنا شرعاً ناپسند ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں فضول ہنسنا قبر کی تاریکی کا سبب ہے۔
(کنز العمال ج ۴ صـ۲۴۲)

مسجد میں بلا وضو جانا جائز ہے

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا اور قبل وضو کے مسجد میں داخل ہوئے اور اس سے گزر گئے۔ (کنز العمال ج ۴ صـ۲۲۱)

دخولِ مسجد کے آداب

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب اُس

سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ۔
(کنز العمال ج ۴ ص ۲۶۱)

۲۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ
(کنز العمال ج ۴ ص ۲۶۱) و جامع صغیر للسیوطی ج ۲ ص ۱۰۵)

۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ فرماتے اور فرمایا جب کوئی ایسا کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ مجھ سے آج تمام دن کے لیے محفوظ ہو گیا۔ (ابوداؤد و جامع صغیر للسیوطی ج ۱ ص ۱۰۵)

۴۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے۔ تو یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب اس سے باہر آوے تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۳)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں سُنّت ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو اس میں پہلے اپنا دایاں پاؤں رکھو اور جب اس سے نکلو تو بایاں پاؤں پہلے نکالو (مستدرک، فتح الباری ج ۱ ص ۴۳۷)

مسجد میں دنیا کی باتوں کے لیے جمع ہونا مکروہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ وہ مسجدوں میں جھگڑے کریں گے اور ان کا مقصود دنیا کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ خدا کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۵۶)

۲۔ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد کے زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کی گفتگوئیں مسجدوں میں ہوں گی۔ خدا کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (الترغیب ج ۱ ص ۵۴)

مسجد میں لہسن یا پیاز یا اور کوئی بدبودار چیز کھا کر اس کی بدبُو زائل کرنے سے قبل آنا مکروہ ہے اور مسجد میں ہَوا خارج کرنا مکروہ ہے

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ سبزی یعنی لہسن کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے۔ تاوقتیکہ اس کی بُو زائل نہ ہو جائے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۹)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے۔ وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۹)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان بدبودار سبزیوں یعنی لہسن اور پیاز کے کھانے سے بچو۔ جبکہ تم ہماری مسجد میں آتے ہو۔ اب اگر تمہیں انہیں کھانا ہی ہو۔ تو ان کو پکا کر اُن کی بدبو مار دیا کرو۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۹)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اُس وقت تک آدمی کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے۔ تاوقتیکہ اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ یعنی وہ یوں کہتے رہتے ہیں کہ اے اللہ اسے بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما (بخاری ج ۱ ص۱۶۳، ترمذی ج ۱ ص۴۴)

مسجد میں خواب بیان کرنا اور اس کا سننا اور مباح کلام کرنا اور ہنسنا جبکہ مسجد میں صرف انہی باتوں کے لیے نہ گیا ہو بلکہ اصل مقصود عبادت ہو اور یہ چیزیں تابع ہوں فضول اور لایعنی نہ ہوں جائز ہے

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھا چکتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا کہ کسی نے آج رات کو کوئی خواب دیکھا ہے۔ (رواہ الترمذی وقال حسنٌ صحیحٌ ج ۲ ص۵۳)

۲۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ مسجد میں صبح کی نماز پڑھاتے۔ وہاں سے جب طلوع آفتاب ہوتا۔ اس وقت اُٹھتے اور لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہوتے تھے۔ اور جاہلیت کے واقعات بیان کر کے ہنستے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرایا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۳۴۷)

تشریح:۔ یہ امور بطور خوش گپیوں کے نہ ہوتے تھے۔ بلکہ ان کو کوئی

مقصد صحیح ہوتا ہوگا۔

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے سو مرتبہ سے زیادہ ایسی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری کا اتفاق ہوا کہ آپ کے اصحاب شعر پڑھتے اور جاہلیت کے واقعات بیان کرتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو کر سنتے تھے اور کبھی کبھی تبسم بھی فرماتے تھے۔ (الشمائل الترمذی ص ۱۷)

تشریح:۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ غرض صحیح کے لیے ہوتا تھا۔

مسجد میں مقدمہ کا فیصلہ کرنا جائز ہے اور اس میں سزا دینا مکروہ ہے

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتایئے تو سہی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو مشغولِ جماع دیکھ لے۔ تو کیا اسے قتل کر دے۔ اس کے بعد اس شخص نے اور اس کی بیوی نے مسجد میں لعان کیا۔ (اخرجہ البخاری کما فی فتح الباری ص ۴۳۲ ج ۱)

تشریح:۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن دونوں خاوند بیوی کا مقدمہ مسجد میں چکایا اور لعان کا فیصلہ سُنایا۔

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر کے قریب دو شخصوں کے درمیان لعان کرایا اور فتح الباری میں ہے کہ سعد ابن ابراہیم اور محمد ابن صفوان اور محمد ابن مصعب بن شرحبیل اور

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۷)

۳۔ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص کسی حد کے معاملہ میں پیش کیا گیا۔ تو آپ نے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ اُسے مسجد سے باہر لے جاؤ۔ اس کے بعد اُسے حد مارو۔ (فتح الباری ص ۱۳۸ ج ۱۳)

مسجد میں نکاح پڑھنا جائز ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو۔ اور اس کو مسجد میں منعقد کیا کرو۔ مسجد میں عقد نکاح مستحب ہے کیونکہ وہاں لوگ موجود ہوتے ہیں۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۲۹)

مسجد کی خدمت کرنے میں بہت بڑا ثواب ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر اُمت کے ثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی باہر کر دے اور گناہ پیش کئے گئے تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی کو کوئی آیت قرآن یا سورۃ یاد تھی پھر اس نے بھلا دی۔ (ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ)

۲۔ ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسجد سے تکلیف دہ چیز نکالے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنّت میں بنائے گا۔ (ابن ماجہ)

گھر سے مسجد کی طرف جاتے وقت یہ دُعا پڑھے

ابو سعید خدری

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گھر سے مسجد میں نماز پڑھنے کو جائے اور یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا سُمْعَةً وَّ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

مسجدیں پسندیدہ مقامات ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام مقامات سے زیادہ مسجدیں محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض بازار ہیں۔ (مسلم شریف)

تشریح :- اس لیے کہ بازاروں میں عموماً خرید و فروخت کے لیے جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں اور کئی قسم کے فریب دئے جاتے ہیں۔

مسجد میں جانا جہاد فی سبیل اللہ ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح و شام مسجد کو جانا

ایک قسم کا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (طبرانی)

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تکلیف میں پورا وضو کرنا۔ اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔ (ابزار و مسند ابو یعلی)

مسئلہ:۔ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے جو مسجد میں سوال کرے۔ (در مختار)

مسئلہ:۔ مسجد میں کھانا پینا۔ سونا۔ معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیّت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثنا کیا اور یہی راجح ہے۔ لہٰذا غریب الوطن بھی اعتکاف کی نیّت کرے کہ خلاف سے بچے۔ (در مختار، صغیری)

مسجدیں جنّت کے باغ ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنّت کے باغات پر گزرو تو ان کے پھل کھاؤ۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم، جنّت کے باغات کیا ہیں۔ فرمایا کہ مسجدیں پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ان کے پھل کھانے سے کیا مراد ہے فرمایا کلمہ پڑھنا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (ترمذی شریف)

بوقت صبح جو خورشید منہ دکھاتا ہے
کوئی حرم کو کوئی میکدہ کو جاتا ہے
جو دل سے پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ پڑھ سناتا ہے
علے الصباح کہ مردم با کار و بار روند
بلا کشان محبت بکوئے یار روند

آدابُ المسَاجد

مسجد بنانے کا ثواب

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لیے کوئی مسجد بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نیز:۔ مسجد ایک صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک کہ لوگ اُس میں نماز پڑھتے رہیں گے بنانے والے کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ احادیث میں مسجد بنانے کے بڑے بڑے فضائل ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بغیر ضرورت کے مسجدیں بنائی جائیں۔ مسجدوں کے مزید احکام کو دیکھنا منظور ہو تو اس کے لیے بہارِ شریعت حصہ سوم اور آداب المساجد وغیرہ کا مطالعہ کیجیے۔

عرضِ مؤلف

الحمدُ للہ کہ "سُنّتِ مُصطفےٰ" کا پہلا حصہ مکمل ہوا۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی اور بہت کچھ لکھنا باقی ہے مگر افسوس! کہ طباعت کا بندوبست تسلی بخش نہ ہونے کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

فقیر نے روایات کے جمع کرنے میں اپنی پوری کوشش سے کام لیا ہے ممکن ہے کہیں غلطی واقع ہوئی ہو۔ اللہ تعالےٰ معاف فرمائے۔ اور اللہ تعالےٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور میرے لیے توشۂ آخرت بنائے۔

ناظرینِ کرام سے درخواست ہے کہ اپنی دعواتِ صالحہ میں فقیر ناچیز کو یاد رکھیں۔ عَلَى اللّٰہِ تَوَکُّلِیْ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔

فقیر ابوالفتح غلام محمود ہزاروی چشتی قادری کان اللہ لہٗ

المرقوم ۱۳۸۶ھ رمضان المبارک مطابق ۱۷ ر دسمبر ۱۹۶۶ء

سُنّتِ مُصطفٰے

یعنی

اسلامی زندگی

مصنّف :- قاضی غلام محمود ہزاروی
شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ معصومیہ

تقسیم کار

نوری کتبخانہ : دربار مارکیٹ داتا گنج بخش لاہور

بسلسلہ اشاعت نمبر۲

سُنّتِ مُصطفیٰ ﷺ

مصنّف ۔ علاّمہ قاضی غلام محمود ھزاروی

ناشر ۔ مکتبہ اہلسُنّت صوفی خادم حسین لاہور

پریس ۔ لاہور

قیمت ۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
١	خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کی سنّت	٧
٢	تہجد کے وقت کا وظیفہ مسنونہ	٩
٣	صبح کے وقت کی سنّت	١٠
٤	فجر کی نماز کے بعد کی سنّت	١٠
٥	حلال روزی کمانے کی سنّت	١١
٦	دوپہر میں سونے کی سنّت	١١
	سنّت لباس	١١
٨	سنّت جبّہ	١٢
٩	سنّت قبا	١٣
١٠	سنّت گریبان و بٹن	١٤
١١	سنّت کرتہ	١٥
١٢	سنّت پوستین	١٥
١٣	سنّت جوڑا	١٥
١٤	سنّت عمامہ	١٦
١٥	شملہ کی سنّت	١٧
١٦	نیا کپڑا پہننے کی سنّت	١٩

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
١٧	کپڑے کی خاص قسم کی سنّت	٢٠
١٨	بیش قیمت کپڑے کی سنّت	٢١
١٩	تکیہ کی سنّت، بستر کی سنّت	٢٣
٢٠	ٹخنے سے اوپر پائجامہ رکھنے کی سنت	٢٦
٢١	اچھا کپڑا پہننے کی سنت	٢٧
٢٢	صورت و شکل کو شکر گذاری کے طور پر سنوارنے کی سنّت	٢٨
٢٣	کپڑے دھونے کی سنّت	٢٩
٢٤	مہمان کے آتے وقت اچھے کپڑے پہننے کی سنّت	٢٩
٢٥	جمعہ اور عیدین میں اچھے کپڑے پہننے و اظہار جمال و بناؤ سنگار	٣٠
٢٦	شلوار پہننے کی سنّت	٣٣
٢٥	مولف ناچیز	٣٥
٢٨	عمامہ مع ٹوپی کی سنّت	٣٥
٢٩	مقدار عمامہ کی سنّت	٣٥

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۰	آستینوں کی لمبائی کی سنت،	۳۶
۳۱	سُرخ کپڑے سے نفرت	۳۶
۳۲	ریشم والے کے کڑھائی والے کپڑے کی سنّت	.
۳۳	نعلین (جوتے) مبارک کی سنّت	۳۶
۳۴	انگوٹھی کی سنّت	۳۶
۳۵	چادر کی سنّت	۳۶
۳۶	سفر کے لباس کی سنّت	۳۷
۳۷	سنّت خوراک	۳۷
۳۸	سنّت دسترخوان	۳۸
۳۹	کھانا تین انگلیوں سے کھانے کی سنّت	۳۹
۴۰	انگلیاں چاٹنے کی سنّت	۳۹
۴۱	کھانا بغیر ٹیک لگائے کھانے کی سنّت	۳۹
۴۲	کھانا کھاتے وقت ہاتھ دھونے کی سنّت	۴۰
۴۳	پانی پینے کی سنّت	۴۰
۴۴	سنّت شکر	۴۱
۴۵	سنّت شریک	۴۱
۴۶	سنّت لقمہ	۴۱
۴۷	سنّت بسم اللہ	۴۱
۴۸	سنّت سرکہ	۴۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۴۹	سنّت غلّہ، سنّت اطفال	۴۲
۵۰	سنّت مکان، سنّت گفتگو	۴۲
۵۱	سنّت چراغ، سنّت بستر	۴۲
۵۲	سنّت خواب و نیند	۴۳
۵۳	بغیر منڈھیر کی چھت پر نہ سوؤ	۴۳
۵۴	سنّت برتن	۴۳
۵۵	پہننے کی ایک اور ضروری سنّت	۴۳
۵۶	سنّت بال، سنّت خضاب	۴۴
۵۷	سنّت داڑھی و مونچھ	۴۴
۵۸	سنّت مہندی، سنّت سرمہ	۴۴
۵۹	سنّت خوشبو و عطر	۴۴
۶۰	عورتوں کیلئے خوشبو کی سنّت	۴۵
۶۱	سر پر بال رکھنے کی سنّت	۴۵
۶۲	گھر میں داخل ہونے کی سنّت	۴۵
۶۳	کسی دوسرے کے گھر میں آنے کیلئے اجازت چاہنے کی سنّت	۴۵
۶۴	چلنے کی سنّت، سنّت گفتار	۴۶
۶۵	غصّہ، سنّت بیمار پرسی	۴۶ ۴۷
۶۶	فرمان مبارک، سنّت خانہ داری	۴۷
۶۷	فرخندہ پیشانی کی سنّت	۴۸

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	عورتوں کو بیعت کرنے کی سنّت	۴۸
۶۷	عورتوں کو سلام دینے کی سنّت	۴۸
۶۸	رفع حاجت کیلئے دور جانے کی سنّت	۴۸
۶۹	اہل علم کی مجلس میں بیٹھنے کی سنّت	۴۸
۷۰	عورتوں کیلئے وعظ کا دن الگ مقرر کرنے کا دن	۴۹
۷۱	گھر کے کام کی مزید سنّتیں	۴۹
۷۲	لوگوں کے کام کرنے کی سنّت	۴۹
۷۳	فرمانِ مبارک	۵۰
۷۴	بیویوں کیساتھ برتاؤ کی سنّت	۵۰
۷۵	سعی محمود، سواری کی سنّت	۵۱،۵۲
۷۶	سنّت حجامت، سنّت خوشبو	۵۲
۷۷	چلنے، بیٹھنے اور ٹیک لگانے کی سنّت	۵۳
۷۸	گفتگو، خاموشی، ہنسی اور رونے کی سنّت	۵۴
۷۹	خطبہ کی سنّت، نام رکھنے کی سنّت	۵۴
۸۰	غلط نام کو بدلنے کی سنّت	۵۶
۸۱	سنّت عقیقہ، سنّت سلام	۵۶
۸۲	چھینک کی سنّت	۵۸
۸۳	خواب اور بیداری کی سنّت	۵۸
۸۴	نکاح شادی وغیرہ کی سنتوں کا بیان	۵۹
۸۵	بیماری وغیرہ کے متعلق سنتوں کا مختصر بیان	۶۱
۸۶	سنّت طعام، سنّت اسلام	۶۳
۸۷	سنّت اطفال،	۶۳
۸۸	سنّت مصافحہ، سنّت تعظیم	۶۴
۸۹	سنّت مجلس، سنّت وسعت	۶۴
۹۰	سنّت کلام، سنّت کاروبار	۶۴
۹۱	وکالت کی سنّت	۶۵
۹۲	ہبہ و بخشش کی سنّت	۶۵
۹۳	قرض کی سنّت	۶۵
۹۴	وقف کی سنّت	۶۵
۹۵	نفع رسانی کی سنّت	۶۵
۹۶	مزاح کی سنّت	۶۵
۹۷	عامیانہ کاروبار کی سنّت	۶۶
۹۸	طرزِ معاملات	۶۶
۹۹	حق دار کا حق پہنچانے کی سنّت	۶۶
۱۰۰	ایک یہودی کا قصہ	۶۷
۱۰۱	قابلِ مطالعہ کتابیں	۶۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ حَمۡدَ الشّٰاکِرِیۡنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد :- میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے محبوب کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا، اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرو۔ ایک اور مقام پر فرمایا اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت کرے پیچھے اس کے کہ اس کے لئے صحیح راستہ واضح ہو چکا ہے۔ اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کرے تو ہم اس کو اسی طرف پھرا ہوا رہنے دیں گے جدھر کو وہ پھر گیا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ یونہی ایک اور مقام پر فرمایا اور جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کی (مقررہ کردہ) حدوں سے آگے بڑھے تو اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔ اور ایک مقام پر فرمایا، اور جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی اُس نے اللہ کی غلامی کی۔ یہ تو تھے ارشاداتِ خداوندی۔ ان سے یہ معلوم ہوا کہ ہر بات اور ہر کام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ضروری ہے اور اسی پر نجات کا دارو مدار ہے۔

مسلمانوں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اللہ کو پیاری ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی غلامی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ وہ کھوٹا سکہ ہے جس کی بازار قیامت میں کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی۔ تو ضروری ہے کہ ہر بات اور ہر کام میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کی سنت کی تابعداری کی جائے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

در ہمہ اقوال و افعال اے قبلۂ خود ساز خلق مصطفےٰ

یعنی ہر قول و فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنا قبلہ بنالے

اور اردو کے ایک شاعر نے کہا ہے!

مصور دیکھنا تصویر میری یوں بنائی ہو
ادھر حکم محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

مشہور حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبکہ میری سنت کو مٹایا جا رہا ہو تو اُس وقت اگر کوئی میری سنت کو زندہ کردے تو اُس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اور مولانا رومؒ کی چند قلمی تقریریں قونیہ (ترکی) لائبریری سے دستیاب ہوئی ہیں۔ (جہاں کہ مولانا روم کا مزار ہے) ان میں مولانا روم نے حدیث کو یوں نقل کیا ہے۔ کہ اگر میری سنت کو کوئی زندہ کرے یعنی اس کو دوبارہ رواج دے تو اُس کو لاکھ شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

نوٹ:۔ مولانا روم کی یہ تقریریں لاہور میں طبع ہو چکی ہیں۔

تو بھائیو ہر کام کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ مسنونہ کو اپنے علم میں لاؤ اور اسی پر عمل کرو۔ اور کاربند رہو۔ کہ اسی میں دونوں جہانوں کی فلاح ہے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کی سنّت

سفر السعادت اور اُسکی شرح مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے صفحہ ۴۹۷ پر لکھا ہے۔

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے۔ اور کوئی بھی چیز آپ کو خدا تعالیٰ کے ذکر سے نہیں روک سکتی تھی۔ کیونکہ آپ تبلیغ فرماتے یا تسبیح و تحمید، دعا فرماتے یا مناجات کسی کو ڈراتے یا کہ خوشخبری سناتے یہ سب کچھ ذکرِ خدا ہی تو تھا اور خاموشی کی حالت میں صرف دل سے خدا کو یاد کرتے۔ تو آپ اٹھتے بیٹھنے، سوتے، جاگتے، چلتے، پھرتے غرضیکہ ہر حالت اور ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے۔

تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر جو قرآنِ پاک میں ہے کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھے اور لیٹے پورے طور پر عمل کر کے امت کے سامنے پیش کیا۔

نبی اللہ کی ذات پاک مجسمہ عمل و کردار ہوتی ہے۔ دنیاوی لیڈر تو زبانی باتیں کرتے ہیں۔ مگر نبی اللہ اور ان کے طفیل اولیاء اللہ عمل کی تصویر ہوتے ہیں۔ کیونکہ نبی اللہ کی ذات پاک لوگوں کے سامنے نمونہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! تمہارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اچھا نمونہ موجود ہے۔ تو جیسے دکاندار اپنے مال کا نمونہ سامنے رکھتے ہیں۔ اور جوتوں کی دکان پر نمونہ کا مال شوکیس میں رکھا جاتا ہے اب جس کو شوکیس سے نمونہ دیکھ کر مال پسند ہی نہ ہو تو وہ دکان کے اندر جانا اور خریدار بننا کب پسند کرے گا۔ تو یونہی اگر معاذ اللہ نبی کے عمل و کردار میں کمی ہوتی تو ان کی نبوت کی دکان کا گاہک اور خریدار کون بنتا

شرق و غرب کی دنیا نبی کے سامنے اسی لئے گردن جھکاتی ہے سرِ تسلیم خم کرتی ہے کہ نبی کی ذاتِ پاک سراپا عمل و کردار ہوئی، تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی کا شو کیس لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اُس کے خریدار جہاں مکہ کے رہنے والے بنے وہاں حبش کے حضرت بلالؓ اور یمن کے حضرت اویسؓ اور فارس کے حضرت سلمانؓ اور روم کے حضرت صہیب بھی۔

تہجد کے وقت کا وظیفہ مسنونہ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے وقت خواب سے بیدار ہوتے تو یہ وظیفہ پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ حضور جب خواب سے بیدار ہوتے تو دس بار اللہ اکبر اور دس بار سبحان اللہ وبحمدہٖ اور دس بار سبحان الملک القدوس اور دس بار استغفر اللہ اور دس بار لا الٰہ الا اللہ اور پھر دس بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (آخری کا ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور قیامت کے دن کی تنگی سے۔ (شرح سفر السعادت حالِ متن ص ۹۸)

اور صحیح بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی سو کر اُٹھے تو یہ وظیفہ پڑھا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ

اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اس کے بعد اگر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہے تو
اس کے گناہوں کی بخشش ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی اور دعا مانگے
وُہ بھی قبول ہو گی۔ اور اگر اس وظیفہ مذکورہ کو پڑھ لینے کے بعد
وضو کر کے نماز پڑھے تو وہ نماز قبول ہو گی۔

صُبح کے وقت کی سُنّت

ایک روایت میں ہے کہ جب صبح کو
جاگو تو تین دفعہ الحمد للہ کہہ د
کرو۔ اور کلمہ شریف پڑھا کرو۔ پھر یہ دُعا پڑھا کرو۔ اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَلَمْ یُمْسِکْھَا فِیْ مَنَامِیْ
یُعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دوبارہ زندگی بخشی
اور نیند میں ہی موت نہیں دی"۔

فجر کی نماز کے بعد کی سُنّت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ص
کی نماز کے بعد مصلّی پر ہی تش
رکھتے۔ ذکر اللہ اور دُعا میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں تک کہ س
نکل آتا۔ اور پھر جب سورج ایک نیزہ یا دو نیزہ کی مقدار بلند
جاتا تو دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (شرح سفر السعادت ص۹۹)
تو میرے بھائیو! اگر فرصت ہو تو صبح کی نماز کے بعد س
کے ایک بانس بلند ہونے تک جس جگہ نماز ادا کی تھی بیٹھے ہوئے
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ پھر دو رکعت یا چار رکعت نفل پڑھ
کر اُٹھو انشاء اللہ تعالیٰ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب پاؤ گے
احادیث میں اسی طرح آیا ہے۔ (از شرح سفر السعادت ص۵۰)

کتاب مذکور میں حضرت شیخ عبدالحق ...

مشائخ فرماتے ہیں کہ ہر عمل کی جزا و بدلہ آخرت میں ملے گا۔ مگر اشراق اور چاشت کی نماز کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ اگر صبح کی نماز کے بعد اس نماز تک گفتگو نہ کرے ذکر و فکر مراقبہ میں مشغول رہے تو اس عمل سے دل کی صفائی اور جلا و نورانیت حاصل ہوتی ہے۔ تنگدستی دُور ہو جاتی ہے۔ چاشت کی زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اور اگر ریا و نمائش کا خوف ہو تو گھر کے اندر تنہائی میں پڑھ لیا کرو۔ ورنہ مسجد ہی میں پڑھے کہ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ (از شرح سفر السعادت صفحہ ۵۰)

حلال روزی کمانے کی سُنّت

اس نماز کے بعد پھر کسی حلال روزی کے شغل میں لگ جاؤ اور تمام دن نمازیں صحیح وقت پر پڑھتے رہو۔ تو یہ تمام دن عبادت میں لکھا جائے گا۔

دوپہر میں سونے کی سُنّت

اور جس آدمی کو اللہ تعالیٰ فرصت دے تو اس کو چاہیئے کہ دوپہر کو تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جائے سونا ضروری نہیں لیٹ جانا بھی کافی ہے۔ اگرچہ نیند نہ آئے۔ سُنّت پر عمل ہو جائے گا۔

سُنّتِ لباس

لباس کے بارے میں آپ ﷺ کی سُنّت یہ تھی کہ جس قسم کا کپڑا مل جاتا آپ پہن لیتے کسی خاص قسم پر اصرار نہ تھا؛ چنانچہ اونی، سوتی، کتانی ہر قسم کے کپڑے پہنتے تھے۔ مگر یہ کہ کوئی خاص عذر یا مانع ہوتا تو

اجتناب (پرہیز) کرتے۔ مثلاً حضرت عائشہ رضؓ نے آپ کے واسطے اونی جُبّہ تیار کیا۔ آپ نے پہن لیا۔ لیکن جب پسینہ نکلا۔

(زادالمعاد) ھدیٰ الرسول، تصنیفات علامہ ابن قیّم جوزی) اور سفر السعادت جو کہ علامہ مجدالدین فیروز آبادی کی تالیف ہے۔ جنہوں نے لغت میں قاموس لکھی ہے۔ جو کہ عربی لغت میں بہت مشہور کتاب ہے۔ سفر السعادت احادیث کا مجموعہ ہے جس کی شرح شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے لکھی ہے۔ بہت جامع اور اِس موضوع پر قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔ متن اور شرح دونوں فارسی میں ہیں۔ اس سفر السعادت میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم جُبّہ، قبا، پیراہن، چادر، موزے، جوتے، سب پہنتے تھے۔ اور کپڑے کے نیچے دوسرا کپڑا بھی پہنتے تھے۔ گو اس نیچے والے کپڑے کی تعیین تو نہیں کی جاسکتی کہ یہ کپڑا کس طرح کا ہوتا تھا۔ جیسے کہ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے بھی لکھا ہے۔ تاہم اس لحاظ سے کہ دوسرا کپڑا اِس غرض سے پہنا جاتا ہے کہ اوپر والا کپڑا پسینہ وغیرہ سے محفوظ رہے۔ موجودہ بنیان کا استعمال سُنّت کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے۔

سُنّتِ جُبّہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے "تنگ آستینوں والا رومی جُبّہ پہنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تنگ آستینوں والا اُون کا شامی جُبّہ پہنا ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ وُہ اس قدر تنگ آستینوں والا تھا کہ جب آپ وضو فرماتے تو ہاتھ مبارک آستینوں سے باہر نکال لیتے تھے کیونکہ اس کے بغیر وضو نہیں ہو سکتا تھا۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے اس کو سفر میں پہنا ہے۔ (شرح سفر السعادت ص۵۴۱)

اور صحیح مسلم میں حضرت اسما حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی کسروانی جبّہ نکالا جو دیباج کی طرح نرم تھا۔ اور جس میں ریشمی گوٹ لگی ہوئی تھی۔ پھر فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کے پاس تھا۔ ان کے انتقال پر میں نے لے لیا حضورؐ اس کو پہنا کرتے تھے۔ اور اب ہم اس کو دھو کر بیماروں کو پلاتے ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ شرح سفر السعادت ص۵۴۱ میں صحیح مسلم شریف کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کسی کپڑے پر ریشمی گوٹ لگی ہو اور وہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو تو جائز ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں صاف مروی ہے۔

سنّتِ قبا

اور شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ شرح سفر السعادت کے ص۵۴۱ پر علامہ ابن اثیر کے نہایہ اور قاضی عیاض کی مشارق الانوار سے قبا کے بارے میں تشریحات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ قبا ایک ایسا کپڑا ہے جس کی گریبان نہ تھی۔ اور ایک تہہ کو دوسری تہہ سے جوڑ دیا گیا تھا۔

اسی کتاب مذکور میں روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند قبا لائے گئے تو آپ نے ان کو صحابہ میں تقسیم فرما دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ قبائیں ریشمی تھیں۔ اور ان کے بٹن سونے کے تھے اور آپ نے ایک قبا کو اپنے ایک مخرمہ نامی ساتھی کے لئے الگ کر دیا

پھر آپ اس کو پہن کر تشریف لائے تاکہ اس کو قبا کی خوبیاں دکھائیں۔
اس روایت کو نقل کرنے کے بعد شیخ عبدالحق دہلویؒ لکھتے ہیں کہ سونے کے بٹنوں والے ریشمی قبا کا پہننا شاید ریشم کے استعمال کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ شرح سفر السعادت کے ص ۱۴۵ پر ہے کہ کرتہ آپ کو تمام کپڑوں میں زیادہ پسند تھا۔ اور آپ کے کرتہ کی آستینیں ہاتھوں کے گٹوں تک ہوتی تھیں۔

سُنّتِ گریبان و بٹن

اور آپ کے کرتہ میں گریبان بھی تھی جس میں بٹن لگے ہوئے تھے اور یہ گریبان اور بٹن سینہ مبارکہ پر تھے جیسے کہ اب بھی عربوں میں رواج ہے اور جامع ترمذی اور ابو داؤد شریف میں معاویہ بن قرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت ہونے کی غرض سے آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے بٹن اس قمیص کے کھلے ہیں کہ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے گریبان میں داخل کر کے مہرِ نبوت کو چھو لیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اسی مذکور کتاب کے اندر علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ بعض لوگ جن کو سُنّت کا علم نہیں ہوتا یہ سمجھتے ہیں کہ سینے پر کرتے کا گریبان چھوڑنا بدعت ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کرنا سُنّت ہے۔ اور بعض فقہائے کرام نے جو سینہ پر گریبان بنانے کو مکروہ لکھا ہے جیسے کہ بعض شارحین نقایہ نے لکھا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عجم میں عورتیں سینہ پر گریبان بناتی ہیں۔ تو ان کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مردوں کے لئے ایسا کرنا مکروہ ٹھہرا مگر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السعادت کے

ص۵۴۲ پر فرماتے ہیں کہ عورتوں کا سینے پر گریبان بنانا یہ ایک نئی بات ہے اور معتبر تو اصل ہی ہوگا۔ اور اصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سینہ مبارک پر گریبان والا کرتہ پہنا کرتے تھے تو اصل میں سینہ پر گریبان بنانا سنت ہے۔ علمائے محدثین کی تحقیق یہی ہے۔ اور علامہ ابن قیم جوزی زاد المعاد اور ھدیٰ الرسول میں لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ سوت کا ہوتا تھا۔

سنّتِ کرتہ

کرتہ لمبائی میں کم اور...... اس کی آستین تنگ اور چھوٹی ہوتی تھیں۔ یہ لمبی چوڑی تھیلیوں کی طرح کشادہ آستینیں نہ تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس میں ہوئیں اور نہ کسی صحابی کے ان کا استعمال قطعاً خلافِ سنّت ہے۔ (ترجمہ ھدیٰ الرسول ص۵۳)

سفید رنگ کا کپڑا آپ کو بہت مرغوب و پسند تھا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ سفید کپڑا سب سے بہتر کپڑا ہے۔ خود پہنو اور اپنے مُردوں کو اس میں کفناؤ۔ سیاہ رنگ کا کپڑا بھی آپ نے پہنا ہے۔

سنّتِ پوستین

پوستین بھی کہ جس کے کناروں پر ریشمی گوٹ لگی تھی۔ پہنا ہے۔ جیسا کہ امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ آپ نے حلّہ سُرخ بھی پہنا ہے۔

سنّتِ جوڑا

حلّہ دو کپڑوں سے مرکب ہوتا ہے تہبند اور چادر سُرخ سے یہ مطلب نہیں کہ لال رنگ کا ہوتا تھا بلکہ حلّہ یمانی نام ہی ایسے کپڑے کا تھا جو کہ سُرخ و سیاہ دھاگوں کو ملا کر
جاتا تھا۔ اس کا رنگ اگرچہ سُرخ نہ ہوتا تھا۔ لیکن کہلاتا سُرخ ہی تھا۔ ا

خالص سُرخ رنگ کا کپڑا پہننے کو آپ نے منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے پر سُرخ رنگ کا زین رکھنے سے بھی روکا ہے۔ (بخاری) اور ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں عصفر (زرد رنگ) سے ہلکا رنگا ہوا کپڑا پہنے دیکھا تو فرمایا یہ تو نے کیسا کپڑا پہنا ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ آپ نے ناپسند فرمایا ہے۔ چنانچہ فوراً گھر آیا۔ تنور جل رہا تھا میں نے کپڑا اس میں جھونک دیا۔ پھر جب دوسرے دن حاضر ہوا تو فرمانے لگے۔ عبداللہ کپڑے کی کیا خبر ہے۔ میں نے واقعہ عرض کیا فرمانے لگے "اپنی بیوی کو کیوں نہ دے دیا۔ عورتوں کے لیئے اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (زادالمعاد للعلامہ ابن قیم جوزی، وھدیٰ الرسول ص۵۳)

سُنّتِ عمامہ

کبھی تو آپ عمامہ مبارکہ (دستار) کا شملہ دو کندھوں کے درمیان چھوڑ دیتے تھے۔ اور کبھی شملہ کندھوں کے درمیان چھوڑے بغیر باندھتے تھے۔ اور کبھی گردن کے نیچے باندھ دیتے تھے۔ تو عمامہ یعنی پگڑی باندھنا سُنّت ہے۔ اس کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ عمامہ باندھو تاکہ عقل اور بزرگی کو زیادہ کرے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ پگڑی کے ہر بند کے بدلے میں قیامت کے دن پگڑی باندھنے والے کے لیئے ایک نور ہوگا۔ تیسری حدیث میں فرمایا کہ (عمامہ) پگڑی کے ساتھ جو دو رکعت پڑھی جائیں وہ ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ جو کہ بغیر عمامہ کے پڑھی گئی ہوں۔ چاہے نماز نفلی ہو یا فرض۔ عمامہ باندھ کر مسجدوں میں آیا کرو۔ کہ پگڑیاں مسلمانوں کا تاج ہیں۔ فرمایا پگڑیوں

لازم کر لو۔ کیونکہ پگڑیاں فرشتوں کی خاص نشانی ہے کہ جنگ بدر اور جنگ حنین میں فرشتے پگڑیاں باندھے اُترے تھے۔ (شرح سفر السعادت ص۵۴۲) اور اُن کی پگڑیوں کے شملے دو کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے۔ (شرح سفر السعادت ص۵۴۲)

شملہ کی سُنّت

حضرت عبدالحق محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ پگڑی کے شملہ کا کندھوں کے درمیان لٹکانا سُنّت ہے۔ لیکن دائمی اور ہمیشگی سُنّت نہیں ہے۔ اور صحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے عمامہ کا شملہ دو کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے۔ اور شرح سفر السعادت ص۵۴۲ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم دستار مبارک اپنے سر مبارک پر باندھتے وقت عمامہ کے پیچوں کو سر اقدس پر گھماتے جاتے یہاں تک کہ آخر میں پگڑی کے اوپر والا کنارہ پگڑی کے اندر ٹھونس دیتے تھے۔ اور ایک کنارہ دو کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے۔ صحیح مسلم شریف میں عمرو بن حریث سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کو منبر پر دیکھا جبکہ آپ کے سر اقدس پر سیاہ دستار تھی۔ اور اُس کا ایک کنارہ دو کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ (شرح سفر السعادت ص۵۴۳ اور شمائل ترمذی ص۹) اور صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ بندھا تھا۔ (شمائل ترمذی ص۹) شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ شرح سفر السعادت میں اور علامہ ابن قیّم جوزی زاد المعاد وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پگڑی

کا شملہ کندھوں کے درمیان آپ ہمیشہ نہیں لٹکایا کرتے تھے۔ کیونکہ اس روایت میں شملہ کا ذکر نہیں ہے۔ (ترجمہ ھدی الرسول ص۵۲)

اور بعض نے فرمایا ہے۔ کہ مکہ معظمہ کا داخلہ چونکہ سامان جنگ کے ساتھ تھا۔ اور آپ کے سرانور پر لوہے کا خود (لوہے کی ٹوپی تھا۔ اس لئے دستار کا شملہ نہیں لٹکایا تھا۔ اور آپ نے ہر موقعہ پر جو کام کیا ہے۔ اس موقعہ کے مناسب حال وہی کام تھا۔ جیسا کہ.. مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے۔ اور محدث ابن ابی شیبہؒ نے امیر المومنین حضرت علیؓ مرتضٰی سے روایت کی ہے۔ مولیٰ علیؓ نے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستار باندھی۔ اور اس کا شملہ کندھے پر لٹکا دیا تھا۔ اور ابو داؤد شریف کی روایت میں ہے۔ کہ عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دستار باندھی تو آپ نے شملہ آگے اور پیچھے لٹکا دیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ بات صرف عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ خاص تھی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی دستار مبارک کا شملہ اکثر پیٹھ کے پیچھے ہوا کرتا تھا۔ اور کبھی کبھار دائیں طرف ہوتا تھا اور کبھی کبھی دو شملے ہوتے تھے۔ دو کندھوں کے درمیان اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السادات میں فرماتے ہیں۔ کہ بائیں جانب شملہ کا لٹکانا بدعت ہے۔ اور کم سے کم شملہ کی مقدار چار انگل ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ مقدار ایک ہاتھ ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ علماء محققین نے فرمایا ہے۔ کہ جو شملہ پیٹھ پر لٹکا ہوا ہو۔ اگر آدھی پیٹھ سے زیادہ ہو

تو یہ بدعت ہے۔ اور اسراف میں داخل ہے۔ اور منع ہے: اور اگر تکبر کے ارادہ سے ہو۔ تو حرام ہے۔ ورنہ مکروہ اور سُنّت کے خلاف ہے۔ شملہ نہ لٹکانے میں کوئی گناہ یا برائی نہیں ہے۔ البتہ شملہ لٹکانے میں فضیلت اور ثواب ہے۔ سفر السعادت اور اس کی شرح ضدہ میں شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ لکھتے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رات دیکھا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دو شانوں کے درمیان اپنا دستِ قدرت رکھا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے آپ پر تمام کائنات روشن ہوگئی۔ اسی صبح کو آپ نے دستار مبارک باندھی اور اس کا شملہ دو کندھوں کے درمیان اسی جگہ پر لٹکایا۔ جہاں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنا دستِ قدرت رکھا تھا اور یہ اس جگہ کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ نکتہ علامہ ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے۔

نیا کپڑا پہننے کی سُنّت

سفر السادات میں لکھا ہے۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو جب نیا کپڑا حاصل ہوتا تھا۔ تو اس کا نام مقرر فرماتے تھے۔ مثلاً کرتہ، چادر وغیرہ اور پہنتے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْ ھٰذَا الْقَمِیْصَ اَوِ الرِّدَاءَ اَوِ الْعِمَامَۃَ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَمِنْ شَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ اور یہ مختصر الفاظ بھی مسنون ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانَا ھٰذَا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہ لباس پہنایا

اور آپ کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ جب کوئی کپڑا پہنتے۔ تو دائیں طرف سے پہنتے۔ مثلاً کرتہ کی آستین میں کلائی داخل فرماتے۔ تو پہلے دایاں ہاتھ داخل فرماتے اور یہ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کی عادت

مبارکہ تھی ۔ کہ ہر چیز کو دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے ۔ علم
فرمایا ہے ۔ کہ ہر چیز سے مُراد وُہ چیز ہے ۔ جو کہ قربت و ثواب ا
پر مشتمل ہو۔ کہ مسجد میں داخل ہونا اور مسجد سے نکلنا چونکہ ایسا نہیں
لہذا وہاں بایاں پاؤں پہلے نکالے ۔ یُونہی غسل خانہ میں داخل ہوتے و
پہلے بایاں پاؤں داخل کرے ۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں ۔ کہ کپ
کو اسی پر قیاس کر کے اُتارتے وقت پہلے بائیں طرف سے اُتارا جائے

کپڑے کی خاص قسم کی سنّت

سفرالسعادت میں ہے ۔ کہ آپ
کبھی بالوں سے بنا ہوا کپڑا پہنتے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے
تشریف لے گئے جبکہ آپ کا لباس سیاہ بالوں سے بُنا ہوا تھا ۔ شر
سفرالسعادت میں لکھا ہے ۔ کہ سیاہ عمامہ یا لباس پہننے کی وجہ یہ تھی
کپڑا جلدی جلدی میلا نہیں ہوتا ۔ شارح سفرالسعادت حضرت عبدالحق محدّ
دہلوی فرماتے ہیں ۔ کہ سیاہ لباس بالوں سے بُنا ہوا نہ ہو جب بھی مستح
ہے ۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کے کپڑے کو زیادہ پسند فرماتے تھے ۔ آ
نے کہا کہ حبرہ کو ! اور حبرہ ایک یمنی چادر تھی ۔ سُرخ دھاریوں و
اور آپ کے اس کو زیادہ پسند کرنے کی وجہ یہ تھی ۔ کہ وُہ جلدی میلی
ہوتی تھی ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کپڑا جو جلدی میلا نہ ہو سُنّت کے م
ہے ۔ اور کبھی کبھی آپ مصری کتان کا کپڑا بھی پہنتے تھے ۔ علماء فر
ہیں ۔ کہ اس کپڑے کو استعمال کرنے کی وجہ یہ تھی ۔ کہ یہ کپڑا معتدل ہے
گرمی اور خشکی ، تری میں اور جسم کے ساتھ چپٹتا بھی نہیں ۔ اس کے علاو

اس میں اور فائدے ہیں۔ اور کتان کے معنی بھی کے ہیں۔ تو کپڑا درخت اسی کی چھال سے بنا ہوتا تھا۔

اور حضرت ابو رمثہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول خدا کو منبر پر دیکھا جبکہ آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کے جسم اقدس پر سبز چادریں تھیں سفر السعادت میں لکھا ہے۔ کہ سبز چادر سے مراد ایسی چادر ہے۔ جس میں سبز دھاریاں تھیں۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ بالکل سبز تھیں۔ شرح سفر السعادت میں حضرت شیخ نے لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ بہت پسند تھا۔

بیش قیمت کپڑے کی سنت

شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ قیمت والا کپڑا بھی پہنا ہے۔ مگر پہننے کے بعد فی الفور اتار کر کسی کو بخش دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ خطبہ پڑھ رہے۔ اور آپ پر ایسی چادر تھی۔ جس کی قیمت ہزار روپیہ تھی۔ اور جب آپ منبر سے نیچے اترے تو چادر اتار کر پھینک دی اور بخش دی۔

سفر السعادت میں لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصبی جامہ (ایک عمدہ قسم کا کپڑا) زیب تن کئے ہوئے تھے۔ عرب لوگ آتے اور اس کو چھوتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ کپڑا آپ پر آسمان سے اترا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم حضرت سعدؓ بن معاذ کا رومال جو جنت میں ان کو ملا ہے۔ اس کپڑے سے بہتر ہے۔ اور سعد بن معاذؓ کا انہی دنوں انتقال ہوا تھا۔ اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

ایک تو یہ کہ اگر اس جہان دنیا میں کسی کو اچھا کپڑا میسر نہ آسکے۔

اس کے عوض اس کو جنّت میں عطا کرتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ معلو
ہوئی۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اس جہان دنیا کو بھی دیکھ رہے ہوتے
اور اُس جہان کو بھی۔ کہ اِدھر صحابہؓ سے باتیں بھی فرما رہے تھے
اُدھر جنّت میں حضرت سعد بن معاذ رضؓ کو ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں۔
خُوب فرمایا ہے۔ اعلحضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر دنیا میں ہیں شاغل
خواص اُس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

شرح سفر السعادت میں حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ کہ عمدہ قسم
لباس جو کبھی زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ وُہ آپ کو سلاطین عالم دُنیا
کی طرف سے بطور ہدیہ و تحفہ پیش ہوتا تھا۔ اور اس قسم کے لباس
ریشمی لباس کی حُرمت سے قبل کی بات ہے۔ ورنہ حضور اکرم صلّی
وسلم کی اپنی ہمیشہ کی عادت شریفہ اس قسم کا لباس پہننے کی نہ تھی
کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے
حضرت عائشہ رضؓ ہمارے سامنے ایک ایسا کپڑا لائیں جس پہ پیوند
لگے ہوئے تھے۔ تو زیادہ پیوند لگانے کی وجہ سے وُہ نمدا کی طرح
گیا تھا۔ اور ایک چادر لائیں۔ جو کہ نہایت گاڑھی تھی۔ حضرت عائ
نے بتایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مُبارک ان دو کپڑوں
کی گئی ہے۔ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلّی اللہ
اُونی کپڑا بھی پہنتے تھے۔ اور پیوند لگا ہوا کپڑا بھی فرماتے تھے۔ کہ
بندہ ہوں۔ جیسے کہ خُدا کے دوسرے بندے پہنتے ہیں۔ میں بھی پہن

(از صحیح بخاری و مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ مبارک چمڑے کا

تکیہ کی سُنّت

تھا۔ جس میں درخت کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

بیہقی شریف میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے

بستر کی سُنّت

کہ قبیلۂ انصار کی ایک عورت ہمارے گھر آئی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کو دیکھا جو کہ ایک پرانی چادر تھی۔ جو دوہری کی ہوئی تھی۔ (بس یہ تھا آپ کا بستر) تو اس عورت نے ایسا بستر بھیجا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو دریافت فرمایا۔ کہ عائشہ یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ حضور فلاں انصاری عورت آپ کے بستر کو دیکھ کر گئی ہے۔ تو اس نے آپ کے واسطے یہ بستر بھیجا ہے۔ فرمایا عائشہ اس کو واپس کر دے۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر میں چاہوں۔ تو اللہ تعالیٰ سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ پھرائے۔ اور صحیح حدیث میں حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمر رض ابن الخطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جس کی وجہ سے آپ کے پہلو پہ نشان لگ گئے تھے۔ حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اگر اپنے لئے اس سے اچھا بستر بنا لیں۔ تو کیا حرج ہے آپ ص نے فرمایا! عمر رض مجھ کو دُنیا سے کیا سروکار (تعلق) ہے۔ میری اور دُنیا کی مثال تو اس سوار کی سی ہے۔ جو کہ گرمی کے موسم میں سفر کر رہا ہو۔ اور گرمی کی وجہ سے کسی درخت کے نیچے سستانے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ پھر اس جگہ کو چھوڑ کر رواں ہو جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رض کہتے ہیں۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

اقدس میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپؐ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور چٹائی کے نشان آپؐ کے پہلو مبارک پر لگ گئے ہیں۔ تو میں رو پڑا۔ آپؐ نے فرمایا عبداللہ کیوں روتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رُوم کا بادشاہ اور فارس کا بادشاہ کسریٰ تو ریشمی بچھونوں پر سوتے ہیں۔ اور آپؐ اس چٹائی پر سو رہے ہیں فرمایا عبداللہ مت رو۔ ان کے لئے دُنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے۔ اور حضرت عمر ابن الخطابؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ لیٹے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کے جسم مبارک پر ایک چادر تھی اور چٹائی کے نشان آپ کے جسم اقدس پر لگ گئے تھے۔ اور آپؐ کے گھر میں صرف مٹھی بھر جَو پڑے تھے۔ اور ایک کونے میں چمڑا پڑا تھا۔ بس یہ تھا۔ آپؐ کے گھر کا تمام اثاثہ اور سامان۔ اس کو دیکھا تو مجھ پر گریہ (رونا) طاری ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا عمرؓ کیوں روتے ہو۔ میں نے عرض کیا حضورؐ! میں کیوں نہ روؤں۔ کہ اس چٹائی پر آپؐ سوتے ہیں۔ اور آپؐ کے گھر میں صرف یہ اثاثہ اور سامان ہے۔ اور روم کا بادشاہ قیصر اور فارس کا بادشاہ کسریٰ۔ میووں اور نہروں میں بیٹھے ہیں۔ حالانکہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے نبی اور برگزیدہ (پسندیدہ) محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمایا! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو۔ کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور اُن کے لئے دُنیا! (شرح سفر السعادت ص۵۲۵)

اور علامہ ابن قیمؒ جوزی زاد المعاد اور ھدی الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم میں لکھتے ہیں۔ آپؐ اچھے سے اچھا کپڑا بھی استعمال کرتے اور معمولی سے معمولی بھی! یہاں تک کہ پیوند لگا لیتے۔ ابو داؤد شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جسم مبارک پر بہتر سے بہتر لباس دیکھا ہے۔ پس جو لوگ زہد اور عبادت کے خیال سے اچھے کھانے اور اچھے

کپڑے سے منع کرتے ہیں۔ یا جو لوگ موٹے چھوٹے کھانے یا کپڑے کو غرور سے ناپسند کرتے ہیں۔ دونوں کے دونوں سُنّت نبوی سے منحرف ہیں سُنّت نبویؐ میں ہر بات اعتدال پر مبنی ہے۔ افراط و تفریط کا وہاں گذر ہی نہیں۔ اسی بناء پر علماء سلف نے حد سے زیادہ قیمتی اور حد سے زیادہ معمولی کپڑے کے استعمال کو ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ دونوں لباس شہرت میں داخل ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جو کوئی دُنیا میں نام و نمود نمائش اور دکھاوے کے واسطے کپڑا پہنے۔ آخرت میں خدا اُسے ذلّت و خواری کا لباس پہنائے گا۔ جس کے شعلوں کے اندر وہ دوزخ میں بھڑکے گا۔ یعنی اس نیّت سے کہ میری خوب شان بڑھے۔ سب کی نگاہ اور نظر میرے ہی اُوپر پڑے۔ عورتوں میں یہ مرض عام ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف میں فرمایا۔ جس کسی نے غرور سے اپنے لباس کے دامن دراز کئے قیامت کے دن خدا اس کی طرف نہ دیکھے گا۔

اس بارے میں کوئی خاص اصول بنایا نہیں جا سکتا۔ مختلف حالات میں مختلف لباس مناسب ہوتا ہے۔ چنانچہ شہرت و تکبّر کے خیال سے ادنیٰ درجہ کا لباس بھی مذموم (بُرا) ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ لباس بھی حمد و شکر کی نیّت سے محمود (اچھا اور پسندیدہ) ہو جاتا ہے۔ تو موجودہ دور میں یہ چُست ٹیڈی اور چھوٹا لباس۔ عورتوں مردوں سب کے لئے حرام و سخت ناجائز ہے۔ اس کی ایک وجہ تو ستر (چھپانے) کے قابل اعضاء (اندامول) کا ظاہر ہونا ہے۔ اور دوسری وجہ فیشن اور دکھاوے کی نیّت ہے۔ اور تیسری وجہ کفار

یا غلط قسم کے لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ لیکن اس باب میں ہم صحیح مسلم شریف کی حدیث کو اصل قرار دے سکتے ہیں۔ جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ جس کسی کے قلب (دل) میں ایک ذرہ بھی غرور ہوگا۔ وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ وہ جہنم میں جائے گا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی۔ لیکن یا رسول اللہ میری خواہش ہمیشہ یہی ہوتی ہے۔ کہ میرا کپڑا اچھا ہو اور جوت اچھا ہو۔ کیا یہ بھی غرور ہے۔ فرمایا! نہیں اللہ جمیل ہے۔ جمال (خوبصورتی) پسند کرتا ہے۔ غرور حق کا ٹھکرانا اور مخلوق کی تحقیر ہے۔

(زاد المعاد، ہدی الرسول ص ۵۴، ۵۵، لحافظ ابن قیم جوزی)

اور شرح سفر السعادت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرما ہیں۔ کہ بعض روایتوں میں آیا ہے۔ کہ ممانعت فرمائی گئی ہے۔ دو قسم کے شہر کے لباس سے۔ بہت باریک لباس اور بہت گاڑھا لباس بہت نرم اور سخت لباس۔ بہت لمبے اور بہت چھوٹے لباس سے۔ فرمایا میانہ ر اور درمیانی راستہ اختیار کرو۔ ایک اور حدیث میں حضورؐ صلی اللہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تکبر و غرور سے اتنا لمبا کپڑا پہنے کہ وہ زمین پر جائے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر نہ ف

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و مجھے اس حالت میں دیکھا۔ کہ میری چادر زمین پر لٹک رہی تھی۔ تو نے فرمایا۔ اے ابن عمرؓ! کپڑے کا جو حصہ زمین کے ساتھ لگے میں ہے۔

ٹخنے سے اوپر پائجامہ رکھنے کی سنت

اور دوسری میں ہے۔ کہ چادر کا جو حصہ ٹخنے سے نیچے ہو۔ وہ آگ میں ہے

اور چادر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد
صورت (زمانہ رسالت) میں اکثر لوگ چادر پوش ہوتے تھے۔ ورنہ ہر
کپڑے کا یہی حکم ہے۔ خواہ وُہ اِزار (چادر) ہو یا نصف کرتہ یا
اور کوئی اصل تو یہی ہے۔ کہ چادر (شلوار وغیرہ) نصف پنڈلی تک
ہی ہوتی تھی۔ اور نصف پنڈلی سے نیچے اور ٹخنوں سے اُوپر تک کی
اجازت و رخصت ہے۔ اور جو اس سے بھی نیچے ہو وُہ آگ میں ہے
اور قبا اور پیراہن کے دامن کا حکم بھی یہی ہے۔ اور قمیص کی آستینیں
ہاتھوں کے گٹوں تک ہوں۔ اور یہ حکم مردوں کیلئے ہے۔ اور عورتیں
اس مقدار سے ایک بالشت کپڑا زیادہ رکھیں۔ یہ اُن کے حق میں مستحب
ہے۔ اور دو بالشت تک ان کو زیادہ کرنے کی اجازت ہے۔ پردے
اور ستر پوشی کی وجہ سے جیسا کہ حضرت اُم سلمہ رضی کی حدیث میں ہے۔
(شرح سفر السعادت ص۵۴۶) حضرت شیخ نے اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ پر
لکھا ہے۔ کہ کپڑا لمبا کرنے کی ممانعت و کراہت یا حرمت اسی صورت
میں ہے۔ جبکہ تکبر اور غرور و نخرے کے خیال سے ہو۔ اور اگر اس ارادے
سے نہ ہو تو حرام نہیں ہے۔

اچھا کپڑا پہننے کی سنت

اگر اچھا کپڑا دکھاوے اور نام و نمود کی غرض سے پہنے تاکہ لوگوں کی نظریں
اس کی طرف اُٹھیں پھر تو منع ہے۔ کہ یہ نیت اور غرض اچھی اور صحیح
نہیں ہے۔ اور اگر اس نیت سے اچھا کپڑا پہنے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ
کی نعمت اور احسان کا ظہور ہو تو یہ نیت بے شک اچھی اور محمود ہے
ابوالاحوص کہتے ہیں۔ کہ میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں

کے اندر اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ان کے جسم پر گھٹیا قسم کے کپڑے تھے
تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تیرے پاس مال ہے۔ ابوالاحوص
کہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ ہاں میں مالدار ہوں۔ فرمایا کس قسم کا مال ہے
میں نے عرض کیا کہ ہر قسم کا مال میرے پاس موجود ہے۔ اونٹ، بکریاں، گائیں
بھینس۔ گھوڑے سبھی کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ فرمایا! جب کہ اللہ تعالے
نے تجھ کو دے رکھا ہے۔ تو چاہیے۔ کہ اللہ تعالے کے انعامات واحسانات
کا اثر اور نشان تجھ پر دیکھا بھی جائے۔ یعنی اپنے مال میں سے اچھے کپڑے
پہنا کرو۔ تاکہ اللہ تعالے کی نعمت کا اظہار شکر گذاری کے طور پر ہوا کرے
ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص
کو اسی حالت میں دیکھا۔ کہ اس کے کپڑے نہایت پرانے تھے۔ تو فرمایا
کہ شاید اس شخص کے پاس اچھے کپڑے نہیں ہیں۔ اس شخص نے عرض
کیا۔ حضورؐ! میرے پاس دو جوڑے کپڑوں کے گھر میں موجود ہیں فرمایا
جب تیرے پاس کپڑے موجود ہیں۔ تو پھر چاہیے۔ کہ انہیں پہنا بھی کر
تاکہ اللہ تعالے کی دی ہوئی نعمت کا اظہار ہو۔ اس قسم کی بعض روایتوں
کو مفسّرین کرام مثلاً امام بغوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر معالم التنزیل
میں (وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ) ترجمہ " اور اپنے رب
کی نعمت کا چرچا کرو" کے نیچے نقل فرمایا ہے اور شرح سفر السعادت
کے صـ۵۷۰ پر مذکورہ دونوں روایتیں مسطور ہیں۔

صورت وشکل کو شکر گذاری کے طور پر سنوارنے کی سُنّت

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم صورت وشکل کے (شکر گذاری کے طور پر) سنوارنے کو

پسند فرماتے تھے۔ حضرت جابر رضہ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا۔ جس کے سر کے بال ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ یعنی اس نے بالوں کو سنوارنے کے لئے کنگھی نہیں کی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا اس شخص کے پاس اتنا بھی نہیں ہے کہ یہ اپنے سر کے بالوں کو سنوارے یعنی تیل لگائے اور بالوں میں کنگھی کرے۔

کپڑے دھونے کی سُنّت

حضرت جابر رضہ ہی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک آدمی کو اس حالت میں دیکھا۔ کہ اس کے کپڑے میلے ہو رہے تھے۔ فرمایا! کیا اس شخص کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی۔ کہ جس کے ساتھ یہ اپنے کپڑوں کو دھوئے۔ اور ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک آدمی کو اس حالت میں دیکھا۔ کہ بال بکھرے ہوئے اور شکل وصورت خراب خستہ بنا رکھی ہے۔ فرمایا! بعض آدمی ایسے آتے ہیں۔ کہ گویا شیطان ہیں (شرح سفر السعادت ۵۴۷) اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر اچھے کپڑے موجود ہوں تو ان کو استعمال کیا جائے۔ اور انہیں پہن کر انہی کپڑوں سے نماز ادا کی جائے۔ اچھے کپڑوں کو رکھ نہ چھوڑے۔ اور اگر کپڑے میلے ہو جائیں تو ان کو دھو ڈالے۔ میلے ہی نہ رہنے دے۔

مہمان کے آتے وقت اچھے کپڑے پہننے کی سُنّت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب باہر سے وفد (مہمان) آتے تو آپ اچھے کپڑے پہنتے اور اپنے آپ کو سنوارتے اور جمال وزینت وخوبصورتی کا اظہار فرماتے اور صحابہؓ کو بھی اس طرح کا حکم دیتے (شرح سفر السعادت للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ۵۴۷)

جمعہ اور عیدین میں اچھے کپڑے پہننے اور اظہارِ جمال و بناؤ سنگار کرنا بھی سُنّت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ و عیدین میں جُبّہ پہنا کرتے تھے اور ہر جمعہ اور دونوں عیدوں، عید الفطر، عید الاضحیٰ میں اچھے کپڑے پہننے اور اپنے آپ کو سنوارتے اور جمال و زینت اور خوبصورتی کو ظاہر فرماتے تھے۔ اور اس مقصد کے لئے جو کچھ ضروری ہوتا۔ وُہ کرتے تھے۔ اور صحابہ کو ان مواقع (موقعوں) پر ایسا کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ (شرح سفر السعادت صٓ ۲۴۲)

غرضیکہ اس باب (بارے) میں مقصد اور نیّت معتبر ہے۔ پس اگر جمال و زینت و بناؤ سنگار کا چھوڑنا اور نہایت گھٹیا قسم کے کپڑے پہننا بخل و کنجوسی اور خست طبع یا اپنی فقیری اور زہد کے اظہار کیلئے اور لوگوں کو دکھاوے کی غرض سے ہو تو اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ مذموم اور بُرا ہے۔ اور اگر زہد اور تواضع و عاجزی کے ارادے سے ہو تو یہ بے شک محمود و پسندیدہ اور اچھّا کام ہے۔ اور اگر بڑھیا و اعلیٰ قسم کے کپڑے (لباس) فخر و تکبّر اور دوسروں کو دکھانے کی غرض سے پہنے جائیں۔ چاہے مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو دکھانے کی غرض سے پہنیں تو یہ بے شک بُرا ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ کی نعمت و احسان کے اظہار اور اپنے فقر و درویشی کو چھپانے کی غرض سے شکر گذاری کے طور پر عمدہ لباس استعمال کرے تو اس کے اچھّا ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ الغرض اس کا دار و مدار نیّت پر ہے۔ بعض موقعوں پر اپنے دل کے فتوٰے پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ ایسے ہی موقعہ پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ "اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ" یعنی اپنے دل سے پوچھو سو اگر دل میں دُوسروں کو دکھانے کا خیال پیدا ہو۔ علو، بلندی، فخر و تکبّر کی گھٹائیں اُٹھتی ہوں۔ جب تو اعلیٰ کپڑوں کا استعمال ناجائز

ہے۔ اور اگر یہ کچھ نہ ہو۔ نیّت صحیح ہو تو پھر جائز بلکہ بعض موقعوں پر پسندیدہ ہے۔ علامہ قسطلانی شارح بخاری نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں اس موقعہ پر ایک سوال و جواب لکھا ہے۔ وہ سوال و جواب ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

سوال:۔ جب کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ظاہری ٹیپ ٹاپ سے قطعی گریز کرتے تھے۔ اور بظاہر خستہ اور پھٹے پرانے کپڑے پہنتے تھے۔ اور ظاہری شکل و صورت کے سنوارنے اور بناؤ سنگار کی طرف چنداں توجّہ نہیں دیتے تھے۔ تو پھر بعد کے اولیاء اللہ بالخصوص سلسلہ شاذلیہ والے حضرات کیوں ظاہری زیب و زینت کی طرف خاص توجّہ دیتے ہیں۔

جواب:۔ صحابہ کرام و سلف صالحین جب یہ دیکھتے تھے۔ کہ دُنیا دار لوگ تو بس ظاہری ٹیپ ٹاپ اور بناؤ سنگار میں ہی لگے رہتے ہیں اور ان کی تمام تر کوشش اپنے ظاہر کو سنوارنا ہے۔ اور بس! باطن کے سنوارنے کی طرف کوئی خیال ہی نہیں ہے تو ان حضرات نے ایسے لوگوں کے طریقے اور روش کی مخالفت میں پھٹے پرانے کپڑے اور گدڑیوں کا استعمال اختیار کیا۔ کہ اس میں دنیاداروں کی روش و طریقہ کی تحقیر اور شانِ فقر کی تعظیم مقصود و مطلوب تھی۔ لیکن اسی حالت پر زمانہ گذرتا چلا گیا۔ تو بعد کے لوگوں نے اپنی درویشی اور فقیری کو لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے گدڑیوں کا استعمال اور ظاہری درویشانہ وضع اور پھٹا پُرانا لباس اختیار کیا جس سے معاملہ برعکس ہو گیا۔ اب صدق و اخلاص اور اپنے باطنی حال کی پردہ پوشی صرف اسی صورت میں باقی رہ گئی۔ کہ بظاہر درویشانہ وضع و ہیئت شکل نہ اختیار کی جائے بلکہ اچھا لباس پہنا جائے تاکہ ریاکاری و نمائش سے بچ سکیں۔ اور لوگ ان کے باطنی حال کو نہ جانیں۔ اور ان کا معاملہ محض ذات پاک خداوندی کے ساتھ خالص رہ جائے اس لئے بعض اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بظاہر عمدہ اور اچھے کپڑے اختیار کئے

امام ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ اچھا لباس پہنا کرتے تھے۔ اور ریاکار درویشوں نے جب کہ آپ کے اس لباس پر اعتراض کیا۔ جو کہ بظاہر درویشانہ وضع کے خلاف تھا۔ تو موصوف نے جواباً فرمایا۔ کہ میری ظاہری شکل وصورت بزبان حال کہہ رہی ہے۔ کہ " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَغْنَانِیْ بِفَضْلِہٖ " یعنی اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اپنے فضل سے غنی کر دیا ہے۔ اور تمہارا یہ محتاجوں کا سا لباس پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اے لوگو مجھے کچھ اپنی دُنیا میں سے دو۔ غرضیکہ اللہ والوں کا ہر کام حکمت اور نیت پر مبنی ہوتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ کا کلام ختم ہوا)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ شرح سفر السعادت کے ص۲۴۸ پر فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ میں سے بعضے جناب صمدیت (بارگاہ خداوندی) عز اسمہٗ سے نفیس وعمدہ لباس پہننے پر مامور ہوتے ہیں۔ چنانچہ منقول ہے۔ کہ حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے تو بغداد کے جنگلوں میں پچیس ۲۵ سال تک پھرتے رہے نہ تو کوئی جگہ مقرر تھی اور نہ کھانا اور سوائے شرمگاہ کو چھپانے کے مزید لباس بھی نہ تھا۔ اس قسم کی سخت سے سخت ریاضتیں کرنے کے بعد آپ کو رب العزت سے حکم ملا کہ آپ ایک دینار فی گز والا کپڑا پہنیں۔ (دینار سونے کی ایک اشرفی کو کہتے ہیں) تو آپ عمدہ اور نفیس قسم کے لباس میں فرماتے تھے۔ کہ یہ میت کا کفن ہے۔ اور میت کا کفن اچھا ہی ہونا چاہیے۔ اور یہ لباس جو مجھ کو ملا ہے۔ ہزار موتوں کے بعد ملا ہے۔ یونہی شیخ ابوالسعود (جو کہ تدبیر کے چھوڑنے اور اختیار کرنے میں بلند مقام رکھتے تھے) سے منقول ہے۔ کہ آپ کبھی تو ایسا لباس پہنتے تھے۔ جس کی قیمت چار روپیہ ہوتی تھی۔ اور کبھی ایسا لباس پہنتے جو بہت ہی قیمتی اور نہایت نفیس ہوتا۔ الغرض انسان کے حال کی سلامتی تو اس میں ہے۔ کہ جس قدر ضرورت ہو اسی پر اکتفا کرے۔ اور اس سے زائد

مباح ہے۔ بشرطیکہ تکبّر و غرور کا اِس میں دخل نہ ہو۔ اور اعتدال و میانہ روی ہر حال میں بہتر ہے۔ اور جس لباس کو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم یا کہ اولیاء اللہ نے کسی وقت اختیار کیا ہے۔ اس کو استعمال کرنے کی رخصت و اجازت ہے (شرح سفر السعادت ص۵۴۸)

شلوار پہننے کی سنّت

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود شلوار پہنی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض نے تو یقین سے کہا ہے۔ کہ نہیں پہنی۔ لیکن علامہ شمنی نے شرح شفا میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے شلوار پہنی ہے۔ مگر اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شلوار خریدی ضرور ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں جامع ترمذی اور ابو داؤد کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے۔ اور مشکوٰۃ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ اور دارمی شریف کے حوالہ سے حدیث نقل فرمائی ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شلوار خریدنا مکّہ معظّمہ میں تھا۔ ابو علی موصلی نے اپنے مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار روپیہ میں شلوار خریدی اور شلوار لے کر چل دیئے۔ مَیں نے حضورؐ سے شلوار کو لینا چاہا تاکہ میں اُٹھا لوں۔ مگر آپ نے فرمایا کہ چیز کا مالک چیز کو اُٹھانے کے زیادہ لائق ہوتا ہے۔ ہاں مگر جب کہ وہ خود کمزور ہو اور نہ اُٹھا سکتا ہو۔ تو اس کا بھائی اس کی مدد کرے۔ ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ صؐ آپ شلوار پہنیں گے۔ فرمایا! ہاں۔ گھر میں، سفر میں، رات میں، دن میں اس کو پہنوں گا۔ کیونکہ مجھے بارگاہ خداوندی سے ستر پوشی کا حکم ملا ہے۔ اور اس کپڑے (شلوار) سے زیادہ ستر چھپانے والا کوئی کپڑا نہیں ہے۔ محدّث ابن حبّان طبرانی، دار قطنی،

عقیل نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مگر اس حدیث کی سندوں میں یوسف ابن زیاد واسطی ہے۔ جو کہ ضعیف ہے۔ اس لئے محدثین کی تحقیق یہی ہے۔ کہ اس روایت کی سندیں ضعیف ہیں۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شلوار کو خریدنا صحیح ثابت ہے۔ اور حافظ ابن قیم اپنی کتاب ھدی الرسول میں لکھتے ہیں۔ ظاہر یہی ہے کہ خریدنا پہننے کیلئے ہوتا ہے۔ اور گو مذکورہ بالا روایت بلحاظ سند صحیح نہ بھی ہو، اس کے علاوہ اور روایت کی گئی ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار پہنی ہے اور صحابہ کرام بھی آپ کی اجازت سے آپ کے زمانہ اقدس میں شلوار پہنتے تھے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں باب السراویل عنوان تو باندھا ہے۔ مگر اس باب میں کوئی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شلوار پہننے کے بارہ میں روایت نہیں کی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شلوار کے پہننے کی روایت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے معیار حدیث کے مطابق نہیں اتری اور روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضہ کو جس روز شہید کیا گیا۔ تو اس روز آپ شلوار پہنے ہوئے تھے علامہ سیوطی اپنی کتاب جمع الجوامع میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔ مولی علی رضہ نے فرمایا کہ میں ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع (مقام کا نام ہے) میں بیٹھا ہوا تھا۔ بارش ہو رہی تھی۔ ایک عورت گدھے پر سوار وہاں سے گذری۔ گدھا پھسلا اور وہ عورت گر پڑی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ مبارک اس عورت کی طرف سے پھیر لیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ عورت شلوار پہنے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ میری اُمّت سے جو لوگ شلوار پہنیں ان کو بخشدے۔ اے لوگو شلواریں پہنا کرو۔ اس لئے کہ تمہارے تمام کپڑوں میں سے شلوار زیادہ ستر پوش ہے۔ اور اپنی عورتوں کو شلواروں کے ذریعہ بچایا کرو۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور محدّث عقیلی نے کتاب الضعفاء میں۔ اور محدّث دیلمی نے فرمایا۔ کہ علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات

موضوع حدیثوں کے زمرہ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اچھا نہیں کیا۔ اور یہ حدیث میرے نزدیک متعدد طریقوں سے ثابت ہے۔ (شرح سفر السعادت ص۵۵۰،۵۵۹)

مؤلف ناچیز

علمائے اصول حدیث نے لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی روایت متعدد طریقوں سے مروی ہو تو سب طریقوں کی مجموعی حیثیت کے لحاظ سے وہ روایت حسن لغیرہ (حدیث کی ایک قسم ہے) کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ تو اس لحاظ سے کہ مطابق تصریح و تحریر محدث دیلمی حدیث مذکور کی روایت کے طریقے اور سندیں متعدد ہیں۔ یہ بھی حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جائے گی۔ اور اپنی سندوں کی مجموعی حیثیت کے اعتبار سے ضعیف نہیں رہیگی۔ یہ ہے فیصلہ اس روایت کے بارے میں۔

عمامہ مع ٹوپی کی سُنّت

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی تو عمامہ (پگڑی) مع ٹوپی پہنتے تھے۔ اور کبھی بغیر ٹوپی کے اور کبھی ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنتے (سفر السعادت مع شرح ص۵۵) اور ٹوپی عمامہ کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ہوتی تھی۔ اُونچی ٹوپی کبھی استعمال نہیں فرمائی۔

مقدار عمامہ کی سُنّت

حافظ ابن حجر ہیتمی کی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمامہ کی لمبائی اور چوڑائی کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ مگر ابن امیر الحاج مالکی اپنی کتاب مدخل میں فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کے عمامہ مبارکہ کی لمبائی سات گز تھی۔ اس میں سے اُوپر والا شملہ اور پیٹھ پر لٹکانے والا بھی ہوتے تھے۔ جیسا کہ امام طبری نے اپنی کتاب میں اس کو نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی نے اس روایت کو قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ اور بعض روایتوں میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمامہ مبارکہ کی چوڑائی ایک گز مروی ہے۔ (فتاوی

حدیثیہ مطبوعہ مصر صہ۳)

آستینوں کی لمبائی کی سُنّت

کُرتہ مبارک کی آستینیں ہاتھوں کے گٹوں تک ہوتی تھیں۔ اور بعض روایتوں میں انگلیوں کے پوروں تک آیا ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ لمبی آستینیں ہوتیں تو کاٹ دیتے۔

سُرخ کپڑے سے نفرت

نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے ایک آدمی پر سُرخ لباس دیکھا۔ تو فرمایا کہ یہ تو کافروں کا لباس ہے۔ اس کو مت پہنو اور جامع ترمذی و ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے ایک آدمی کے سلام کا جواب اس لئے نہیں دیا تھا کہ وہ سُرخ لباس پہنے ہوئے تھا

مؤلف :۔ امام ابوحنیفہ رح کے مذہب میں سُرخ لباس کا پہننا مکروہ تحریمی ہے۔ اور نماز بھی ایسے کپڑے میں مکروہ ہوتی ہے۔ (شرح سفر السعادت صہ۵۵۱) اور یہ حکم صرف مردوں کیلئے ہے۔ عورتیں پہن سکتی ہیں۔

ریشم کے کڑھائی والے کپڑے کی سُنّت

ریشم کی کڑھائی والا کپڑا بھی آپ نے پہنا ہے۔ مگر علماء فرماتے ہیں کہ ریشم چار انگل سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ (شرح سفر السعادت صہ۵۵۱)

نعلین (جوتے) مُبارک کی سُنّت

آپ کے نعلین مبارک پر تین تسمے تھے ایک تو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی میں ہوتا تھا۔ اور دوسرا چھلہ درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں تیسرا پاؤں کی پیٹھ پر (سفر السعادت مع شرح صہ۵۵۲)

انگوٹھی کی سُنّت

آپ نے انگوٹھی بھی پہنی ہے۔ آپ کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور ایک روایت

میں ہے۔ کہ جنش کے پتھر کا تھا۔ انگوٹھی آپ داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اور بعض روایتوں میں ہے۔ کہ بائیں ہاتھ میں۔ فیصلہ یہ ہے۔ کہ کبھی داہنے میں اور کبھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ اور آپ کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ اس شکل پر تھا۔ مرد کے لئے ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگوٹھی جائز ہے اور سونے کی انگوٹھی مرد کیلئے بالکل حرام ہے۔

الله
رسول ۲
محمد ۳

چادر کی سُنّت

بموقعہ ضرورت آپؐ چادر بھی اوڑھتے تھے اور بعض صحابہ کرامؓ بھی اوڑھتے تھے۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم چادر کا کنارہ کندھے پر ڈال دیتے تھے۔ علاّمہ سیوطی نے چادر کے اوڑھنے کے سُنّت ہونے کے بیان میں ایک خاص رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام طیّ اللسان عن ذمّ الطیلسان ہے جس میں اس کے سُنّت ہونے کو احادیث سے ثابت کیا ہے۔ (شرح سفر السعادت صفحہ ۵۵۵)

سفر کے لباس کی سُنّت

سفر میں آپ تنگ آستینوں والا جُبّہ پہنا کرتے تھے۔ اور کبھی چادر اور تہ بند پہنتے تھے۔ آپ کی چادر کی لمبائی چھ گز اور عرض تین گز تھا۔ اور تہ بند کی لمبائی چار اور عرض دو گز تھا۔ اور گز سے مُراد چوبیس انگلی کی مقدار والا گز ہے جتنے کہ لا الہ الا اللہ کے حروف ہیں (شرح سفر السعادت صفحہ ۵۵۵)

سُنّت خوراک

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عادت مُبارکہ یہ تھی۔ کہ جس قسم کا کھانا سامنے آتا۔ اس کو رد نہ فرماتے۔ اور کسی خاص قسم کے کھانے کے لئے اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ اور جس قسم کا کھانا پاک حلال چیزوں میں سے پیش ہوتا اس میں سے کچھ نہ کچھ تناول فرماتے اور کسی کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے۔ اگر چاہتے تناول فرماتے

وہ نہ چھوڑ دیتے۔ مگر کسی کھانے کو بُرا نہ کہتے۔ حلوہ اور شہد کو زیادہ پسند فرماتے اور ان کو زیادہ استعمال فرماتے۔ روزانہ ایک پیالہ شہد کا پانی میں ملا کر نوش فرماتے اور اسی پر صبر فرماتے۔ اور اگر کھانے کی خواہش غالب ہو جاتی تو تھوڑی سی جَو کی روٹی پانی یا سالن کے ساتھ کھاتے اور اسی پر اکتفا کرتے۔ صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ اونٹ اور بکری اور مُرغی اور بٹیر اور خرگوش کے گوشت کو آپ نے تناول فرمایا ہے۔ خرگوش کی ران اور سرین کو تناول فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے مچھلی، دریائی عنبر، تازہ اور خشک کھجوریں، خالص دودھ، پانی میں ملا ہوا دُودھ سلہ، کھجوروں کے نقیع کے ساتھ روٹی تناول فرمایا کرتے تھے اور نقیع کھجوروں کے میٹھے پانی کو کہتے ہیں۔ جو کھجوریں ڈالنے سے میٹھا ہو جائے۔ اور دوسری چیزیں جو آپؐ نے تناول فرمائیں۔ وہ یہ ہیں: تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ۔ بکری کا جگر بُھنا ہوا، قیمہ کیا ہوا گوشت، پکا ہوا کدو، پنیر، ثرید (شوربے میں روٹی بھگو کر)، روغن زیتون کے ساتھ روٹی۔ مکھن کے ساتھ کھجوریں۔ تازہ کھجوریں خربوزہ کے ساتھ۔ ان سب چیزوں کا کھانا ثابت ہے اور اگر کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو صبر فرماتے۔ یہاں تک کہ پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیتے اور کبھی تین تین ماہ تک آپ کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ آپ اکثر اوقات جَو کی روٹی (ادھ پکی) تناول فرمایا کرتے تھے۔

سُنّتِ دسترخوان

جب آپؐ کے سامنے کھانا لایا جاتا۔ تو اس کو دستر خوان پر رکھنے اور دسترخوان زمین پر بچھا دیتے آپؐ کا دسترخوان سُرخ چمڑے کا تھا۔ آپؐ اونچے دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں بھی آپؐ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ تو آج کل جو

سلہ کھجوروں کے ساتھ، سرکہ کیساتھ روٹی، پگلی ہوئی چیزوں کیساتھ روٹی،

رواج ہے۔ کہ علیحدہ علیحدہ سالن کی پیالیاں رکھ دیتے ہیں۔ یہ سنّت کے خلاف ہے

کھانا تین انگلیوں سے کھانے کی سُنّت

آپ تین انگلیوں انگوٹھا شہادت کی انگلی اور درمیانی کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔

انگلیاں چاٹنے کی سنّت

جب آپ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو انگلیاں چاٹتے اور کبھی بچوں کو چٹواتے اور کھانے کے برتن کا چاٹنا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ فرمایا اگر برتن چاٹا نہ جائے تو شیطان اس کو چاٹتا ہے۔ اور اگر کھانے والا آدمی خود برتن چاٹ لے۔ تو برتن اس کے حق میں دُعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تجھ کو دوزخ سے آزاد کرے جیسے کہ مجھ کو تو نے شیطان کے چاٹنے سے بچا لیا ہے۔

کھانا بغیر ٹیک لگائے کھانے کی سُنّت

آپ بغیر ٹیک لگائے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور تکیہ لگانے کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ پہلو کے بل لیٹ کر کھائے۔

۲۔ دوسری یہ کہ چہار زانو بیٹھ کر کھائے (گوٹھ مار کر)

۳۔ تیسری یہ کہ ایک ہاتھ زمین پر ٹیک دے اور دوسرے کے ساتھ کھانا کھائے۔ یہ تینوں قسمیں بُری ہیں (شرح سفر السعادت ص ۵۳۸ پر ہے۔ کہ علامہ سیوطیؒ اپنی کتاب (عمل الیوم واللیلہ) میں فرماتے ہیں۔ کہ نہ ٹیک لگا کر کھائے اور نہ منہ کے بل لیٹ کر۔ اور نہ کھڑے ہو کر بلکہ دو زانو ہو کر بیٹھ جائے۔ یا دونوں پاؤں ایک طرف کو نکال کر بیٹھے۔ یا دونوں گھٹنے کھڑے کر کے پاؤں کے بل بیٹھے۔ یا دائیں گھٹنے کو کھڑا کر دے۔ اور بائیں

پر بیٹھ جائے۔ یہ ہیں طریقے کھانے کے۔ اور بلا عذر چوکڑی مار کر کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔

کھانا کھاتے وقت ہاتھ دھونے کی سُنّت

آپ کھانے سے پہلے اور بعد بھی ہاتھ دھوتے تھے۔ مگر کسی کپڑے کے ساتھ ہاتھوں کو خشک کرنے کا مسنون ہونا صرف کھانا کھا لینے کے بعد ہی ہے۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر تولیہ وغیرہ سے ہاتھ پونچھنا سُنّت نہیں ہے۔

احیاء العلوم میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ بعض صحابہ کرام کھانا کھا لینے کے بعد اپنے ہاتھ اپنی ایڑیوں کے ساتھ ہی پونچھ ڈالتے تھے۔ اس میں کسی قسم کا تکلّف نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن قیم جوزی ھدی الرسول میں لکھتے ہیں۔ کہ بارہا ایسا ہوا کہ گھر میں بالکل کھانا نہ رہا۔ مگر آپ نے نہ تو کسی سے مانگا نہ شکایت کی بلکہ صبر و شکر کئے رہے۔ تین تین دن تک بغیر غذا کے بھوکے رہے ہیں۔ مگر اُف تک نہیں کی۔ سفر میں عموماً کھانا زمین پر رکھا جاتا۔ خدا کے اس وسیع فرش سے دسترخوان کا کام لیتے تھے۔

پانی پینے کی سُنّت

پانی ہمیشہ بیٹھ کر پیتے مگر زم زم شریف کا پانی آپ نے کھڑے پیا ہے۔ ایک سانس میں پانی پینے یا برتن میں سانس لینے سے منع کیا ہے۔ فرمایا پانی پیو تو چوس کر پیو اور فرمایا پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس مت لو۔ بلکہ پیالہ ہٹا کر سانس لو۔ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ جب پانی پیتے تو پیالہ ہٹا کر تین مرتبہ سانس لیتے اور فرماتے۔ اس طرح پینا زیادہ خوشگوار اور مفید ہے۔ ترمذی شریف

میں ہے۔ کہ فرمایا۔ ایک سانس میں غٹ غٹ پانی نہ پیو۔ بلکہ دو اور تین دفعہ کرکے پیو۔ بسم اللہ سے شروع کرو اور جب پی چکو تو خدا کی حمد و ثنا کرو کھانے میں بھی یہی دستور تھا۔ کہ بسم اللہ سے شروع کرتے اور الحمدللہ پر ختم کرتے پانی پی چکتے اور برتن میں کچھ رہ جاتا۔ تو داہنی طرف والے کو بڑھا دیتے اگرچہ بائیں جانب زیادہ عمر رسیدہ لوگ موجود ہوتے۔

سُنّت شکر کھانے کے بعد اپنے پروردگار کا شکر کرنا چاہیے۔ اور کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط یعنی شکر اور تمام تعریفیں اللہ تعالے کے لئے ہیں۔ جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

سُنّت شریک اگر کئی آدمی کھانا کھانے والے ہوں۔ تو ہر ایک کو اپنے آگے سے کھانا لازم ہے۔ اگر کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی ہوں تو پھر جس طرف سے کھائے جائز ہے۔ اور جو شخص اکیلا کھاتا (یا کھاتی) ہے۔ تو اس کے لئے بھی سنّت یہی ہے۔ کہ بیچ میں سے نہ کھائے کیونکہ مطابق فرمان رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے۔

سُنّت لقمہ اگر کسی سے لقمہ گر جائے تو چاہیے۔ کہ اس کو صاف کرکے کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔ اسی طرح کھانا کھانے کے بعد جو کچھ ریزہ (ٹکڑا)، دانہ وغیرہ گرا ہو اس کو اُٹھا کر کھالیوے

سُنّت بسم اللہ شروع میں بسم اللہ پڑھے ورنہ شیطان ساتھ شریک ہو جائے گا۔ بھول جائے تو جب یاد آجائے۔ اسی وقت یوں پڑھے بسم اللہ اوّلہٖ و آخرہٖ۔ یہ ضروری ہے۔

سُنّت سرکہ جس گھر میں سرکہ ہو وُہ سالن کا محتاج نہیں۔ سرکہ کے ساتھ روٹی

کھانا سُنّت ہے

سُنّتِ غلّہ اگندم (کنک)، میں کسی قدر جَو ملانا سنّت ہے۔ اگر پانچ س
خالص گندم ہے تو اس میں آدھ سیر یا پاؤ جَو ملا کر پکانا چاہیے۔ تاکہ سُنّت
ثواب حاصل ہو۔

رات کی سُنّتیں

سُنّتِ اطفال:۔ جب شام ہو جائے۔ تو اس وقت بچوں کو باہر نہ نکلنے
حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ کہ اس وقت شیطان کا لشکر پھیل جاتا ہے

سُنّتِ مکان:۔ جب رات کو عشاء کی نماز کے بعد گھر میں آؤ۔ تو زنجیر وغ
سے گھر کا دروازہ بند کر لو۔ اور داخل ہونے کے وقت بسم اللہ شریف پور
پڑھو۔ کیونکہ اس کی برکت سے شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا۔

سُنّتِ گفتگو:۔ عشاء کے بعد طرح طرح کے قصّے کہانیاں مت کہو
نہ ہو۔ کہ صبح کی نماز قضا ہو جائے۔ اس لئے سو جانا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی نصیحت
باتیں یا نیک بندوں اولیاء و انبیاء کا ذکر سُنا دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طر
اگر کوئی پیشہ ور آدمی نماز عشاء کے بعد اپنا دُنیاوی کام کرے تو بھی کچھ حرج نہیں
البتہ نماز عشاء کے بعد قصّے کہانیوں سے منع کیا گیا ہے۔

سُنّتِ چراغ:۔ جب رات کو سونے لگو۔ تو چراغ گل کر دو۔ جلتا نہ
کیونکہ اس سے بڑا اندیشہ ہے۔ اسی طرح آگ جو چولہے میں ہو۔ اُسے مٹی یا راکھ سے د
دو۔ کھُلی نہ چھوڑو۔ یہ تمام احکام احادیث نبویہ سے لئے گئے ہیں۔

سُنّتِ بستر:۔ سونے سے پہلے بستر کو کپڑے یا تہبند کے کناروں سے جھاڑ

یہ مضمون احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے اور مسنون طریقہ ہے

سنت خواب و نیند: جب تم سونے کا ارادہ کرو تو کسی قدر قرآن شریف کی سورتیں پڑھو۔ پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قل، الحمد شریف، درود شریف پڑھو۔ اگر تم سے زیادہ نہ ہو سکے۔ تو ایک دو سورتیں ضرور پڑھو۔ کیونکہ یہ دنیا و آخرت کی نیک بختی کا سبب ہے۔ اور اگر خواب میں کوئی بری بات نظر آوے تو جاگنے پر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو اور کروٹ بدل کر سوؤ بہتر ہے۔ کہ سونے سے پہلے اٰمنت باللہ اور کلمہ شریف پڑھے اور باوضو ہو کر سووے۔

بغیر منڈھیر کی چھت پر نہ سوؤ: نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مکان کی چھت پر منڈھیر نہ ہو اس پر نہ سوؤ۔ اور یہ اس لئے فرمایا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ رات کو اٹھو اور نیچے گر جاؤ۔

سنت برتن: سونے سے پہلے تمام برتنوں کو دھو کر ڈھانپ دو۔ کوئی برتن کھلا نہ رہنے دو۔ اس سے وبا کا اثر ہوتا ہے۔ اور شیطان راہ پاتا ہے۔ یاد رکھو اگر برتن کے چھپانے اور ڈھانپنے کے لئے کچھ بھی نہ ملے تو ایک لکڑی لو۔ اور بسم اللہ کہہ کر برتن پر رکھ دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاطاعت کے مطابق یہی کافی ہے۔

پہننے کی ایک اور ضروری سنت: عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستین ہاتھ تک آجائے۔ اور جو عورتیں ایسا کرتہ پہنتیں ہیں۔ جس کی آستین کہنی تک ہوتی ہے۔ وہ سخت گناہگار ہوتی ہیں۔ اور ایسا کپڑا بھی نہ پہنیں۔ کہ جس میں سے بدن نظر آوے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسی عورتیں قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائی جائیں گی۔ کہ ان کے واسطے لباس نہ ہوگا یعنی ننگی ہوں گی پھر اس وقت تمام دنیا کے سامنے نہایت شرمندہ

ہوں گی۔ تو عورتوں کو آج ہی سے اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔ پتہ نہیں موت کب آجائے اور خدا جانے توبہ کی مہلت بھی ملتی ہے یا نہیں۔

سُنّتِ بال: ۔ جس شخص کے سر پر بال ہوں۔ اس کو چاہیئے۔ کہ وہ بالوں کو کبھی کبھی دھویا کرے اور کنگھا بھی کرتا رہے۔ مگر بہتر یہ ہے۔ کہ ہر روز سر میں اور داڑھی میں کنگھا نہ کرے۔ بلکہ تیسرے روز کرے۔ یعنی کبھی کبھی کوئی دن خالی چھوڑ دیا کرے اس سے زیادہ مثلاً وضو کے بعد داڑھی میں ہمیشہ کنگھا کرنا کسی حدیث میں وارد نہیں ہے حضور علیہ السلام ایک دن خالی چھوڑ کر دوسرے دن کنگھی کیا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی ص۳)

سُنّتِ خضاب: ۔ جس شخص کی داڑھی کے بال سفید ہوں۔ تو وہ مہندی اور تیل کے ساتھ خضاب کرے۔ کہ یہ سُنّت ہے۔

سُنّتِ داڑھی و مونچھ: ۔ مسنون ہے کہ مونچھ کو نہ بڑھاؤ۔ البتہ داڑھی کا بڑھانا سُنّت ہے۔ اور قبضہ یعنی مٹھی سے ہرگز داڑھی کم نہ کرے۔ داڑھی کا کٹوانا اور منڈوانا سخت حرام ہے

سُنّتِ مہندی: ۔ مہندی عورتوں کے لئے لگانا سُنّت ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں وارد ہے۔

سُنّتِ سُرمہ: ۔ مرد اور عورت ہر ایک کیلئے سُرمہ لگانا سُنّت ہے اور رات کو لگانا چاہیئے۔ اور آنکھ میں تین تین سلائی لگانا سُنّت ہے۔ (ترمذی شریف) حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس سُرمہ دانی ہوتی تھی۔ جس سے آپ تین تین سلائیاں ہر آنکھ میں لگایا کرتے تھے (شمائل ترمذی ص۵)

سُنّتِ خوشبو و عطر: ۔ حضور علیہ السلام کے پاس خاص قسم کی خوشبودار چیز اور بعض محدثین کی تشریح کے مطابق آملہ کا تیل رہتا تھا۔ جس کو آپ بغرض خوشبو استعمال فرمایا کرتے تھے (شمائل ترمذی اور اس کا حاشیہ ص۱۵)

عورتوں کیلئے خوشبو کی سنّت

حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔ کہ مرد ایسی خوشبو استعمال کریں۔ کہ جس کی خوشبو ظاہر اور رنگ چھپا ہوا ہو۔ اور عورتیں ایسی خوشبو استعمال کریں کہ جس کا رنگ ظاہر ہو خوشبو
معلوم ہوا۔ کہ عورتوں کو سینٹ یا عطر لگا کر گھر سے باہر نکلنا نہیں چاہیئے۔

سر پر بال رکھنے کی سنّت

سنت یہ ہے کہ سارے سر پر بال رکھے جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لڑکے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصّہ رکھا ہوا اور کچھ منڈا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یا تو سارا سر رکھو یا سب منڈوا دو (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف مع مظاہر حق صف ۵۲ ج ۳)

گھر میں داخل ہونے کی سنّت

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم گھر میں اس طرح داخل ہوتے کہ گھر والوں کو پہلے سے اطلاع ہو جاتی۔ اچانک نہ گھس جاتے کہ گھر والے بے خبری کے عالم میں ہوں۔ جب اندر پہنچتے تو سلام کرتے۔ پھر کبھی فرماتے تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے اور کبھی خاموش رہتے۔ یہاں تک کہ ماحضر (جو کچھ حاضر ہوتا) پیش کر دیا جاتا۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ جب گھر میں جاؤ تو سلام کرو۔ تاکہ اللہ کی برکت تم پر اور تمہارے اہل و عیال پر نازل ہو اور فرمایا جب آدمی گھر آتا ہے اور اندر جا کر کھانے پر بیٹھتے ہوئے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ تو شیطان کہتا ہے۔ اب میرے لئے یہاں رہنا اور کھانا نہیں لیکن اگر اللہ کو یاد نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے۔ لو میرے لئے رات رہنے کا سامان ہو گیا۔ پھر اگر کھانے پر بھی خدا کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے۔ اب مجھے اس گھر میں کھانا بھی مل گیا۔ (ھدی الرسول لحافظ ابن قیم جوزی صف ۷ بحوالہ مسلم شریف)

کسی دوسرے کے گھر میں آنے کیلئے اجازت چاہنے کی سنّت

آپ جب کسی کسی کے ہاں تشریف

لے جاتے تو سیدھے دروازہ کے سامنے نہ آجاتے۔ بلکہ دائیں یا بائیں پہلو سے آتے اور فرماتے السلام علیکم! ایک مرتبہ ایک شخص آپؐ کے حجرہ میں سوراخ سے جھانک رہا تھا۔ آپ اُٹھے اور اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالنے کا ارادہ کر لیا (ھدی الرسولؐ)

چلنے کی سُنّت

رفتار میں قدم تیز مگر انداز سے پڑتے تھے۔ آپؐ بدن کو اکٹھا کر کے چلتے۔ گویا بلندی سے اتر رہے ہیں۔ چلنے میں عاجزی اور انکساری ہوتی تھی۔ اور کمر آگے کو جھکی رہتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ تیز میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا زمین آپؐ کے سامنے تہہ ہوتی چلی جاتی تھی۔ ہم دوڑتے دوڑتے تھک جاتے تھے۔ مگر آپؐ کو کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔

سُنّت گفتار

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی گفتگو نہایت فصیح اور مختصر ہوتی تھی۔ لیکن پُر مضمون۔ نہ مطلب سے زیادہ نہ کم کبھی کسی کی برائی نہ فرماتے۔ نہ کسی کھانے کو بُرا کہتے اور نہ تعریف میں لگے رہتے۔ زیادہ گفتگو سے پرہیز کرتے تھے۔ جلدی جلدی کلام نہ فرماتے تھے بلکہ آہستہ آہستہ اور جُدا جُدا الفاظ کہ سُننے والا یاد کر سکے۔ مجمع میں گفتگو کے وقت یا وعظ کے موقعہ پر ہر ایک کلمہ عموماً دو تین مرتبہ بولتے تاکہ عام لوگ اچھی طرح سمجھ لیں۔ ہمیشہ مغموم اور متفکّر رہتے تھے۔ آپؐ کے لئے آرام نہ تھا۔ عموماً خاموش رہتے۔ اور بغیر حاجت کلام نہ فرماتے بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ کی وجہ سے زبان سے کچھ نہ فرماتے۔ چہرہ کے اثر سے ظاہر ہوتا اور صحابہ خبردار ہو جاتے۔

غصّہ

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جب کسی بات پر غصّہ آتا تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے۔ جب کسی سے خوش ہوتے تو صرف مسکرا دیتے۔ آپ

کبھی قصوروار پر ناراض ہوتے نہیں دیکھے گئے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ فرماتے۔ اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ اپنے لئے نہ کبھی غصہ کرتے اور نہ بدلہ لیتے البتہ اگر ہتک اسلام ہوتی تو آپ کے غضب کو کوئی شئی نہ روک سکتی تھی۔ جب تک اس کا بدلہ نہ لیتے مطمئن نہ ہوتے۔ بلانے کیلئے اگر اشارہ کرتے تو پورے پنجہ سے کرتے کیونکہ انگلی کا اشارہ تکبر ہے۔ تعجب کے وقت ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے ہاتھ میں ڈالتے کبھی کبھی سچی اور درست خوش طبعی بھی فرماتے۔

سنت بیمار پرسی

بیمار پرسی اور جنازے کے ساتھ جانے کا بہت خیال رکھتے تھے۔

فرمان مبارک

فرمان مبارک ہے کہ ایک عورت دوسری عورت سے اس قدر گھل مل کر نہ رہے۔ کہ اس کی تعریفیں اپنے خاوند سے اس طرح بیان کرنے لگے کہ گویا وہ دیکھ رہا ہے

سنت خانہ داری

خانہ داری کے کاموں میں آپ کپڑا سی لیتے بکریاں چرالاتے اور ان کا دودھ دوہ لیتے اپنے نفس کی خدمت بھی کیا کرتے۔ فحش کلامی نہ کرتے۔ بازار میں چلا کر نہ بولتے۔ برائی کے بدلے برائی نہ کرتے۔ بلکہ معاف فرما دیتے۔ سخی ایسے کہ کبھی "نہ" کا لفظ زبان پر نہیں آیا۔ بالخصوص رمضان المبارک میں بہت سخاوت فرماتے۔ کسی کی کوئی بات بری معلوم ہوتی۔ تو مجلس میں اس کا نام لے کر ذکر نہ کرتے تھے۔ بلکہ عام الفاظ سے فرماتے تھے۔ کہ لوگ ایسا کرتے ہیں۔ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ یا بعض لوگوں کی یہ عادت ہے۔ یہ طریقہ اس لئے اختیار فرماتے تھے۔ کہ شخص مخصوص کی ذلت نہ ہو۔

فرخندہ پیشانی کی سُنّت

اتنا کھل کھلا کر نہ ہنستے تھے۔ کہ آپؐ کا منہ کھل جائے۔ مُسکرانے پر بس فرماتے مگر سب لوگوں سے زیادہ مسکرانے والے تھے۔ جس کسی نے آپؐ کو دیکھا۔ فرخندہ مزاج اور خندہ پیشانی والا پایا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی لطف آمیز حیا اور تحمّل و درگذر ایسی چیزیں تھیں کہ ہر ایک آپؐ کو دیکھ کر اور آپؐ سے باتیں کرکے آپؐ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اور یہ خیال کرتا تھا۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبّت ہے۔

عورتوں کو بیعت کرنے کی سُنّت

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ خُدا کی قسم حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عمر بھر کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں فرمائی بلکہ اقرارِ اسلام کے کلمات کے بعد یہ اشارہ فرماتے۔ مجھ کو تمہاری بیعت منظور ہے۔

عورتوں کو سلام دینے کی سُنّت

حضرت جریر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چند خواتین (عورتوں) کے سامنے سے گذرے اور اُن کو السلام علیکم کہا۔

رفع حاجت کیلئے دُور جانے کی سُنّت

معمول تھا۔ کہ رفع حاجت کے لئے اس قدر دُور نکل جاتے کہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے۔

اہلِ علم کی مجلس میں بیٹھنے کی سُنّت

ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے۔ صحابہ رضؓ کے دو حلقے قائم تھے۔ ایک قرآن خوانی اور ذکر و دُعا میں مشغول تھا۔ اور دُوسرے حلقہ میں

علمی باتیں ہو رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ دونوں عملِ خیر کر رہے ہیں لیکن خُدا نے مجھ کو معلّم بنا کر بھیجا ہے۔ یہ فرما کر علمی حلقہ میں بیٹھ گئے۔

عورتوں کیلئے وعظ کا دن الگ مقرّر کرنے کی سُنّت

حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے دربار میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ عورتوں کو وعظ سننے اور مسائل دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ مستورات نے آکر درخواست کی کہ ہمارے واسطے ایک خاص دن مقرّر کر دیا جائے حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔ اور ان کے دربار کا ایک خاص دن مقرّر ہو گیا۔

گھر کے کام کی مزید سُنّتیں

اکثر مرتبہ آپؐ خادمہ کے ساتھ مل کر کھانا پکا لیتے اور جب وہ تھک جاتی اس کے ساتھ چکی پیستے۔ بازار سے بوجھ اُٹھا کر گھر لانے میں عار نہ ہوتا۔ مالدار اور غریب ہر دو سے برابر کا مصافحہ کرتے۔ اور خود ہاتھ نہ چھوڑتے ہجوم حج میں کوئی شخص لوگوں کو ہٹانے والا آپ کے آگے نہ ہوتا۔ اور اسی بھیڑ میں سے آپؐ بھی گذرتے۔

لوگوں کے کام کرنے کی سُنّت

ایک صحابی جنگ میں گئے ہوئے تھے۔ ان کے گھر کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دُودھ دوہنا نہیں آتا تھا۔ آپ ہر روز اُن کے گھر دُودھ دوہ آیا کرتے تھے۔ غریب عورتیں آپؐ کے پاس آتیں اور کہتیں کہ ہمارا یہ کام ہے۔ آپؐ اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُن کا کام کر دیتے۔ حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا ہُوا تھا۔ کہ اُس شخص کی حاجت مجھ تک پہنچاؤ

جو اپنی حاجت خود مجھ تک نہ پہنچا سکے۔ جن غریب لوگوں کا کوئی گھر بار نہ ہوتا تھا۔ وُہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمسائے میں آ رہتے تھے۔ آپ اپنے قلیل ما حضر میں جو کچھ بھی ہوتا انہیں شریک فرما لیا کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ لوگوں کو عام حکم تھا۔ کہ جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو۔ میں اُسے ادا کر دوں گا۔ اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے۔ مجھے اُس سے کوئی مطلب نہیں۔

فرمانِ مبارک

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پوچھا گیا۔ کہ بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا وہ جس کا خاوند اُس کو دیکھے تو خوش ہو جائے۔ اور جب وُہ حکم دے تو پُورا کرے۔ اور خود اس کی ذات اور مال کے بارے میں بھی خاوند جس بات کو ناپسند کرے اُس کی مخالفت نہ کرے۔

لوگوں نے ایک عورت کے متعلق بیان کیا۔ کہ وُہ نہایت عبادت گُذار اور ہمیشہ روزے رکھنے والی اور اکثر نفل پڑھنے والی اور ہمیشہ ذکر کرنے والی ہے لیکن پڑوسی اس کی زبان سے تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ فرمایا وہ جہنمی ہے

ھدیٰ الرسول صہ ۵۶، ۵۷ پر ہے

بیویوں کیساتھ برتاؤ کی سُنّت

کہ تمام بیویوں کے ساتھ شب باشی، رہن سہن اور نان نفقہ میں برابر کا سلوک کرتے۔ رہی محبّت میں کمی بیشی تو اس کے لئے فرمایا کرتے خدایا جو کچھ میرے اختیار میں ہے۔ اس میں برابر کا سلوک کرتا ہوں۔ لیکن جو میرے بس میں نہیں اس پر مجھے ملامت نہ کیجیو۔ تمام بیویوں (ازواج مطہرات)، کے ساتھ نہایت ہی اچھّا سلوک اور برتاؤ

ہوتا تھا ۔ ہمیشہ خوش خلقی سے پیش آئے ۔ حضرت عائشہ رضؓ کم عمر تھیں ۔ اس لئے
انصاری لڑکیاں کھیلنے کے لئے بُلا دیتے ۔ اگر وہ کسی ایسی بات کے لئے ضد کریں جو
جو نامناسب نہ ہوتی ۔ تو فوراً پوری کر دیتے ۔ محبت کا یہ عالم تھا ۔ کہ جب وہ پانی
پیتیں تو برتن میں ٹھیک اُسی جگہ پر لب (ہونٹ) مبارک لگا کر باقی پانی خود نوش
کر لیتے ۔ جہاں اُن کے لب لگے ہوتے ۔ اکثر ان کی گود میں ٹیک لگاتے اور اگر ماہواری
کے دن ہوتے تو بھی ان کے زانو (گھٹنے) پر سر رکھ کے لیٹ جاتے ۔ اور قرآن
پڑھتے ، روزہ کی حالت میں اُنہیں پیار بھی کرتے ۔ ایک مرتبہ مسجد میں حبشی تماشہ
کر رہے تھے ۔ آپ نے حضرت عائشہ رضؓ کو دکھایا ۔ اور اس طرح کہ وہ آپؐ
کے کندھوں پر جُھکی کھڑی تھیں ۔ دو دفعہ سفر میں مذاقاً ان سے دوڑ بھی کی ہے اور
ایک مرتبہ گھر سے نکلتے ہوئے دروازہ میں اُن سے کشمکش بھی ہوئی ہے ۔ قاعدہ
تھا کہ سفر میں جانے لگتے تو ازواج (بیویوں) میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا
اُسی کو ہمراہ لے جاتے ۔ حاضرین سے کبھی کبھی فرمایا کرتے سب سے اچھا
آدمی وہی ہے ۔ جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہو ۔ میں اپنے اہل کے ساتھ سب

"سعی محمود"

صفحات ۱۲۸ ، قیمت ۲/۵۰ روپے اس کتاب میں تقریباً تمام سُنّی بریلوی عقائد لکھ دیئے گئے ہیں مخالفین کی اپنی کتابوں سے ۔ ثبوت پیش کئے گئے ہیں ۔ حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو پانچسو روپیہ کا تحریری اعلان کیا گیا ہے ۔ ملک کے بڑے بڑے علماء خواہشمند رہتے تھے ۔ قابل دید ہے ۔ پڑھیئے اور فائدہ اُٹھائیے ۲ ۔ انشاء اللہ کوئی مخالف اس کے ساتھ کسی عقیدہ پر بات نہ کر سکے گا ۔ ملنے کا پتہ نوری کتب خانہ بازار داتا گنج بخش لاہور

نمبر۲ : جس کے پاس یہ کتاب ہو گی ،

نمبر۱ : حوالہ جات کے

سے اچھا ہوں۔ دوسری بیویوں کی موجودگی میں کبھی کبھی کسی ایک طرف ہاتھ بھی بڑھاتے۔ عموماً نمازِ عصر کے بعد سب بیویوں کے ہاں ایک ایک کر کے جاتے اور حالات معلوم کرتے۔ جب رات ہو جاتی تو اس بیوی کے گھر تشریف لے جاتے جس کی باری ہوتی۔ اس بارے میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ تھی۔ خود حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنے اور جانے اور رہنے سہنے میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے۔ اوّل اور آخر شب (رات) جب چاہتے مقاربت کرتے۔ اگر اوّل شب ہوتی تو کبھی غسل کر کے سوتے اور کبھی صرف وضو پہ ہی اکتفاء فرماتے۔ کبھی ایک غسل سے تمام ازواج کے ہاں جاتے۔ اور کبھی ہر ایک کے ہاں الگ غسل کرتے۔ جب کبھی سفر سے رات کو لوٹتے تو اس رات ازواج کے گھر نہ جاتے۔ اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے منع فرماتے۔ تاکہ اچانک بیوی کو تکلیف نہ ہو۔

سواری کی سُنّت

آپؐ کی سواری میں گھوڑے، اونٹ، خچر اور گدھے رہے ہیں۔ کبھی زین کیساتھ سوار ہوتے۔ کبھی ننگی پیٹھ پر۔ اکثر اکیلے بیٹھتے، لیکن کبھی آگے یا پیچھے کسی اور کو بھی شریک کر لیتے عموماً مردوں کو بٹھاتے۔ کبھی کبھی ازواج مطہرات میں سے بھی کسی کو لے لیتے۔ سواری زیادہ تر اونٹ اور گھوڑے کی تھی۔

سُنّت حجامت

حجامت کے بارے میں سُنّت یہ ہے کہ یا تو پُورا سر منڈوا دیا جائے یا بالکل نہ منڈوایا جائے۔ بُخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ مونچھیں کم کرو۔ آپؐ مونچھ ترشواتے تھے۔ بہت سے لوگ خط بنواتے ہیں۔ یعنی رخسار ہونٹ اور گلے کے بال منڈاتے ہیں۔ جو بلاشک ڈاڑھی کے اندر داخل ہیں۔ یہ سنّت کے

مطابق نہیں ہے۔

سنّت خوشبو

بخاری میں ہے۔ آپ کبھی خوشبو واپس نہ کرتے۔ مسلم شریف میں ہے کہ فرمایا "جس کسی کو پھول پیش کیا جائے۔ چاہیے کہ رد نہ کرے۔ کیونکہ وہ اُٹھانے میں ہلکا اور سونگھنے میں خوش گوار ہے۔

چلنے، بیٹھنے اور ٹیک لگانے کی سنّت

حضرت علی رضؓ کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب چلتے تو اس طرح چلتے گویا ڈھلوان پہاڑی سے اُتر رہے ہیں۔ آپؐ کا دستور تھا۔ کہ جب صحابہ رضؓ ساتھ ہوتے تو انہیں آگے کر لیتے اور خود پیچھے چلتے اور فرماتے۔ پیچھے ملائکہ کیلئے اپنے پیچھے رہنے دو۔ آپ ننگے پاؤں بھی چلتے تھے۔ نشست (بیٹھنے) میں بھی کوئی اہتمام نہ تھا۔ کبھی زمین پر بیٹھتے کبھی چٹائی پر اور کبھی خود زمین ہی پر۔ جب عدی رضؓ بن حاتم آئے۔ تو آپؐ انہیں گھر لے گئے۔ کنیز (خادمہ) نے وہ گدّا لاکر ڈال دیا جس پر آپ اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ مگر اس پر اکیلے بیٹھنا گوارا نہ کیا۔ اور اپنے اور عدی رضؓ کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور خود زمین پر رونق افروز ہو گئے۔ عدی رضؓ کہتے ہیں۔ کہ اس بات کا مجھ پر بہت اثر پڑا۔ اور میں جان گیا۔ کہ یہاں بادشاہی نہیں ہے۔ سفر میں اپنے صحابہ رضؓ کا مؤخرۃ الجیش (لشکر کے پیچھے) خود ہوتے۔ کمزوروں کو سہارا دیتے۔ پیدل چلنے والوں کو اپنے ساتھ سوار کر لیتے۔ ان کے حق میں دُعا فرماتے۔ لیٹنے میں بھی کوئی اہتمام نہ تھا۔ کبھی کبھی ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھ لیا کرتے تھے۔ تکیہ سے ٹیک بھی لگاتے تھے۔ کبھی داہنی سمت (جانب) اور کبھی بائیں سمت، اگر ضرورت پڑی تو کمزوری کے باعث کبھی کبھی صحابہ رضؓ پر بھی ٹیک لگا لیتے تھے۔

گفتگو، خاموشی، ہنسی اور رونے کی سنّت

ہدی الرسول میں ج ۸۷ پہ حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ کہ آپؐ تمہاری طرح نہ بڑبڑاتے تھے۔ ٹھہر ٹھہر کر بولتے اور ایک ایک فقرہ اس طرح الگ الگ کر کے کہتے کہ مخاطب پوری طرح گفتگو یاد کر لیتا۔ اکثر جملہ کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔ ہمیشہ خاموش رہتے۔ بلا ضرورت کبھی نہ بولتے۔ جب بولتے تو منہ بھر کے بولتے۔ کٹے پھٹے لفظ نہیں۔ بلکہ صاف صاف اور پورے پورے لفظ بولتے۔ زبان پر ہمیشہ جوامع الکلم جاری ہوتے تھے۔ بچے تُلے لفظ ہوتے تھے۔ اگر کوئی بات ناگوار ہوتی تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا۔ اور مخاطب سمجھ جاتا۔ کہ یہ بات بُری معلوم ہوئی ہے۔ بد خُلقی۔ سخت کلامی۔ فحش گوئی اور شور و غُل کا وہاں گذر نہ تھا۔ ہنسی بس یہاں تک تھی۔ کہ لبوں (ہونٹوں) پر مسکراہٹ ظاہر ہوتی۔ اگر بہت زیادہ ہنستے تو باچھیں کھل جاتیں۔ وہاں قہقہے نہ تھے۔ آپؐ کو بھی انہیں باتوں سے ہنسی آتی تھی۔ جن سے سب ہنستے تھے۔

اسی طرح رونا بھی تھا۔ دھاڑیں مارنا ہچکیوں سے رونا نہ تھا۔ مگر آنکھوں سے آنسو ڈبڈبا آتے تھے۔ اگر بہت ہوا تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور گریہ (رونے) کی آواز سینے سے نکلتی معلوم ہوتی۔ آپ کا رونا کبھی میّت کیلئے ہوتا۔ کبھی اپنی اُمّت کیلئے۔ کبھی خشیت (خوف) الٰہی سے کبھی قرآن سُننے سے جس میں شوق، محبّت، خوف، اور خشیت کی آمیزش ہوتی۔

خُطبہ کی سُنّت

آپ نے زمین پر کھڑے ہو کر بھی خطبہ دیا ہے منبر پہ سے بھی، اور اُونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ کر بھی۔ جب خطبہ دیتے تو آنکھیں سُرخ ہو جاتیں۔ آواز بلند ہو جاتی

گویا کسی فوج کو للکار ... بڑھ جاتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا۔ گویا کسی فوج کو للکار

...ط و غضب از ... (وعظ و تقریر)

...ہتے ہیں۔ آپ ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ آپ کے خطبہ (وعظ و تقریر)

...موضوع اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اس کے اوصاف و کمالات کا بیان۔ اصولِ اسلام

کی تعلیم۔ حالات جنّت۔ دوزخ کی تشریح۔ تقوائے الٰہی کی ہدایت اور خدا

کی ناراضگی و خوشنودی کے اسباب کی تفصیل ہوتا تھا۔ ہر موقعہ پر خطبہ کے

مطالب ایسے ہوتے جو مخاطبین کی حالت و ضرورت کے مناسب ہوتے

عید کے موقعوں پر عورتوں کے لئے علیحدہ خطبہ دیتے۔ (وعظ فرماتے)

جس میں انہیں صدقہ و خیرات کی ترغیب دلاتے۔ خطبہ دیتے وقت کبھی

عصا پر ٹیک دیتے اور کبھی کمان پر۔

نام رکھنے کی سُنّت

آپ ہمیشہ اچھے نام پسند فرماتے۔ اور بُرے نام رکھنے سے روکتے تھے۔ فرمایا! خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔ سب سے زیادہ درست نام حارث (ماہر یا کاشتکار) اور ہمام (شجاع۔ سخی) ہیں۔ سب سے زیادہ مکروہ (برا) نام حرب (جنگ) اور مُرّہ (تلخ) ہیں۔ (الحدیث) اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایسا نام نہ رکھا جائے جس کا معنی صحیح نہ ہو تو یہ ضروری ہے۔ کہ نام کسی باقاعدہ عالم سے پوچھ کر رکھا جائے۔ اس میں سُستی نہ کی جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نام میں کیا رکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔ یاد رکھو! نام اور گرہ ھتی کی بہت تاثیر ہوتی ہے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ اپنے غلام کا نام یسار (نرمی) رباح (نفع)، نجیح (کامیاب)، افلح (نہایت کامیاب، نہ رکھو کیونکہ کبھی اس کا نام لے کر پکارو گے۔ کہ فلاں وہاں ہے۔ اگر وہ نہ ہوا۔ تو جواب

ملے گا نہیں (تو اچھی فال نہ ہو گی)

غلط نام کو بدلنے کی سُنّت

اسی طرح آپ نے عاصیہ (نافرمان) کا نام یہ فرما کر بدل دیا کہ تو عاصیہ نہیں "جمیلہ ہے" (الحدیث) اس سے معلوم ہوا۔ کہ معنی میں خرابی والے نام کو بدلنا سُنّت ہے۔ نام کے بارے میں آپ کو اس قدر خیال تھا۔ کہ حکم دے دیا تھا۔ کہ آپ کے پاس ڈاک لانے والے اچھّی صورت اور اچھّے نام کے لوگ ہوں آپ کا دستور تھا۔ کہ لوگوں کی کُنیّت رکھ دیا کرتے تھے۔ عام اس سے کہ صاحب اولاد ہوں یا نہ ہوں۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی کنیّت ابوالحسن اور صہیب کی ابویحیٰ مقرّر کر دی تھی۔ (ھدی الرسول لحافظ ابن قیمؒ جوزی ص۲۳ ، ۲۴ ھ)

سُنّتِ عقیقہ

بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اور عقیقہ کیا جائے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکری یا دو بھیڑ ذبح کرے اور سر کے بال منڈوا دے اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کر دے (شرح سفر السعادت ص۴۸) اور اگر ساتویں دن نہیں ہو سکا۔ تو چودھویں یا اکیسویں اگر یاد نہ رہے تو آسان صورت یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس دن سے ایک دن پہلے کرے۔ یاد رکھئے کہ عقیقہ کر دینے سے بچہ کی سب الا بلا دُور ہو جاتی ہے۔ اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

سُنّتِ سلام

بخاری و مُسلم میں ہے۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ سب سے افضل اور سب سے بہتر سلام یہ ہے۔ کہ آدمی مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور ہر کس و ناکس کو سلام کرے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ تین باتیں جس کسی میں جمع ہو گئیں ایمان

نفس کے ساتھ انصاف کرنا۔ سب کو سلام کرنا۔ تنگی میں خدا
جمع ہوگیا۔ اپنے
کے نام پر خرچ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ لڑکوں کے ایک گروہ کی طرف سے گذرے
تو انہیں سلام کرنے میں پیشقدمی کی (مسلم)، اسی طرح ایک دن عورتوں
کی طرف گذر ہوا تو انہیں اشارہ سے سلام کیا (ترمذی)

صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ راستہ چلنے
والا بیٹھے ہوئے کو۔ سوار پیدل کو۔ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو آپؐ کی سنت
تھی۔ کہ جب مجلس میں آتے تو سلام کرتے اور جب جاتے تو سلام کرتے۔ فرمایا!
مجلس میں آؤ تو سلام کرو اور جانے لگو تو سلام کرو۔ اور اگر کوئی سلام
سے پہلے کچھ پوچھے تو جواب مت دو۔

آپؐ ہمیشہ زبان سے جواب دیتے ہاتھ یا انگلی کے اشارہ یا سر کی حرکت
سے کبھی جواب نہ دیتے ہاں اگر زبان کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی کر دیا جائے
تو یہ بھی اچھا ہے۔ ایک مرتبہ ایسی مجلس کی طرف سے گذر ہوا جس میں مسلمان
اور مشرک دونوں ملے جلے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اُن سب کو سلام کیا۔
اور جب کوئی کسی دوسرے کا سلام آکر پہنچاتا تو سلام کرنے والے اور پہنچانے والے
دونوں کو جواب دیتے تھے۔ یعنی وعلیک وعلیہ السلام فرماتے تھے اب
بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کوئی بڑی خطا کرتا۔ تو اس سے صاحب سلامت
بند کر دیتے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے۔ جیسا کہ کعب بن مالکؓ اور ان کے
ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ ایک دفعہ بیوی زینبؓ سے دو مہینہ کلام کرنا چھوڑ دیا
تھا۔ کیونکہ انہوں نے ایک موقعہ پر سختی سے جواب دیا تھا۔

(ابوداؤد) (ہدی الرسول لحافظ ابن قیم جوزی خلاصہ زاد المعاد ص ۷۵)

چھینک کی سُنّت

ابو داؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب آپ چھینک لیتے تو مُنہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیتے۔ جس سے یا تو آواز بالکل دب جاتی۔ یا بہت کم ہو جاتی۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا۔ اُونچی جمائی اور بلند چھینک شیطان کی طرف سے ہے اللہ ان دونوں کو ناپسند کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک شخص نے آپؐ کے سامنے چھینک لی۔ آپ نے قاعدہ کے مطابق یرحمک اللہ کہا ذرا دیر بعد پھر چھینک لی تو یرحمک اللہ نہ کہا۔ فرمانے لگے اسے زکام ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو دوست رکھتا ہے اور جمائی سے نفرت کرتا ہے۔

جب چھینک آئے تو الحمد للہ رب العالمین پورا کہا کرو۔ دوسرے کو چھینکتے اور یہ کہتے سنو تو یرحمک اللہ کہو۔ لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ لہٰذا حتی الوسع روکو۔ کیونکہ جب انسان منہ پھاڑ کے جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے (بخاری)۔ نیز فرمایا جب چھینک آئے تو الحمد للہ رب العٰلمین کہو سُننے والا یرحمک اللہ کہے۔ پھر تم جواب میں یھدیکمُ اللہ ویُصلح بالکُمْ کہو (بخاری)

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔

۱۔ جب آپس میں ملاقات ہو تو سلام کرو (۲) دعوت قبول کرو۔ (۳) نصیحت کرو (۴) چھینک لے کر الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو (۵) بیمار ہو جائے تو بیمار پُرسی کرو۔ (۶) مر جائے تو جنازہ میں ساتھ جاؤ۔

خوابِ اور بیداری کی سُنّت

کبھی بستر پر سوتے، کبھی چٹائی پر، کبھی چارپائی پر، کبھی زمین پر

...کے لئے بستر پر جاتے ... کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوتے تھے۔ جب سونے کے لئے بستر پر جاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے دایاں ہاتھ فرماتے ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيٰی وَاَمُوْتُ (ترجمہ) الٰہی تیرے ہی نام پر میرا جینا اور مرنا ہے'' دائیں کروٹ پر لیٹتے دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (ترجمہ)، الٰہی جس دن بندے جلائے جائیں گے۔ مجھے اپنے عذاب سے بچائیو! جب بیدار ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (ترجمہ: خدا کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اُسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔ پھر مسواک کرتے۔

... دستور تھا۔ کہ اوّل رات ہی میں سو جاتے اور پچھلے پہر سے یعنی سحری کے وقت اُٹھ بیٹھتے۔ لیکن اگر مسلمانوں کے کچھ کام رات ہی میں کرنے ہوتے تو دیر میں سوتے، آپ کی آنکھیں سوتی تھیں۔ مگر قلب و دل، بیدار رہتا تھا۔ اسی لئے جب سو جاتے تو کوئی نہ اُٹھاتا۔ یہاں تک کہ خود اُٹھ جاتے۔ ص۷۶، ۷۷
(ہدی الرسول لحافظ ابن قیم جوزی)

نکاح شادی وغیرہ کی سُنّتوں کا بیان

سُنّتِ نکاح: ۔ نکاح بالکل سادہ طریقہ پر ہو جس میں تکلّف اور بہت سامان نہ ہو۔

سُنّتِ یوم (دن): ۔ یعنی نکاح کے واسطے مسنون جمعہ کا دن ہو گا۔ جو برکت اور بھلائی کا سبب ہے۔

سُنّتِ مکان: ۔ مسجد میں نکاح کرنا مسنون ہے۔

سُنّتِ اعلان: ۔ نکاح کو مشہور کرنا سُنّت ہے اگرچہ دف کے ساتھ بھی

ہو یعنی ایسا ساز اور باجہ ہو جو ایک طرف سے کھلا ہو جس کو دف اور دیھپڑا کہتے ہیں۔

سُنّتِ خرما :۔ نکاح کے بعد خُرما یعنی کھجور یا چھوہارے کا لٹانا اور تقسیم کرنا بھی سنّت ہے۔

سُنّتِ شب :۔ اور مسنون ہے کہ جب اوّل شب (پہلی رات) بیوی کے پاس جائے۔ تو اس کی پیشانی (ماتھے) کے بال پکڑ کر یہ دُعا پڑھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَسْاَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے اس عورت کی خیر چاہتا ہوں۔ اور جو چیزیں اس میں ہیں اور اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں اور جو شریں اس میں ہیں۔

سُنّتِ شوال :۔ مسنون اور محبوب ہے کہ نکاح ماہ شوال میں کیا جائے کیونکہ برکت کا باعث ہے

سُنّتِ ولیمہ :۔ مسنون ہے۔ کہ جب پہلی رات اپنی بیوی کے پاس گذارے تو ولیمہ کرے۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور مساکین کو کھلائے بہت بڑے سامان سے ولیمہ کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر تھوڑا سا کھانا پکا وے اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو جمع کر کے تھوڑا تھوڑا کھلائے تو اتنا بھی کافی ہے۔ اس طرح سے بھی سُنّت ادا ہو جائے گی۔ مگر وہ ولیمہ بہت ہی بُرا ہے جس میں مالدار اور دُنیا دار لوگ بلائے جائیں۔ مسکین، غریب اور دیندار نہ بلائے جائیں۔ اگر غریب محتاجوں کو نہ بُلایا جائے۔ تو ایسا ولیمہ ٹھیک نہیں بہت ہی بُرا ہے۔

اے بھائیو! جب ولیمہ کرو تو اس میں سُنّت کی نیت رکھو۔ اور اس میں

غریب، مسکین اور دین دار لوگوں کو بلاؤ۔ امیروں میں سے جس کو چاہے بلاؤ۔ مگر غریبوں کو نہ نکالو۔ جو شخص ناموری اور دکھاوے کے واسطے ولیمہ کرتا ہے۔ کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ ایسے شخص کو کچھ ثواب نہیں ملتا بلکہ خدا تعالیٰ کے غصہ کا اندیشہ ہے۔

سُنّتِ دعوت:۔ دعوت کا قبول کرنا مسنون ہے۔ لیکن جو شخص مال حرام اور رشوت اور سُود کھاتا ہو۔ یا بدکاری میں مُبتلا ہو۔ اس کی دعوت قبول نہ کرنا چاہیے اگر ایک ہی وقت میں دو آدمی دعوت کریں۔ تو اس شخص کی دعوت قبول کرو جس کا مکان اور دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔

بیماری وغیرہ کے متعلق سُنتوں کا مختصر بیان

سُنّتِ عیادت:۔ یعنی بیمار پُرسی کی سُنّت یہ ہے کہ بیماری میں مسلمان بھائی کی خبر لینے جائے۔ اس کا بیان ہو چکا ہے۔

سُنّتِ واپسی:۔ سنّت یہ ہے کہ بیمار کے پاس سے جلد واپس آ جائے تاکہ وہ تمہارے زیادہ بیٹھنے سے ملول اور تنگ نہ ہو جائے اور اس کے گھر والوں کے کام میں خلل نہ پڑے۔

سُنّتِ تسلّی:۔ بیمار کی ہر طرح سے تشفّی کرنی مسنون ہے اس سے کہے کہ انشاءاللہ تم بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی قدرت ہے۔ غرض ڈرانے والی کوئی بات اس سے نہ کہے۔

ھدایت:۔ رات کو بیمار پُرسی جائز ہے۔ بعض لوگ جو منحوس سمجھتے ہیں۔ غلط ہے۔ اسی طرح جب بیماری کی خبر سُنو۔ اس وقت سے جب دل چاہے بیمار پُرسی کر آؤ یہ ضروری نہیں کہ تین روز بیمار رہنے کے بعد

عیادت (بیمار پرسی) کرے۔ بلکہ جب چاہے کر آئے۔

سُنّتِ دوا:۔ بیماری میں دوا اور علاج کرنا مسنون ہے۔ نظر اللہ پر رکھے اور علاج کرتا رہے۔

سُنّتِ کلونجی:۔ شونیز یعنی کلونجی کے ساتھ دوا کرنا مسنون ہے اور شہد سے دوا کرنا بھی سُنّت ہے۔ کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان چیزوں میں شفا رکھی ہے اور بہت سی حدیثیں ان کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشی تو پوری تفصیل سے مسنون دواؤں اور علاجوں کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ سُنّتِ مصطفےٰ "صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حصہ سوم میں کروں گا۔ تفصیل کیلئے شرح سفر السعادت کا مطالعہ کیجئے۔

سُنّتِ فال:۔ سُنّت یہ ہے کہ جب کسی کا نام (عمدہ) یا کوئی کلمہ سنے۔ تو اس کو اپنے مدعا کے مطابق مناسب اور بہتر سمجھ کر خوش ہو جاوے۔ یہی فال ہے۔ بد فالی لینا سخت منع ہے۔ مثلاً سفر کو جاتے ہوئے اگر گیدڑ راستہ میں سے گذر جائے۔ تو بعض لوگ اس دن سفر کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر کسی دن سفر کر لیتے ہیں۔ یا مثلاً صبح بندر کا نام نہیں لیتے ان کو برائی کا باعث سمجھتے ہیں۔ یہ سب منع ہے۔ اور کسی آدمی کو منحوس سمجھنا بہت برا ہے۔ اور یہ کہنا کہ فلاں مکان کی وجہ سے ہم بیمار ہوئے یا نقصان ہوا غلطی ہے

سُنّتِ موت:۔ سُنّت ہے کہ میّت کو جلد دفن کریں۔

سُنّتِ قبر:۔ قبر پر پانی ڈالیں۔ بہت اونچی اور پختہ (پکی) نہ بنوائیں البتّہ

اولیاء اللہ کی قبریں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے کہ علّامہ عبدالغنی النابلسی استاد علّامہ شامی نے اپنی کتاب الحدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ محمدیہ میں اور شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکھّا ہے۔

سُنّت طعام سُنّت ہے۔ کہ میّت کے رشتہ داروں کو کھانا دیا جائے اور یہ کھانا ان لوگوں کو دیا جائے۔ جو میّت والے ہیں یا ان کے کھانے میں شریک ہیں۔ یعنی میّت کے گھر سے باہر کا کوئی آدمی اس گھر والوں کے لئے کھانا بھیجے یہ سُنّت ہے۔ ناموری اور دکھاوا جائز نہیں بلکہ جو کچھ موجود ہو وہی دے دیا جاوے۔ اور اگر میت کے گھر والے خود کھانا پکا کر کھلائیں تو یہ بھی منع ہے۔ مگر غریب و مسکین لوگوں کو نہ روکا جائے۔ بلکہ ان کا خاص رکھّا جائے۔

مُتفرق سُنّت کاموں کا بیان

سُنّت سلام:۔ سلام بہت بڑی سُنّت ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اور چاہیے کہ ہر مُسلمان کو سلام کرے۔ اگرچہ اس کو نہ پہچانتا ہو۔ کیونکہ سلام اسلام کا حق ہے۔ جو کسی جاننے اور شناسائی پر موقوف نہیں۔ اور اس کا قدرے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے

سُنّت اطفال:۔ سُنّت ہے کہ لڑکوں کو بھی سلام کرے۔ اس واسطے کہ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب لڑکوں پر گذرے تو ان پر آپ نے سلام کیا۔ یہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ گو اس کا بیان پہلے بھی اس کتاب میں ہو چکا ہے۔ مگر اس عنوان سے نہیں ہوا۔ اس لئے دہرایا گیا تاکہ پورے طور پر غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے۔

سُنّت مصافحہ:۔ سنّت ہے۔ کہ ملنے کے وقت مسلمان بھائی سے مصافحہ کرے۔ مرد، مرد سے اور عورت، عورت سے مصافحہ کرے تب جائز ہے۔ لیکن اگر عورت غیر مرد سے مصافحہ کرے تو یہ سخت نا جائز اور منع ہے

سُنّت تعظیم:۔ جب کوئی بڑا شخص جس کو دین کی عزّت حاصل ہو۔ تمہارے پاس آئے تو بہتر ہے کہ اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ لیکن کوئی اپنے لئے خود اس بات کو پسند نہ کرے۔ کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں۔

سُنّت مجلس:۔ جب کسی مجلس میں پہنچو تو جس جگہ تمہیں موقعہ اور جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ یہ مکروہ (برا) ہے کہ دوسروں کو اٹھا کر تم وہاں بیٹھ جاؤ۔

سُنّت وسعت:۔ جب کوئی شخص آئے اور جگہ نہ ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ ذرا ہل جل کر بیٹھ جائیں۔ اور آنے والے مومن کے واسطے گنجائش نکالیں۔

سُنّت کلام:۔ جس جگہ صرف تین آدمی ہوں تو یہ جائز نہیں کہ تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگیں۔ اس سے اس آدمی کا دل رنجیدہ ہوگا۔ اس لئے کسی مسلمان بھائی کے دل کو رنج دینا برا ہے

معاملات واخلاق

سُنّت کاروبار:۔ آپ نے تجارت کی ہے۔ خرید و فروخت کی ہے۔ ٹھیکہ لیا ہے اور دیا ہے۔ نبوّت سے پہلے گلّہ بانی کی مزدوری کی ہے اور حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر شام کا سفر کیا ہے۔ لوگوں کے ساجھے و شرکت میں بھی کام کیا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ کا ایک پرانا شریک حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا آپؐ نے مجھے نہیں پہچانا فرمانے لگے کیوں نہیں۔ تم میرے شریک تھے۔ اور بہت اچھے شریک تھے۔ تم نے نہ تو کبھی حق مارا اور نہ تکرار و حجّت کی۔